مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشۂ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خاں قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ



مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 2011ء

جولائی، اگست و ستمبر، اکتوبر، دسمبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش **تاج الشریعہ فاؤنڈیشن**

Taaj-al-Shari'ah Foundation Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

مرکزِ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماھنامہ

سُنّی دُنیا

بریلی شریف

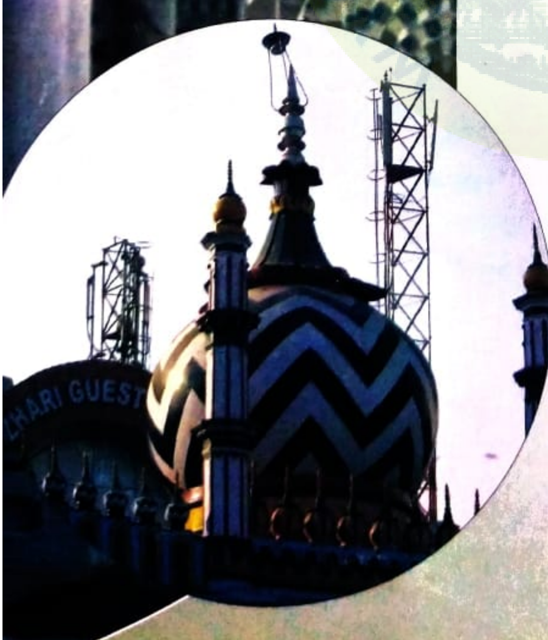
مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان
ماھنامہ سنی دنیا بریلی شریف

July 2011

زیرِ سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا



جلد: ۳۱ — جولائی ۲۰۱۱ء — شمارہ: ۷

ترجمان سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی

مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیر عاطفت — زیر عنایت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیر سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں: مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر: یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

تزئین کار: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے — زر سالانہ: ۱۸۰ روپے — بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے — لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543

فون: 0581-3291453, 2472166

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی)

Visit us: www.hazrat.org
www.alahazrat.in

E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com, Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

اشاریہ

نورانی چہرے والے نے بے خود کر دیا

اداریہ .... یونس رضا مونس اویسی

امام رضا و نقی کا نوردیدہ، سیدی اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون کا وارث سرکار حجۃ الاسلام کے فضل و کمال کا جامع، سرکار مفتی اعظم ہند کا جانشین حضور مفسر اعظم کے لخت جگر، تقویٰ و فتویٰ میں بے مثال، گم گشتگان راہ کے رہنما، حقیقت و معرفت، طریقت و شریعت کے جامع، فخر سنیاں، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی، مفتی اعظم، قاضی القضاۃ فی الہند بریلی شریف کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے جو ایک غوث وقت کو عطا ہوتی ہے آپ جس خطہ سے گذرتے ہیں وہ سرسبز و شاداب ہو جایا کرتا ہے، جہاں جہاں آپ کے قدم مبارک پڑتے ہیں وہاں اسلام سر چڑھ کر بولتا نظر آتا ہے مسلمانوں کے دلوں میں آپکی عقیدت و محبت ایسی راسخ ہو گئی ہے کہ شدہ شدہ بات پہنچتی ہے کہ سرکار تاج الشریعہ کا ادھر سے گذر ہونے والا ہے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ کشاں کشاں وہاں چلے آتے ہیں اور آپ کے چہرۂ زیبا کی زیارت نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں سنیت کمزور ہوتی نظر آتی ہے وہاں کے سربرآوردہ حضرات جنہیں سنیت کا درد ہے وہ سرکار تاج الشریعہ کا پروگرام کرانے کے لئے بچین نظر آتے ہیں۔ جس جا مرتدین گمراہوں کا زور نظر آتا ہے وہاں بس ایک ہی صدا سنائی دیتی ہے کہ اس پر کنٹرول کرنا جب ہی ممکن ہوگا کہ تاجدار بریلی سرکار تاج الشریعہ قدم رنجہ فرمائیں اور یقیناً ہوتا بھی یہی ہے کہ سرکار تاج الشریعہ تشریف لے جاتے ہیں باطلوں کے دلوں پر بجلی کوند جاتی ہے، گلستان گمراہیت میں مردنی چھا جاتی ہے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر جان دیتی نظر آتی ہے صدہا مشرکین چہرۂ زیبا کے دیدار سے ہی مشرف با اسلام ہو جاتے ہیں کیا بات ہے اس چہرہ میں کہ جس کی نورانیت کا عالم یہ ہے کہ جس نے دیکھا گرویدہ ہوا جس پر اس کی نوری کرنیں پڑیں جان و دل جھکائے بغیر نہ رہ سکا، جس دل پر اس کا اثر واقع ہوا راہ راست پر آئے بغیر نہ رہ سکا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ایک ذات ہے جسے ہزار ہا کام۔ پھر بھی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سفر کی صعوبتیں، کلفتیں اٹھا کر تبلیغ اسلام، اشاعت دین، فروغ سلسلہ کے لئے تشریف لے جایا کرتے ہیں، کثرت سے سفر فرماتے ہیں مگر کیا گھر کیا باہر سبھوں کی زبان پر ایک ہی بات کا شور ہے کہ حضرت ہمارے یہاں برسوں ہو گئے تشریف نہیں لے گئے، ایک مرتبہ آپ کا جانا بہت ضروری ہے، کوئی کہتا ہے کہ حضور ہمارے علاقہ میں اب تک نہیں گئے ہیں اگر آپ تشریف نہیں لے گئے تو سنیت بہت کمزور ہو جائے گی۔ ہندوستان، پاکستان، لنکا، بنگلہ دیش، کے افراد کی زبانی یہ سنا کرتے تھے کہ اب وہی باتیں مذکورہ کے علاوہ بیرون ملک کے اکثر ممالک کے افراد کی زبانی بھی یہی باتیں سننے کو مل رہی ہیں، حضرت آپ کا شام میں آنا بہت ضروری ہے کوئی کہتا ہے مصر میں آنا بہت ضروری ہے تو کوئی

کہتا ہے حضور افریقہ وامریکہ آنا بہت ضروری ہے کاش ایسا ہوتا حضرت مدظلہ العالی ہر جگہ تشریف لے جاتے۔

قاضی ملت کا فیضان: اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر عالم ربانی اور ماہر مفتی میدان عملیات کے شاہ، سرکار مفتی اعظم کے مقرب وتربیت یافتہ، صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی کے شاگرد رشید مرکز اہل سنت بریلی شریف کے عظیم الشان ادارے جامعہ رضویہ منظر اسلام، جامعہ رضویہ مظہر اسلام، مرکزی دارالافتاء کے صدر مفتی نو محلہ مسجد کے تاحیات خطیب و امام سلسلہ رضویہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے شیخ طریقت، خانقاہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین، جامع شریعت وطریقت، عارف حقیقت ومعرفت، شیخ طریقت استاذ الفقہاء، عمدۃ المحققین حضرت علامہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی قادری نوری قدس سرہ العزیز کا ۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ میں انتقال پر ملال ہوگیا، آپ کے دادا عارف باللہ حضرت شاہ حکیم نقی علی فضل رحمانی نقشبندی کا سالانہ عرس ۱۶ مئی ۲۰۱۱ء کو تھا اسی عرس میں حضرت قاضی ملت قدس سرہٗ العزیز کا عرس ضم کردیا گیا۔ اس عرس مقدس کی شرکت کی دعوت حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے قبول فرمائی اور چوں کہ حضرت مدظلہ کو ملک سے باہر تشریف لے جانا تھا اس لئے اس عرس کی تاریخ ۱۶؍مئی کے بجائے ۵؍کردی گئی بس اس علاقہ میں دھوم مچ گئی کہ سرکار بریلی تاج الشریعہ اس علاقہ میں قدم رنجہ فرمانے والے ہیں۔ حضرت قاضی ملت علیہ الرحمہ کے عرس مقدس کا فیض تھا کہ سرکار بریلی حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا گذر اس پورے خطے پر ہوا۔ چنانچہ اسی تاریخ سے متصل ۳؍مئی، سلطان پور اور ۴؍مئی رودولی شریف حضرت مدظلہ کا پروگرام رکھا گیا جو بلا شبہ حضرت قاضی ملت علیہ الرحمہ کے صدقہ یہ تاریخ انہیں ملی۔

سلطان پور یوپی کا وہ ضلع ہے جہاں حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کا پہلا پروگرام تھا اہل سلطان پور کے عقیدت و محبت حضرت قبلہ سے اسقدر تھی جو بیان سے باہر ہے جس طرح لوگ ربیع الاول شریف کے موقع پر گھروں میں قمقمے، لائٹیں اور رنگ برنگ کی سجاوٹیں وغیرہ گھروں گلیوں، کوچوں سڑکوں میں کرتے ہیں اسی طرح وہاں کے اہل سنت نے گھروں میں سجاوٹیں کر رکھی تھیں ہر چوراہے پر ''سرکار تاج الشریعہ'' کی آمد مرحبا اور عقیدت ومحبت کے جملے لکھ کر بینرز، ہوڈنگس میں آویزاں کر رکھی تھیں، اہل سلطان پور نے شاندار استقبال کیا اور بہترین انتظام کے ساتھ حضرت قبلہ کو ٹھہرایا، حضرت کے ساتھ شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد عسجد رضا قادری صاحب، حضرت مفتی محمد شعیب رضا صاحب، حضرت مولانا عاشق حسین صاحب، محمد یوسف رضا اور راقم الحروف تھا، سلطان پور میں پانچوں پیرن مدرسہ میں جلسہ تھا جس میں محدث کبیر مدظلہ العالی بھی رونق افروز تھے۔ جب حضرت اسٹیج جانے کے لئے تیار ہوئے لوگ دوطرفہ قطار میں سرکار کا دیدار کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا اور سبحان اللہ، ماشاء اللہ کی صدائیں بلند کرتا جب آپ جلسہ گاہ کے قریب ہوئے لاکھوں کا مجمع اٹھ کھڑا ہوا اور آپ کے دیدار کے لئے بے خود ہوگیا بڑی مشکل سے حضرت منبر پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں کو داخلہ سلسلہ کیا، لوگوں سے گذارش کی گئی کہ آپ حضرات حضور سے مصافحہ کی کوشش نہ کریں صرف دیدار کریں مگر عقیدت مندوں نے ایسا مظاہرہ کیا کہ بس بیان سے باہر ہے پھر لوگوں نے حضرت قبلہ کی گاڑی کو چومنا شروع کردیا

(بقیہ ص ۴۶؍پر.........)

تجلیات نعت

آقائے نعمت دریائے رحمت مجدّدِ دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دلِ بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے
نہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے
اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے
زمیں تپتی، کٹیلی راہ، بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے
رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

مقبول دعا کرنا منظور ثنا کرنا
مدحت کا صلہ دینا مقبول ثنا کرنا
دل ذکر شریف ان کا ہر صبح و مسا کرنا
دن رات جپا کرنا ہر آن رٹا کرنا
سینہ پہ قدم رکھنا دل شاد مرا کرنا
دردِ دلِ مضطر کی سرکار دوا کرنا
سنسار بھکاری ہے جگ داتا دیا کرنا
ہے کام تمہارا ہی سرکار عطا کرنا
کب آپ کے کوچہ میں منگتا کو صدا کرنا
خود بھیک لئے تم کو منگتا کو ندا کرنا
دن رات ہے طیبہ میں دولت کا لٹا کرنا
منگتا کی دوا کرنا منگتا کا بھلا کرنا
ہم عین جفا ہی ہیں ہم کو تو جفا کرنا
اور تم تو کرم ہم پر اے جان وفا کرنا
دن رات خطاؤں پر ہم کو ہے خطا کرنا
اور تم کو عطاؤں پر ہر دم ہے عطا کرنا
کیوں نقش کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینہ دل کی نوری کو جلا کرنا

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

زینت سجادہ و بزم قضا ملتا نہیں
لعل یکتائے شہ احمد رضا ملتا نہیں
وہ جو اپنے دوّر کا صدیق تھا ملتا نہیں
محرم راز محمد مصطفیٰ ملتا نہیں
اب چراغِ دل جلا کر ہو سکے تو ڈھونڈیئے
پرتوِ غوث و رضا و مصطفیٰ ملتا نہیں
عالم سوز دروں کس سے کہوں کس سے کہوں
چارہ ساز درد دل درد آشنا ملتا نہیں
عالموں کا معتبر وہ پیشوا ملتا نہیں
جو مجسم علم تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں
زاہدوں کا وہ مسلم مقتدا ملتا نہیں
جس پہ نازاں زہد تھا وہ پارسا ملتا نہیں
استقامت کا وہ کوہ محکم و بالا تریں
جس کے جانے سے زمانہ ہل گیا ملتا نہیں
چار یاروں کی ادائیں جس میں تھیں جلوہ نما
چار یاروں کا وہ روشن آئینہ ملتا نہیں
مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی | اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا | آیت نمبر ۸۶/ ۸۷

اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں {۲۰۰} حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں {۲۰۱} اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی {۲۰۲} تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں (۱۱۳) اس سے بڑھ کر ظالم کون {۲۰۳} جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لیئے جانے سے {۲۰۴} اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے {۲۰۵} ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے {۲۰۶} اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب (۱۱۴) {۲۰۷}

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۲۰۰} **شان نزول** نجران کے نصاریٰ کا وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہوگیا آوازیں بلند ہوئیں شور مچا یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا اسی طرح نصاریٰ نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور توریت و حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی {۲۰۱} یعنی باوجود علم کے انہوں نے ایسی جاہلانہ گفتگو کی حالانکہ انجیل جس کو نصاریٰ مانتے ہیں اس میں توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق ہے اسی طرح توریت جس کو یہود مانتے ہیں اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور ان تمام احکام کی تصدیق ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے {۲۰۲} علمائے اہل کتاب کی طرح ان جاہلوں نے جو نہ علم رکھتے تھے نہ کتاب جیسے کہ بت پرست آتش پرست وغیرہ انہوں نے ہر ایک دین والے کی تکذیب شروع کی اور کہا کہ وہ کچھ نہیں جاہلوں میں سے مشرکین عرب بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے دین کی شان میں ایسے ہی کلمات کہے {۲۰۳} **شان نزول** یہ آیت بیت المقدس کی بے حرمتی کے متعلق نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم کے نصرانیوں نے بنی اسرائیل پر فوج کشی کی ان کے مردان کارآزما کو قتل کیا ذریت کو قید کیا توریت کو جلایا بیت المقدس کو ویران کیا اس میں نجاستیں ڈالیں خنزیر ذبح کئے معاذ اللہ بیت المقدس خلافت فاروقی تک اسی ویرانی میں رہا آپ کے عہد مبارک میں مسلمانوں نے اس کو بنا کیا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اس میں نماز وحج سے منع کیا تھا {۲۰۴} ذکر نماز خطبہ تسبیح وعظ نعت شریف سب کو شامل ہے اور ذکر اللہ کو منع کرنا ہر جگہ برا ہے خاص کر مسجدوں میں جو اسی کام کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ **مسئلہ:** جو شخص مسجد کو ذکر و نماز سے معطل کردے وہ مسجد کا ویران کرنے والا اور بہت ظالم ہے {۲۰۵} **مسئلہ:** مسجد کی ویرانی جیسے ذکر و نماز کے روکنے سے ہوتی ہے ایسے ہی اس کی عمارت کے نقصان پہنچانے اور بے حرمتی کرنے سے بھی {۲۰۶} دنیا میں انہیں یہ رسوائی پہنچی کہ قتل کئے گئے گرفتار ہوئے جلاوطن کئے گئے خلافت فاروقی و عثمانی میں ملک شام ان کے قبضہ سے نکل گیا بیت المقدس سے ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، حضرت مولانا ابوحسام محمد عسجد رضا خاں قادری بریلی شریف

ماہ شعبان ! رجب اور رمضان کے درمیان میں ہے لوگ اس سے غافل ہیں کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ پس میں محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل پیش نہ ہو، مگر ایسی حالت میں کہ میں روزہ دار ہوں، اسے بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت اسامہ سے روایت کیا۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے، اسے دیلمی نے ''فردوس الاخیار'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب ماہ رجب آتا تو فرماتے: اے خدا رجب اور شعبان میں ہمارے لئے برکت فرما، اور ہمیں رمضان میں پہنچا، اسے ابن عساکر اور ابن نجار نے بیان کیا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تو ہم خیال کرتے، اب کبھی افطار نہیں کریں گے، اور افطار کرتے تو ہم خیال کرتے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو بجز رمضان مبارک کے کسی مہینہ کے روزے کامل رکھتے نہ دیکھا، اور نہ یہ دیکھا کہ آپ نے شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھے ہوں اور ابو سلمہ کی ایک روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السلام کے روزے کے بارے میں پوچھا، فرمایا شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے مگر کچھ کم ''پہلی روایت بخاری، مسلم، موطا، اور ابوداؤد نے، اور دوسری کی مسلم، نسائی نے تخریج کی۔ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہ دیکھا۔ آپ روزہ رکھتے مگر کچھ دن کم، گویا پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے، اور ابوداؤد کی ایک اور روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو روزہ رکھنے کے لئے سب سے زیادہ محبوب مہینہ شعبان تھا، پھر اس سے رمضان کو ملا دیتے تھے۔ اور نسائی نے بھی ترمذی کی روایت تخریج کی۔ ابوداؤد و نسائی میں بھی ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھے جاتے تھے، یہاں تک کہ ہم گمان کرتے افطار نہ کریں گے، اور افطار کرتے تو ہم گمان کرتے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے۔ اور پورے شعبان یا اکثر شعبان میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ پورے شعبان کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہ رکھتے تھے، گویا کہ پورے شعبان ہی کے روزے رکھتے تھے

اورفرمایا کرتے کہ طاقت کے مطابق عمل کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا مگر تم تھک جاتے ہو۔

اور حضرت ابو ہریرہ سے اس کی مثال مروی ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ شعبان میں روزہ رکھا کرتے تھے مگر کچھ دن کم گویا پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔اور حضرت ام سلمہ مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے پے در پے (متواتر) دو مہینے کے روزے رکھے ہوں بجز شعبان اور رمضان کے اسے ترمذی نے بیان کیا اور ابوداؤد کے نزدیک یہ ہے کہ حضور نے سال میں کبھی پورے مہینہ کا روزہ نہ رکھا بجز شعبان کے پھر اس کے ساتھ رمضان ملادیتے تھے۔نسائی نے دونوں روایتوں کو بیان کیا۔اور ان کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ پے در پے دو مہینے روزے رکھے ہوں، بجز اس کے کہ آپ شعبان کو رمضان سے ملادیتے تھے۔

حضرت اسامہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شعبان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں آپ کو نہیں دیکھتا کہ آپ روزے رکھتے ہوں؟ فرمایا یہ وہ مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں۔یہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے۔اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں رب العلمین کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں، میں محبوب رکھتا ہوں کہ جب میرے عمل پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں۔ نسائی نے اس کی تخریج کی۔اس کے علاوہ اور بھی حدیثیں کتابوں میں مذکور ہیں اس رسالہ میں جو حدیثیں ہیں وہ "جامع کبیر" کی ہیں۔اور وہ حدیثیں جو شیخ امام عارف باللہ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ نے بیان کی ہیں، یہ ہیں کہ شعبان! رجب اور رمضان کے مہینوں کے درمیان ہے لوگ اس سے غافل ہیں، اس میں بندوں کے عمل اٹھائے جاتے ہیں۔

لہٰذا میں محبوب رکھتا ہوں کہ میرے عمل اسی حال میں اٹھائے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں، بیہقی نے "شعب الایمان" میں روایت کی۔عطار بن یسار سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے، یہ اس لئے کہ اس میں سال بھر کے مرنے والوں کی "مد" میں لکھی جاتی ہیں۔ حضرت اسامہ سے مروی ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے دیلمی نے "مسند الفردوس" میں اسے بیان کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے کسی عورت نے ذکر کیا کہ وہ رجب کا روزہ رکھتی ہے، فرمایا اگر روزہ رکھنا ہی چاہتی ہو تو شعبان کے روزہ کو لازم کرلو، کیوں کہ اس میں فضیلت ہے۔ابن زنجویہ نے اس کو روایت کیا، اور انہی سے یہ بھی روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ نہیں رکھتے تھے، کیوں کہ اس میں زندوں کی روحیں مردوں میں درج کی جاتی ہیں۔یہاں تک کہ کسی مرد نے نکاح کیا حالانکہ اس کا نام مردوں میں درج ہوتا ہے۔اور اگر کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر اس کا نام مُردوں میں درج ہوتا ہے۔ (یعنی موت وحیات کی مدتیں سال بھر کے لئے معمور کی جاتی ہیں۔مترجم)

[ماثبت من السنہ]

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

۷۸۶/۹۲

قربانی کا حکم

سوال: قربانی کے بڑے جانور مثلاً گائے کو چھ شخصوں نے برابر روپے لگا کر خریدا ہر ایک نے ایک ایک حصہ اپنے نام سے اور ساتواں حصہ سب نے مل کر حضور ﷺ یا کسی بزرگ یا دوسرے کسی میت کے نام سے قربانی کی تو یہ درست ہے یا نہیں؟

زید کا کہنا ہے کہ قربانی درست نہیں جبکہ عمرو کا کہنا ہے کہ قربانی درست ہے زید کہتا ہے کہ قربانی عبادت مالیہ ہے۔ **قال تعالیٰ فصلّ لربک وانحر۔**

اور قربانی میں قربت شرط ہے یعنی چھوٹے جانور کی قربانی ایک شخص تنہا کرے گا اور بڑے جانور میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو۔ اگر کسی نے آدھا یا پون حصہ لیا تو کسی کی قربانی نہ ہوگی ۔ اور میت کی جانب سے قربانی کا واقع ہونا استحساناً جائز ہے۔ جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے، نیز زید کہتا ہے کہ ذابح کے حصہ میں عدم تجزی شرط ہے مذبوح عنہ کے حصہ کا اعتبار نہیں ہے۔

عرض: میت کی جانب سے قربانی کرنے کی دو صورتیں ہیں (۱) وصیت کے مطابق (۲) تبرعاً ثواب پہنچانے کے لیے۔ تبرعاً کے متعلق فتاویٰ شامی میں ہے: وان تبرّع بها عنه له الأكل لأنه يقع على ملك الذابح والثواب للميت ولهذا لوكان على الذابح واحدة سقطت عنه أضحيته (رد المحتار كتاب الاضحية)۔ فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: کیا ایک قربانی تین آدمی کے نام سے جو مر گئے ہیں جائز ہے؟

جواب: قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے کی، ثواب تین کو کیا تمام امت مرحومہ کو پہنچا سکتے ہیں، ہاں اگر میت نے وصیت کی ہے تو ہر ایک کے لئے الگ الگ قربانی ضروری ہے۔

عرض سائل: ہمارے دارالافتاء سے قربانی کے جواز کا ہی فتاویٰ دیا جاتا ہے اور اس علاقہ کے لوگوں کا عمل بھی جاری ہے شامی اور فتاویٰ رضویہ کی مذکورہ بالا عبارت کی وضاحت فرما دیں تا کہ ذابح اور مذبوح عنہ کے درمیان کا شبہ زائل ہو جائے۔ فقط والسلام مع الاحترام

عبدالستار

خادم: جامعہ قادریہ

مقصود پور اورائی مظفر پور بہار

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الجواب: **اللهمّ هداية الحق والصواب**: عمرو کا قول درست ہے صورت مسئولہ میں قربانی درست ہے، تمام بلاد و امصار میں مسلمانوں کا بلا نکیر یہ عمل چلا آ رہا ہے کہ بڑے

جانور کو چند لوگ پانچ یا چھ مل کر خرید تے ہیں اور ایک حصہ سرکار دو عالم ﷺ کا رکھتے ہیں جسے سرکاری حصہ عرف عام میں کہا جاتا ہے، ہمارے یہاں بھی حضور مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہ کے زمانے سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ بڑے جانور کی قربانی میں سرکاری حصہ ہوتا ہے، حضور مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہ نے کبھی اس قربانی کو ناجائز نہ فرمایا، ان کے گھر میں اور ان کے خاندان میں اور اعزہ و اقارب و متوسلین میں اس طرز پر قربانی معمول و متوارث رہی اور آج بھی یہ تعامل جاری ہے اور تعامل مسلمین حجت ہے نیز تصحیح فعل مسلم بقدر امکان واجب ہے، اسی مسئلہ دائرہ کو دیکھئے جس میں چھ شرکا ہیں قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ قربانی صحیح نہ ہو لیکن تصحیح فعل مسلم کے لئے استحساناً اس کی صحت کا حکم علما دیتے ہیں، بدائع، شامی اور تبیین میں ہے: واللفظ للتبيين:

لوكانت البدنة بين اثنين نصفان يجوز في الأصح لأنّ نصف السبع يكون تبعاً لثلاثة الأسباع۔(۶/۴۷۶)

ہدایہ میں ہے: تجوز عن خمسة أوستة أوثلاثة ذكره محمد رحمه الله تعالىٰ في الأصل، لأنّه لمّا جاز عن سبعة فعمّن دونهم أولى ولا تجوز عن ثمانية اخذاً بالقياس فيما لا نصّ فيه، وكذا إذا كان نصيب احدهم اقلّ من السبع۔(۲/۳۹۷)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ ایک بڑا جانور دو، تین، پانچ، چھ افراد کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے اور آٹھ آدمیوں کی شرکت قیاس پر عمل کرتے ہوئے ایک جانور میں جائز نہیں، اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو۔ اس لئے کہ ایک حصہ برابر، برابر بٹنے کے بعد باقی حصہ جو ساتویں حصے سے کم ہے وہ پورے حصے کے تابع ہے تو اس طرح گویا بلکہ ہر ایک کا ساتواں حصہ بلکہ اس سے زائد ہے لہٰذا اس کے پیش نظر یہ قربانی جائز ہے اگرچہ ایک وجہ اس کے عدم جواز کی مقتضی ہے اور وہ باقی مشترک ہے جو ساتویں حصے سے کم ہے اسی لئے شلبی میں بعض سے عدم جواز نقل کیا وہذا نصہ: قال بعضهم، لا تجوز لأنّ لكل واحد منهما ثلاثة أسباع و نصف سبع ونصف السبع لايجوز في الأضحية فإذا صادر لحما صار الباقي لحما۔(۶/۴۷۶)

نیز درمختار میں ہے: ولولأحدهم أقلّ من سبع لم يجز عن أحد و تجزئ عمّاذون سبعة بالأولى۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: لواشترك سبعة في خمس بقرات أوأكثر صحّ لأنّ لكل منهم في بقرة سبعها لاثمانية في سبع بقرات أوأكثر لأنّ كلّ بقرة على ثمانية أسهم فلكل منهم أقلّ من السبع ولا رواية في هذه الفصول، ولواشتراك سبعة في سبع شياه لايجزيهم قياساً لأنّ كلّ شاة بينهم على سبعة أسهم وفي الاستحسان يجزيهم وكذا اثنان في شاتين وعليه فينبغي أن يكون في الأوّل قياس واستحسان والمذكورفيه جواب القياس۔ (۵/۲۲۲)

مذکورہ عبارات سے ظاہر ہے کہ ایک بڑے جانور میں چھ شریک ہوں یا سات افراد پانچ یا چھ یا سات، گائے میں شریک ہوں تو قیاس کے مطابق ہر صورت میں ایک ہی جواب ہے کہ یہ قربانی جائز نہیں، شلبی سے اس کی وجہ گزری کہ باقی حصہ ساتویں حصے سے کم ہے اور اس کی قربانی جائز نہیں مگر استحساناً ان سب صورتوں میں قربانی جائز ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہیں اور باقی جو ساتویں حصے پر زائد ہے وہ تابع ہے۔

علاوہ ازیں اسی ردّ المحتار میں افادہ فرمایا کہ اگر سات آدمی سات بکریوں میں شریک ہوں تو قیاساً کسی کی قربانی صحیح نہیں اور استحساناً قربانی ہو جائے گی یونہی اگر دو آدمی دو بکریوں میں شریک ہوں تو بلحاظ قیاس قربانی نادرست ہے اور استحساناً حکم جواز ہے عبارت گزری۔

اب مسئلہ دائرہ مسئولہ عنہا کی طرف چلئے:

فأقول وبالله التوفيق: جب ایک بڑے جانور میں چھ کی شرکت جائز اور سب کی قربانی صحیح تو کیا وجہ ہے کہ ساتواں سرکاری حصہ ناجائز ہو حالانکہ مسائل مذکورہ کے پیش نظر جن میں تصحیح فعل مسلم بوجہ مذکور کی گئی یہاں بھی ممکن ہے،

اور ادنیٰ تامل سے ظاہر ہے کہ صورت مسئلہ اس جگہ بھی وہی صورت مذکورہ ہے، حقیقۃً چھ شریک ہیں اور قربانی حقیقۃً انہی چھ کی طرف سے ہے اور ساتواں حصہ جو مشترک ہے اس میں ہر شریک کے حصے کی مقدار اس کے ایک حصے کے تابع ہے تو گویا ہر ایک کے لئے ساتواں حصہ ہے اور ان سب شرکا نے اپنے اپنے باقی ماندہ حصے کا ثواب حضور سرور عالم ﷺ کو نذر کر دیا تو ثواب کے پیش نظر اس حصے کی قربانی سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے ہوئی اور حقیقۃً ان چھ شرکا کی طرف سے یہ قربانی ہوئی اور ثواب میں کچھ ایک کی تخصیص نہیں، بہت سے لوگوں کو بلکہ تمام امت کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ سائل نے ردّ المحتار سے نقل کیا: وإن تبرّع بها عنه له الأكل لأنه يقع على ملك الذابح والثواب للميت ولهذا لو كان على الذابح واحدة سقطت عنه اضحيته۔ (۲۳۶/۵)

یعنی اگر کسی نے میت کی طرف سے بے حکم میت تبرّعاً قربانی کی تو اسے کھانا جائز ہے اس لئے کہ قربانی ذابح کی ملک پر ہوئی (یعنی حقیقۃً قربانی ذابح نے کی) اور اس کا ثواب میت کے لئے ہے۔ اور اسی لئے اگر ذابح پر ایک قربانی واجب ہو تو اس سے فرض اضحیہ (قربانی) ساقط ہو جائے گا۔ یہ صریح جزئیہ اس کا مؤید ہے جو ہم نے ابھی کہا، اس کی ایک نظیر وہ مسئلہ ہے جو ہدایہ وغیرہ میں ذکر کیا گیا۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک بڑا جانور سات آدمیوں نے مل کر خریدا تاکہ اس کی قربانی کریں ایک شریک مر گیا وارثوں نے شریکوں سے کہا کہ تم اپنی طرف سے اور میت کی طرف سے یہ قربانی کرلو، چنانچہ ہدایہ میں ہے: إذا اشترى سبعة بقرة ليضحّوا بها فمات أحدهم قبل النحر وقالت الورثة اذبحوها عنه وعنكم اجزاهم۔

ووجهه أنّ البقرة تجوز عن سبعة لكن من شرطه أن يكون قصد الكل القربة، وإن اختلفت جهاتها كالأضحية والقران والمتعة عند نا لاتحاد المقصود وهو القربة وقدوجد لأنّ التضحية عن الغير عرفت قربة، ألاترى أنّ النبي صلى الله عليه وسلم ضحى عن أمّته على ماروينا من قبل، (۴۰۱-۲/۲)

خلاصہ عبارت یہ ہے: اگر سات آدمی قربانی کے لئے ایک گائے خریدیں اور قربانی سے پہلے ایک شریک مر جائے اور اس کے ورثہ شرکا کو اجازت دیں کہ وہ اس گائے کو اپنی طرف سے اور میت کی طرف سے قربانی کر دیں اس صورت میں ان کی قربانی ہو جائے گی اس کی وجہ یہ ہے کہ گائے میں سات کی قربانی جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ سب کا مقصود قربت ہو اگرچہ جہات قربت مختلف ہوں جیسے ہمارے نزدیک قربانی اور قران و تمتع اس لئے کہ ان مختلف جہات میں مقصد ایک ہے اور وہ قربت ہے اور وہ پایا گیا اس لئے کہ غیر کی طرف سے قربانی شرع میں قربت معروفہ ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے

قربانی کی۔انتہیٰ ملخصاً۔

یہاں سے حکم مسئلہ صاف ظاہر ہوا اور وہ یہ کہ صورت مسئولہ بعینہ ہدایہ وغیرہ میں مسئولہ مسئلہ کی نظیر ہے کہ ہر دو مسئلہ میں ایک جانور میں سات ہی شریک ہیں اور دونوں جگہ مقصود ایک ہے جو قربت ہے نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ غیر کی طرف سے قربانی کرنا خصائص حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے نہیں کہ انہی پر مقصور ہو بلکہ اس سنت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی پیروی ان کی امت کو جائز ہے اور حضور کی تلقین و تعلیم سے دوسروں کو بھی یہ روا ہے کہ اضحیہ عن الغیر کی سنت انجام دیں اور اس کا ثواب ایک کو یا زیادہ کو یا تمام امت مرحومہ کو پہنچائیں۔

اس سلسلے میں تصحیح فعل مسلم کی ایک اور نظیر پیش کی جا سکتی ہے جس کے پیش نظر مسئلہ دائرہ کا جواز روشن تر ہوگا اور اس قربانی کا صحیح ہونا بدرجۂ اولیٰ ظاہر ہوگا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے بڑا جانور خریدا پھر قربانی سے پہلے ان میں چھ آدمیوں کو شریک کر لیا قیاس اس بات کا مقتضی ہے کہ قربانی کسی کی صحیح نہ ہو کہ اس جانور میں چھ کی شرکت تمول کے بغیر نہیں ہو سکتی اور تمول کا مقتضی یہ ہے کہ وہ ایک حصہ اپنے لئے رکھے باقی چھ حصے چھ شرکا کو بیچے اور ان سے اس کی قیمت لے یہی تمول ہے جو منافی قربت ہے اور اس صورت میں صراحت رجوع عن القربۃ ہے اس کے باوجود فقہا اس صورت کے جواز کا حکم دیتے ہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے:

ولو اشتری بقرة یرید ان یضحی بها عن نفسه ثم اشترک فیها ستة معه جاز استحساناً، والأحسن ان یفعل ذلک قبل الشراء لیکون أبعد عن الخلاف وعن صورة الرجوع فی القربة (ملخصاً ۲/۳۹۸)

جب اس صورت میں باوجود تمول وصورۃ رجوع عن القربۃ حکم جواز ہے تو صورت مسئولہ میں بدرجۂ اولیٰ وہی استحسان جاری ہوگا جو ہدایہ میں میت کے وارثوں کی طرف سے شرکا کو اذن قربانی دینے کی صورت میں بتایا اور جس استحسان کو زید اس صورت میں مانتا ہے وہی استحسان یہاں بھی جاری ہے کہ صورت وہی صورت ہے اور قربت وہی قربت ہے جو قائم ہے اور یہ مسئلہ اضحیہ عن الغیر کا ہے جس کی مشروعیت پر ہدایہ کی نص گزری اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فعل بطور سند مذکور ہوا علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کا وہ فتویٰ جو سوال میں نقل کیا گیا ہماری مذکورہ تفصیل کا خلاصہ ہے اور وہ ہمارا مؤید ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

تتمہ:

عمرو کا قول کہ مذبوح عنہ کے حصے کا اعتبار نہیں وجہ صحت رکھتا ہے اور شامی سے جو جزئیہ سائل نے نقل کیا اس میں ادنیٰ تامل سے ظاہر ہے کہ اس صورت میں قربانی حقیقۃً ذابح کی طرف سے ہوگی اور ثواب مذبوح عنہ کے لئے ہوگا یہ ہم کو مضر نہیں بلکہ ہمارا مؤید ہے کہ اس کا صریح مفاد یہی ہے کہ قربانی احیا کی طرف سے ہے جو میت کے لئے بطور تبرع کی گئی اور وہ حصہ احیا کی ملک پر ہے ہاں ثواب میت کے لئے ہے اور جب مذبوح عنہ کے حصے کا اعتبار نہیں تو حقیقۃً چھ شرکا ہی رہے اور مسئلہ وہی رہا جو ہدایہ سے پہلے مذکور ہوا اور اس میں وہی قیاس اور اس کی رو سے وہی حکم یعنی عدم جواز اور وہی استحسان یہاں بھی جاری ہے جو دلیل جواز ہے، عمرو میت کی طرف سے بحکم ورثہ قربانی کو بوجہ استحسان جائز مانتا ہے وہی استحسان جو اس مسئلہ کا مصحح ہے جو ہدایہ تبیین وغیرہ سے گزرا سرکاری حصے میں اس استحسان کے جاری ہونے سے کیا مانع ہے اور خود عمرو کا قول مذبوح عنہ کے حصے کا اعتبار نہیں یہاں

کیوں جاری نہیں۔

قالہ بفمہ وامر برقمہ

محمد اختر رضا قادری ازہری

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف یوپی

کتبہ: عاشق حسین کشمیری

۳/مئی ۲۰۱۱ بروز منگل

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی

الحکم ہوالحکم۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی شہید عالم رضوی،

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حکیم محمد مظفر حسین قادری

قد اصاب المجیب فی الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبید الرحمٰن غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد افضال رضوی

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد شعیب رضا قادری نعیمی

الجواب صحیح والمجیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ناظر اشرف قادری

دارالعلوم اعلیٰ حضرت، ناگپور

ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع۔واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کوثر علی رضوی

مرکزی دارالافتاء ۸۲/سوداگران بریلی شریف

۲/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ

۷۸۶/۹۲۔ سیدی واستاذی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا مدلل ومبرھن فتویٰ ہے اس سلسلے میں جن شبہات کا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے ان سب کا جواب باصواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد یونس رضا الاویسی الرضوی غفرلہ

خادم الافتاء والتدریس جامعۃ الرضا بریلی شریف

لقد اصاب من اجاب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ناظم علی رضوی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

۳/۸/۱۴۳۲ھ بروز پنجشنبہ مبارکہ

صورت مسئولہ میں میت والا جزیہ صراحۃ اس پر دال ہے۔ لہٰذا میرے نزدیک حضور تاج الشریعہ قبلہ فیوضکم کا جواب حق وصحیح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

بہاء المصطفیٰ قادری

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد رفیق عالم رضوی

استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

صح الجواب والمجیب مصیب و مثاب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی غفرلہ القوی

خادم الافتاء والطلباء جامعۃ الرضا بریلی شریف

☆☆☆

(......بقیہ ص ۱۹/ کا) کے اور ساڑھے باون تولہ برابر ہے۔ چھ سو ترپن ۶۵۳/گرا، ایک سو چوراسی ۱۸۴/ ملی گرام کے۔ واللہ الہادی وھوتعالیٰ اعلم۔

ھذا ماظھرلی والعلم بالحقیقۃ عندربی۔ وھو سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیرخلقہ سیدنا ومولانا محمدن المصطفی معدن الجود والکرم وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام اجمعین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ☆☆☆

مسئلۂ زکوٰۃ کے کچھ اہم گوشے

از: حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب رضوی، شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی شریف

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل:

۱۔ نصاب زکوۃ ،نصاب قربانی ،نصاب صدقۂ فطر کتنا کتنا ہے ایک ہی ہے یا کچھ فرق ہے؟

۲۔ کاغذ کے نوٹوں کی زکوۃ کا نصاب کیا ہے؟

۳۔ سونے اور چاندی کے نصاب میں بہت فرق ہے، ساڑھے سات تولہ سونا بہت مہنگا ہے اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سونے کی نصف قیمت کو بھی نہیں پہنچتی آیا جس کے پاس صرف چاندی ہی ہو اور وہ اپنے نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر سونے والے کی بقدر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

۴۔ سونے اور چاندی کی قیمت نکال کر نصاب کا حساب لگائیں گے یا پھر بالجنس؟

۵۔ نیز جس کے پاس صرف نوٹ اور ہندوستانی رائج سکے ہوں تو نصاب زکوۃ کس ثمن پر نکلے گا؟

۶۔ نیز کس چیز سے قیمت لگائی جائے گی جواب سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔

۷۔ حضرت: مہربانی فرماکر چاندی ،سونے کی مقدار نصاب جدید اوزان گرام وغیرہ میں بھی بتادیں اس سے ہمیں حساب لگانے عمل کرنے میں بڑی آسانی حاصل ہوجائے گی۔ بینوا توجروا

المستفتی۔(قاری) محمد خوشنود خاں
موضع بیرم نگر تھانہ شیش گڑھ تحصیل میر گنج بریلی شریف

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المعطی الذی مامن نعمۃ فمنہ والصلوۃ والسلام علی قاسم نعمہ باذنہ وعلی آلہ وصحبہ۔

۱- زکوٰۃ ،اضحیہ اور فطرہ کا وجوب غناء شرعی پر موقوف اور غناء شرعی سے مراد ہے مال مخصوص کی سب سے چھوٹی اس مقدار کا مالک ہونا نیز اس پر قابض ومتصرف ہونا جو شریعت مقدسہ نے معین فرمائی ہے ،بشرطیکہ مال کی وہ ''اقل مقدار'' مالک کی حاجت اصلیہ سے فاضل ہو،اسی مقدار غناء کا نام (بشرط مذکور) نصاب ہے۔ایسے ہی غنی (مالدار) کو مالک نصاب یا صاحب نصاب کہتے ہیں (ماخوذ از عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

نصابوں میں فرق: زکوٰۃ،صدقۂ فطر اور قربانی کے نصابات متفرق نہیں ہیں تینوں کے لئے مقدار نصاب ایک ہی ہے۔ہاں سبب وشرط میں البتہ فرق ہے چنانچہ:

(۱) زکوٰۃ میں مال نامی سبب وجوب ہے جبکہ یہ قید، وجوب فطرہ وقربانی کے لئے نہیں ہے۔

(۲) وجوب ادا کے لئے زکوٰۃ میں حولان حول (قمری

سال کا بیت جانا) شرط ہے جبکہ یہ بات صدقہ فطر واضحیہ کے وجوب ادا کے لئے شرط نہیں ہے۔

(۳) اور ایک فرق فطرہ وزکوٰۃ کے درمیان یہ بھی ہے کہ نابالغ یا مجنون چاہے کتنا ہی بڑا مالدار ہو، کتنے ہی کثیر نصابوں کا مالک ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ جبکہ نابالغ اگر مالک نصاب ہے اور اسی طرح مجنون اگر مالک نصاب ہے تو ان دونوں کے مال میں صدقۂ فطر واجب ہے حتی کہ ان کے ولی پر لازم کہ ان ہی کے مال سے (نہ کہ اپنے مال سے) ان کا فطرہ نکالے ہاں اگر یہ مالک نصاب نہ ہو اور ولی غنی ہو تو اب ولی ہی پر واجب کہ ان کا فطرہ خود اپنے مال سے نکالے۔ هذا كله مصرح به في المعتمدات۔

زکاتی مال: پہلے یہ ذکر کروں کہ وجوب زکوٰۃ کے لئے جو مال کا نامی ہونا شرط ہے تو مال نامی سے کون کون سے مال مراد ہیں؟ وہ تین قسم ہیں۔

(۱) حقیقی ثمن یعنی سونا چاندی یا مصنوعی ثمن (نوٹ وغیرہ)۔ یہ ثمن خلقی یا ثمن اصطلاحی اس لئے نامی (بڑھنے والا) مال ہے کہ آدمی چاہے تو کاروبار میں لگا کر بڑھا سکتا ہے۔

(۲) مال تجارت کہ (سونے چاندی کو چھوڑ کر) کوئی بھی مال ہو۔

(۳) سائمہ، چرائی پر چھوٹے ہوئے مویشی۔ (بھیڑ بکری، گائے اور اونٹ)۔ چونکہ سائمہ کے نصابوں میں اور انکی مقدار زکوٰۃ میں بہت تفصیل ہے اور وہ یہاں نادر بھی ہیں اس لئے اس کے بیان کی طرف چنداں احتیاج نہیں۔ لہٰذا انہیں چھوڑ رہا ہوں، بالجملہ زکاتی مال یہی تین ہیں، ان کے علاوہ کسی اور مال میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

مقدار نصاب: سائل نے زکوٰۃ، فطرہ اور قربانی کے نصابوں کی مقدار سے متعلق جو سوال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے ملاحظہ ہو۔

چاندی کی نصاب: دوسو درھم ہے، درھم سے مراد درھم شرعی ہے، یہ چاندی کا سکہ تھا، دس درھم شرعی وزن میں برابر سات مثقال کے تھے، برصغیر (غیر منقسم ہندوستان) کے معتمد علیہ علمائے محققین کی تحقیق معروف منقول کے مطابق دوسو درھم کا وزن ساڑھے باون تولے تھا، بہار شریعت وفتاوی رضویہ وغیرہ میں بتایا ہے کہ تولے سے یہاں وہ تولہ مراد ہے جس سے ان کے زمانے میں چلنے والا چاندی کا روپیہ سوا گیارہ ماشہ کا تھا جو جب سے اب تک (۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء تک) برابر بآسانی دستیاب ہے، نایاب نہیں ہے، اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حساب لگا کر لکھا ہے کہ ساڑھے باون تولے چاندی سے مراد ہے انگریزی روپے سے چھپن روپے بھر چاندی۔ تو جس کے پاس (حوائج اصلیہ سے فارغ) چاندی کے انگریزی دور کے چھپن روپے ہیں یا ان کے وزن کے برابر چاندی کی قیمت ہے (مثلاً یہ رائج نوٹ اور پیسے، یا نصاب سے کم سونا یا کوئی مال تجارت) تو وہ مالک نصاب ہے شرعاً غنی ہے لہٰذا اسپر (شرطوں قیدوں کے ساتھ) زکوٰۃ بھی فرض ہو جائے گی اور قربانی اور صدقۂ فطر کا بھی وجوب ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

سونے کی نصاب: بیس مثقال سونا ہے جو کہ تحقیق معروف ومنقول فی المعتمدات کے مطابق ہندوستانی وزن سے ساڑھے سات تولہ ہے اور ساڑھے سات تولہ سونا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان وغیرہ علمائے کبار کے حساب سے آٹھ روپے بھر سونا ہے۔ تو جس کے پاس حاجت اصلیہ

سے فاضل انگریزی سکے سے آٹھ روپے کے وزن کے برابر سونا ہے یا اتنے سونے کی قیمت ہے مثلاً نوٹ اور پیسے ہیں یا مال تجارت، یا نصاب سے کم چاندی ہے تو وہ مالک نصاب ہے، صاحب زکوۃ ہے۔ لہٰذا اس پر زکوۃ بھی فرض ہوگی یعنی اپنی شرطوں کے ساتھ، اور قربانی بھی واجب ہوگی، صدقۂ فطر بھی لازم آئے گا۔ عالمگیری میں ہے: تضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة، كذافى الكنز، اھ، والله تعالى اعلم۔

مال تجارت کا نصاب کیا ہے؟ مال تجارت کی علاحدہ سے کوئی نصاب معین نہیں ہے، اس کی قیمت کا لحاظ ہوتا ہے اگر اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے گی تو آدمی مالک نصاب ٹھہرے گا، اور جب مالک نصاب ہوگا تو شرطوں قیدوں کے مطابق اس پر زکوٰۃ، فطرہ اور قربانی کے وجوب کا لامحالہ حکم ہوگا۔ اگر بندہ کے پاس نصاب سے کم سونا ہے اور نصاب سے کم چاندی بھی ہے تو اگر سونے کی قیمت، چاندی کے ساتھ ملانے سے چاندی کی نصاب کی مقدار بن جاتی ہے تو اس صورت میں بھی وہ مالک نصاب ہے۔

لہٰذا اس پر زکوٰۃ بھی فرض۔ اور فطرہ واضحیہ بھی (اپنی شرطوں کے ساتھ) واجب کمامر من الهندية اى تضم قيمة الذهب الى الفضة اگر تھوڑی تھوڑی تینوں چیزیں ہیں (سونا، چاندی اور سامان تجارت ہے) اگر ان سب کی قیمت کا میزان، سونے کی یا چاندی کی نصاب کو پہنچتا ہے تو وہ بھی مالک نصاب ہے عالمگیری میں ہے: الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذابلغت قيمتها نصابا من الورق اوالذهب، كذافى الهداية، اھ، والله تعالى اعلم

اس قسم کے مزید جزئیات کے لئے بہار شریعت، فتاوی رضویہ وغیرہما کا مطالعہ مفید ہوگا، سوال اول کا جواب پورا ہوا۔ مزید افادے کے لئے اور تبرکاً فتاوی رضویہ سے کچھ نقل کروں۔ اسی قسم کے ایک استفتاء کے جواب میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ''مقدار نصاب سب کے لئے ایک ہے کچھ فرق نہیں ہاں زکوٰۃ میں مال نامی ہونا شرط ہے۔ کہ سونا، چاندی چرائی پر چھوٹے جانور تجارت کا مال ہے، وبس، اور سال گزرنا شرط ہے، صدقۂ فطر وقربانی میں یہ کچھ درکار نہیں۔ كمافى جميع الكتب والله تعالى اعلم'' اھ ج ۴/ ۴۹۴۔۲۔

نوٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب: نوٹوں کی مقدار نصاب کوئی متعین نہیں۔ نوٹ حکم میں پیسوں وغیرہ کے ہیں کہ جب تک ان کا چلن ہے اصطلاحی ثمن میں شمار ہوں گے، وہ چاندی یا سونے کی مقدار نصاب کے ساتھ ملائے جائیں گے تو جب نوٹوں کی تعداد وحیثیت بیس دینار شرعی یعنی آٹھ روپے بھر سونے کی قیمت کو۔ یا دوسو درہم یعنی چھپن روپے بھر چاندی کی قیمت کو پہنچے گی اور وہ حاجت اصلیہ سے فاضل ہونگے تو ان کا مالک، صاحب نصاب، صاحب زکوۃ ٹھہرے گا۔ شرطوں کے ساتھ اس پر زکوٰۃ بھی فرض ہوگی اور صدقۂ فطر وقربانی کے وجوب کا بھی حکم ہوگا، اور غنی کے دیگر احکام بھی اس پر لاگو ہونگے۔ كمابين فى الفتاوى الرضوية فى غيرموضع وبهارشريعت عن فتاوى قارى الهداية، والله تعالى اعلم۔

۳۔ ہاں بے شک دونوں کی مالی حیثیت میں بہت بڑا فرق، کھلا ہوا تفاوت ہے۔ لیکن یہ فرق دیکھ کر آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟ بات صاف نہیں ہوئی۔ ایسے مجمل مہمل سوال کا کیا جواب لکھا جائے؟ بندہ پر زکوٰۃ کی وہی مقدار فرض ہوگی جو شریعت کے حساب وضابطے سے متعین ہوگی۔ اس میں عقل کو حق نہیں کہ

اپنی چلائے۔ واللہ تعالی اعلم۔

۴۔ قیمت نکال کر ان کے نصابوں کی تعیین نہیں کریں گے بلکہ تعیین نصاب کے لئے جنس کا وزن دیکھیں گے کیونکہ فقہ وفتاوی کی کتب معتمدہ میں صاف صاف مذکور ہے کہ ثمن خلقی (سونے چاندی) کی نصابی مقدار میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں۔ لہٰذا دیکھیں گے کہ سونے کا وزن مقدار نصاب کو پہنچ رہا ہے یا نہیں۔ اسی طرح چاندی کا وزن بقدر نصاب ہے یا نہیں؟

البتہ ادائے زکوۃ میں **تفصیل** ہے اگر جنس کی زکوۃ میں اسی جنس کی کوئی چیز ادا کی تو اس چیز کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر غیر جنس سے ادا کی تو لامحالہ قیمت کا اعتبار کرنا ہوگا، مثلا سونے کی زکوۃ میں چاندی کی کوئی چیز ادا کی جس کی قیمت ایک دینار (سونے کے سکے) کے برابر ہے تو ایک دینار ہی ادا کرنا ٹھہرے گا اگرچہ وزن میں اس کی چاندی، نصف دینار کی قیمت کو بھی نہ پہنچے۔ کما فی رد المحتار وغیرہ واللہ تعالی اعلم۔

۵۔ اگر اس کے پاس سونا چاندی بالکل نہیں ہے، صرف نوٹ وغیرہ ہیں تو اسے اختیار ہے سونے سے حساب لگائے خواہ چاندی سے، کیونکہ وہ صورت مسئولہ میں عروض تجارت کے حکم میں ہیں۔ عالمگیری میں ہے: ثم فی تقویم عروض التجارۃ التخییر۔ ہاں چاندی سے حساب لگانا افضل ہے کہ اس صورت میں فقراء کا نفع زیادہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

۶۔ کس چیز سے قیمت لگائی جائیگی؟ اس جملہ سے سائل کی کیا مراد ہے؟ اگر مراد یہ ہے کہ نوٹوں، سکوں کی زکوۃ میں کیا چیز ادا کی جائے گی اور کس حساب سے مقدار زکوۃ کی تعیین ہوگی؟ تو جواب یہ ہے: زکوۃ ہر نصاب اور خمس نصاب میں اس کا چالیسوں حصہ ہے۔

تنبیہ: یہ حکم اس وقت ہے کہ جب سونے کی زکوۃ میں سونا نکالیں یا چاندی کی زکوۃ میں چاندی یا روپیون (یعنی نوٹوں پیسوں) کی زکوۃ میں نوٹ وغیرہ نکالیں۔ لیکن زکوۃ کی ادائیگی اگر غیر جنس سے کریں تو قیمت لگائی جائیگی مثلا سونے کی زکوۃ میں ایک تولہ سونا ادا کرنا تھا سونا نہ دیکر اس کی قیمت (روپوں سے یا چاندی سے) دینا چاہتا ہے تو ایسا کرسکتا ہے جائز ہے۔ والمسئلۃ مصرح بہا فی عامۃ الکتب و اللہ تعالی اعلم۔

اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''اور مذہب صاحبین پر نہایت آسان حساب اور فقراء کے لئے نافع یہ ہے کہ فی صدی ڈھائی روپے'' اھ (ص ۱۴۱۔۸۔۴)۔

۷۔ چونکہ امام اہل سنت سرکار اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ وغیرہما علمائے کبار نے صاف صاف لکھا ہے کہ ساڑھے سات تولہ (کہ سونے کی نصاب ہے) اور ساڑھے باون تولے کہ (چاندی کی نصاب ہے) میں ''تولہ'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ وہ تولہ مراد و متعین ہے جس سے، چاندی والا انگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشہ ہے اس لئے ساڑھے سات تولہ کا وزن آٹھ روپیوں کے وزن کے برابر ہے۔ اور اسی طرح ساڑھے باون تولہ کا وزن بتایا کہ چھپن روپے کے وزن کے برابر ہے''۔ (ماخوذ وملخص از فتاوی رضویہ و بہار شریعت)۔

اب ہم نے وہ روپیہ جدید اوزان سے، بالکل صحیح صحیح، کانٹے کی تول، پوری احتیاط سے تولا تو وہ گیارہ گرام اور چھ سو چونسٹھ ملی گرام (۱۱.۶۶۴) بیٹھا۔ پھر اس میں آٹھ سے جب ضرب دی تو حاصل ضرب آیا، ترانوے گرام اور تین سو بارہ ملی

گرام۔(۳۱۲. ۹۳)اوراسی حساب سے ۵۶ روپیوں کا وزن ہوا، چھ سو ترپین گرام ایک سو چوراسی ملی گرام ۱۸۴. ۶۵۳ گرام اوروزن جدید میں سونے کی مقدار نصاب ترانوے ۹۳ گرام، تین سو بارہ ملی گرام ۳۱۲. ۹۳ ملی گرام۔اور جدید وزن سے چاندی کی مقدار نصاب ہے چھ سو ترپین گرام، ایک سو چوراسی ملی گرام(۱۸۴. ۶۵۳ گرام)۔

اعلیٰ حضرت جیسے جلیل وعظیم محقق کی تحقیق، تحقیق ہے ان کی تحقیق مذکور پر کسے وثوق نہیں ہوگا۔فتاویٰ رضویہ میں متعدد جگہ لکھا ہے" یہ چاندی کا رائج روپیہ سوا گیارہ ماشہ ہے اس لئے سونے کی نصاب ہے ۸ /روپے بھر سونا"۔اور چاندی کی نصاب ہے چھپن ۵۶ /روپے بھر چاندی۔اس لئے اب جدید وزن سے مقدار نصاب، صحیح صحیح نکال لینی ہر ایک کے لئے کتنی آسان ہوگی۔ فجزاہ اللہ تعالی عنا خیر الجزاء۔و رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ

ضروری اطلاع: برطانوی دور کے برصغیر(غیر منقسم ہندوستان) میں چاندی والے روپے کے جو سکے رائج تھے وہ اگر چہ اواخر دور میں کئی ناموں سے موسوم تھے (مثلا ملکہ وکٹوریہ والا روپیہ، جارج پنجم والا اور جارج ششم والا) لیکن تھے وہ سب سکے ہموزن ہی۔

وزن میں کوئی تفاوت نہیں تھا۔کیونکہ سب کا وزن، معروف ومعلوم وہی سوا گیارہ ماشہ تھا۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شیخ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور آپ کے معاصرین علمائے کرام علیہم الرحمہ نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انگریزی روپیوں کے درمیان، اگر تفاوت ہوتا تو ہمارے وہ محققین "انگریزی روپیہ" علی الاطلاق ہرگز نہ بولتے بلکہ ضرور ان میں سے کسی ایک متعین ہی کو لیکر معیار تحقیق کی تعیین فرماتے۔ جب ان جیسے عظیم محتاط، علمائے کبار نے تفاوتِ اوزان کا قول نہیں کیا ہے، تو اب تفاوت کا قائل ہونا سدید کیونکر ہوسکتا ہے؟

پھر مزید:

۲۔ وہ انگریزی سکے آج ہمارے آپ کے وقت میں بھی تھوڑے بہت میسر ہیں۔ اگر چہ اصلی (غیر نقلی) کم یاب ہیں۔اور نقلی سکوں کی بہتات ہے۔چونکہ سکے(چاندی والے روپے) کا بھاؤ غیر مضروب چاندی سے بہت زیادہ رہتا ہے(چنانچہ آج کل بھی تقریبا سو روپے کا فاحش فرق ہے اس لئے اہل صرافہ، نئے سکے ڈھال ڈھال کر بازار میں لانے لگے۔اور وہ کیمیائی کارستانی سے اپنے مصنوعی سکوں کو اصلی ہیئت دینے کے لئے ان کے رنگ ڈھنگ تبدیل کرنے میں کامیاب ہیں۔ان نقلی روپیوں کے اوزان میں بے شک تھوڑا تھوڑا فرق ملتا ہے۔کوئی ذرا کم ہے تو کوئی ذرا سا زیادہ ہے) تو اس تفاوت کو دیکھ کر یہ کہنا ماننا کہ انگریزی روپے کا وزن کم، بیش تھا۔ اور ٹھیک گیارہ ماشہ دورتی نہیں تھا، کیونکر درست ٹھہر سکتا ہے؟

اگر کوئی سچ مچ اصلی سکہ بھی، مان لیجئے کہ سوا گیارہ ماشہ سے ذرا کم نکلا تو یہ بھی وزنِ محقق کو غلط ثابت کرنے کے لئے کوئی وزن دار دلیل نہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے سکے، چلتے چلتے کچھ گھستے بھی ہیں۔

اگر بالفرض اصلی سکہ کسی کو ایسا ہاتھ آگیا جو سوا گیارہ ماشہ سے زیادہ وزن کا ہو تو یہ بھی محققین کرام کی تحقیق کو رد کرنے کے لئے ناکافی دلیل ہے۔کیا چلتے چلتے سکوں کے نقش ونگار میں میل کچیل نہیں بھرتا ہے؟

پھر مزید:

میں نے بریلی صرافہ بازار میں پرانی عمر کے بعض

بڑے بڑے صرافوں سے اس کے بارے میں استخبار کیا کہ انگریزی اصلی سکوں کا وزن یکساں تھا یا کم، بیش تھا؟ تو انہوں ں نے خبر دی کہ وزن میں کوئی فرق نہیں تھا اور نہ ہے حتی کہ بعض نے اپنے پاس سے اصلی سکہ نکال کر وزن کر کے دکھایا تو وہی وزن نکلا جو میں اوپر بتا آیا ہوں یعنی گیارہ گرام اور ٦٦٤ ملی گرام واللہ تعالی اعلم۔

انتباہ: عوام دس ١٠ رگرام کو تولہ مانتے، بولتے ہیں اسی طرح عام لوگ روپے بھر کو تولہ کہتے تھے اور آج بھی کہتے ہیں اور ١٠ رگرام والے (جدید) تولے کے مقابلے میں روپے کے وزن کو "پکا" یا بڑا تولہ یا پرانا تولہ بولتے ہیں ۔تو خوب دھیان رکھا جائے کہ نصاب زکوۃ میں لفظ "تولہ" معیار نہیں ہے بلکہ روپے کا وزن معیار ہے۔

لہٰذا نصابوں کے تعین میں ان عوامی "تولوں" کا لحاظ واعتبار جائز نہیں ہے، تو دس گرام والے (جدید) تولہ سے ساڑھے سات تولہ وزن یعنی پچھتّر ٧٥ رگرام سونے کا نصاب ماننا غلط ہوگا اسی طرح ساڑھے باون تولہ، جدید تولے سے لینا غلط ہوگا یعنی چاندی کا نصاب پانچ سو پچیس ٥٢٥ رگرام ماننا درست نہیں ہے۔ یا پکے تولے سے چاندی کا نصاب ساڑھے باون روپے بھر لیا جائے اور سونے کا نصاب، ساڑھے سات روپے بھر لیا جائے تو یہ بھی درست نہیں۔ غرض لفظ "تولہ" نہیں دیکھنا ہے بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ کتابوں میں آئے ہوئے لفظ سے کون سا وزن مراد ہے۔

لہٰذا نصابوں کے تعین میں جو وزن محقق، سطور بالا میں بیان کیا گیا ہے اسی کا لحاظ واعتبار لازم ہے وہی مدار کار ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ساڑھے سات تولہ برابر ہے ترانوے ٩٣ رگرام تین سو بارہ ٣١٢ رملی گرام

(بقیہ ص ١٣ رپر......)

(بقیہ ص ٤٦ رکا) حضرت جلسہ گاہ میں پہنچے اور حضرت قاضی ملت علیہ الرحمہ کی شخصیت پر خطاب فرمایا اس کے بعد قل شریف ہوا دعا کے بعد عالم باعمل حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف آپ حضرت قاضی ملت کے بڑے مقرب ہیں، آپ سرکار مفتی اعظم کے شاگرد رشید اور خلیفہ بھی ہیں، اور سرکار ہی کے حکم سے لا علاج مرضوں آسیب زدہ، سحر زدہ اور دیگر پریشانیوں میں گھرے لوگوں کا علاج فرماتے ہیں، املی والی مسجد میں خطیب وامام ہیں اور وہیں آپ ظہر کے بعد حجرہ میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور لوگوں سے ملاقات فرماتے ہیں اور ان کی پریشانیاں دور فرماتے ہیں آپ مرجع خلائق ہیں، نے راقم الحروف کو بلا کر کان میں فرمایا کہ حضرت سے کہو کہ مولانا رضاء الرحمٰن عرف بنے میاں صاحب کو اجازت وخلافت عطا فرمادیں میں نے حضرت سے گذارش کی پھر حضرت نے مائک پر ارشاد فرمایا کہ میرے دل میں بھی خیال گذرا اور مجھ سے کہا گیا لہٰذا میں بشرط علم وعمل انہیں سلسلہ کی اجازت دیتا ہوں اس کے بعد سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا عمامہ شریف جو حضرت قاضی ملت کے پاس تھا وہ ان کے سر پر باندھا گیا حضرت کی دعا اور صلوٰۃ وسلام پر محفل اختتام پذیر ہوگئی۔ اس کے بعد اجازت لے کر بستی آگئے یہاں نماز فجر پڑھی اس کے بعد لکھنؤ آگئے یہاں عبد السلام صاحب جو حضرت کے مرید ہیں ان کے یہاں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر یہاں سے حضرت بذریعہ ہوائی جہاز ممبئی تشریف لے گئے اور ہم بریلی شریف واپس آگئے۔ یہ نورانی سفر نورانی چہرے والے کے ساتھ بڑا مبارک تھا لاکھوں کی تعداد میں لوگ داخلہ سلسلہ ہوئے اور حضرت قبلہ کے چہرۂ زیبا کی زیارت کرنے والے بے خود نظر آئے۔ بس یوں کہئے ایک شمع تھی اور لاکھوں پروانے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ کرم تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ (آمین)

تلاشِ حق

☆از: مولانا محمد رضا عبد الرشید مرکزی، مالیگاؤں مہاراشٹر☆

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا.

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا ہے۔

(کنز الایمان شریف، پارہ ۱۵ ر رکوع ۸، آیت ۸۱)

یہ قرآن پاک کا زبردست اعلان ہے کہ حق ہمیشہ ہمیشہ فتح وکامرانی کے ساتھ بلند رہے گا اور باطل کی قسمت میں ذلت و رسوائی اور شکست و ناکامی کے سوا کچھ نہیں .....یوں تو اسلام وسنیت کو نقصان پہنچانے والی اور اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ سے دور کرنے والی ایک دو نہیں سیکڑوں جماعتیں دین ومذہب کے نام پر جنم لے چکی ہیں مگر اس میں سب سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن جماعت وہابیوں، دیوبندیوں کی ہے۔ اس لئے کہ ان کی ظاہری مذہبی زندگی مسلمان سنیوں کی طرح ہے۔ اس بدنام وگمراہ جماعت کا ظاہر جتنا روشن ہے باطن اس سے کہیں زیادہ تاریک ہے۔ اس جماعت کے افراد کہتے کچھ اور، لکھتے کچھ اور، دل میں رکھتے کچھ اور، کرتے کچھ اور ہیں...... ذیل میں ان کے عقائد فاسدہ و باطلہ کا تذکرہ پیش خدمت قارئین ہے تعصب کی عینک اتار کر نظر نشیں کرلیں۔

خدا کے سوا کوئی اور بھی مربی خلائق ہے:

"علمائے دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مربی خلائق ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب صدر مدرس دیوبند فرماتے ہیں:

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(بحوالہ: مرثیہ رشید احمد، مصنف مولوی محمود حسن، ص ۱۲)

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلائق لکھا ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے شاید ضرورت شعری کی وجہ سے رب العالمین نہیں لائے۔ یہ ہے پیشوائے دیوبند کی عقیدت مندی۔

مسیحا کون؟

اہل دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی وہ مسیحا ہے جس نے مردے بھی جلائے اور زندوں کو بھی مرنے سے بچا لیا چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ان کی شان میں فرماتے ہیں:

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(بحوالہ: مرثیہ رشید احمد، مصنفہ محمود حسن، ص ۳۳)

واقعی دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئی۔ کیوں کہ جو کام عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ کر سکے وہ مولوی رشید احمد صاحب نے کر کے دکھا دیا۔ مردے جلانے میں برابر ہی تھے مگر زندوں کو موت سے بچا لیا۔ اس میں ضرور عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئے۔ جب ہی تو ان کو عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی دکھائی دیتی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب کی

مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی نہ جانتے تو یہ نہ کہتے'' اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم''......

مسلمانو! انصاف کرو کیا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں ہے ...... ہے اور ضرور ہے۔ اور مصرعہ ثانی میں ذری کے استعمال کو دیکھیں کہ ...... اہل زبان حضرات ذری دیوبندیوں کی اردو ملاحظہ کریں۔ حیرت ہوتی ہے کہ علمائے دیوبند کی زبان دانی کی...... اور عالم یہ کہ سرکار دوجہاں ﷺ عالم ما کان وما یکون کو اردو زبان سکھانے کا دعویٰ، العیاذ باللہ تعالیٰ۔

یوسف ثانی کون؟

مولوی رشید احمد صاحب کے کالے کالے بندے یوسف ثانی ہیں چنانچہ ان کے خلیفہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی فرماتے ہیں:

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ رشید احمد صاحب، ص ۱۱)

عبید جمع ہے عبد کی، عبد کا معنی بندہ ہے۔ سود جمع ہے اسود کی بمعنی کالا، عبید سود کا معنی کالے بندے، اس مصرعہ کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے یعنی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے بندوں کا لقب'' یوسف ثانی'' ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ قطع نظر اس امر سے کہ گنگوہی صاحب کے جن کالے کالے بندوں کا لقب یوسف ثانی تھا وہ کون کون لوگ تھے۔ ان کا نام کیا تھا۔ کہاں رہتے تھے۔ وہ بندگان گنگوہی کس کی صحبت میں رہنے کی برکت سے کالے ہو گئے تھے۔ کہنا یہ ہے کہ دیوبندی مذہب میں جب عبد النبی نام رکھنا شرک وکفر ہے جیسا کہ بہشتی زیور ص ۴۵ میں مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے تو پھر عبد گنگوہی کہنا کیوں کر جائز ہے جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے اس مصرعہ میں کہا ہے۔ سچ کہا ہے کہ دیوبندیوں کو تو صرف مسلمانوں کے پیارے نبی سید عالم ﷺ سے بغض وجلن ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بانیٔ اسلام کون؟

علمائے دیوبند مولوی رشید احمد صاحب کو بانی اسلام کا ثانی جانتے ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب نے لکھا ہے۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

کعبہ میں گنگوہ کی تلاش

عارف لوگ کعبہ معظمہ جاکر گنگوہ تلاش کیا کرتے ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی فرماتے ہیں:

پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ رشید احمد صاحب، مصنفہ محمود حسن احمد، ص ۱۳)

کعبہ معظمہ جو بیت اللہ، خانہ خدا ہے اس میں بھی پہنچ کر گنگوہ کی ہی دھن ہے اسے دیوبندی عرفان کا نشہ اور گنگوہی معرفت کا خمار نہ کہا جائے تو اور کیا ہے۔

حاجتوں کا قبلہ

روحانی اور جسمانی سب حاجتوں کا قبلہ دیوبندی مولوی کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ ساری حاجتیں انہیں سے طلب کرنا چاہئے۔ ان کے سوا کوئی حاجت روا نہیں، جیسا کہ مولوی محمود حسن دیوبندی فرماتے ہیں:

حوائج دین و دنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ رشید احمد صاحب، مصنفہ محمود حسن احمد، ص ۱۰)

مولوی رشید احمد صاحب نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک بتایا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم، ص ۶ ر پر ہے۔ ''غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے''۔ اور مولوی محمود حسن صاحب دونوں جہاں کی حاجتیں انہیں سے مانگ رہے ہیں۔ قبلہ حاجات انہیں کو کہہ رہے ہیں۔ لہٰذا فتاویٰ رشیدیہ کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب مشرک ہوئے اور اگر مولوی محمود حسن صاحب کو موحد کہا جائے تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا کہنا پڑے گا۔ بتاؤ آپ حضرات کیا کہتے ہیں۔

رحمۃ اللعٰلمین کون؟

رحمۃ اللعٰلمین حضور ﷺ کی صفت مخصوصہ نہیں بلکہ علماء ربانیین (علماء دیوبند) کو بھی رحمۃ العٰلمین کہنا جائز ہے۔ چنانچہ علماء دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتوےٰ میں تحریر فرماتے ہیں: ''رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علمائے ربانیین (علماء دیوبند) بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں، اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کا بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ''

(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص ۱۲)

مرثیہ کس کا لکھنا جائز اور کس کا لکھنا ناجائز؟

علمائے دیوبند کے نزدیک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ لکھنا تو درکنار، اگر لکھا ہوا بھی مل جائے تو جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، ص ۱۰۳)

مسلمانو! ذرا غور کرو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ کو تو جلانا اور زمین میں دفن کرنا ضروری ہے مگر خود مولوی رشید احمد صاحب کا مرثیہ لکھنا درست ہے۔ ملاحظہ کریں:

''علماء دیوبند کا مرثیہ لکھنا بلا کراہت جائز و درست ہے شہیدان کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مرثیہ کی طرح اس کو جلا دینا، زمین میں دفن کرنا نہیں چاہئے''۔ (ایضاً)

کیوں کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی محمود حسن صاحب نے اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کا مرثیہ لکھا اور چھاپ کر شائع کیا مدت سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہو رہا ہے اور آج تک کسی دیوبندی مولوی نے رشید احمد کے مرثیہ کو جلانے یا زمین میں دفن کرنے کا فتویٰ شائع نہیں کیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک علمائے دیوبند کا مرثیہ لکھنا بلا کراہت درست اور جائز ہے۔ شہیدان کربلا کے مرثیہ کی طرح اس کو جلانے یا دفن کرنے کا حکم نہیں ....عقیدت مندی اسی کا نام ہے۔

علم غیب حضور ﷺ ماننا

نبی کریم ﷺ کے لئے علم غیب ماننا شرک جلی ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا علمائے دیوبند کے نزدیک بلاشبہ مشرک ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں:

''یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (نبی کریم ﷺ) علم غیب تھا صریح شرک ہے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص ۱۰)

مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص ۸ ر میں حضور اقدس ﷺ کے لئے علم غیب ثابت کیا ہے۔ بلکہ تھانوی صاحب تو بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں۔ اب اے دیوبندیو! بولو، گنگوہی صاحب کے فتوے سے تھانوی صاحب کھلے مشرک ہیں یا نہیں؟

عبارت ملاحظہ کریں:

''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔''

(مولوی اشرفعلی تھانوی، حفظ الایمان ص ۸)

کون سی کتاب عین اسلام ہے

دیوبندی مذہب میں مولوی اسماعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان'' ایسی کتاب ہے جس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام اور باعث ثواب ہے۔ جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے لکھا ہے:

''اس (تقویۃ الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے تو ضروری ہے کہ جس شخص نے تقویۃ الایمان نہ پڑھی اور جس نے اپنے پاس نہ رکھی وہ شخص اسلام سے خارج ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کے لکھنے اور چھپنے سے پہلے کوئی شخص بھی مسلمان نہ تھا اور چھپنے کے بعد بلکہ اس وقت بھی اگر اس معیاد سے مسلمانوں کو جانچا جائے تو کم از کم پچانوے فیصد مسلمان یقیناً اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔

مسلمانو! مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی اس کفری مشین کو دیکھو کہ اہلسنّت کو مشرک بناتے بناتے انہوں نے جو اپنے ہم مذاہبوں کو بھی جن کے پاس تقویۃ الایمان نہیں ہے یا اس کتاب کو جن لوگوں نے پڑھی انہیں کافر کہنے لگے۔ گنگوہی صاحب کے مذہب میں تقویۃ الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے زائد ٹھہرتا ہے۔ مسلمان کے لئے یہ بے شک ضروری چیز ہے کہ قرآن مجید پر ایمان لائے مگر اس کا رکھنا یا پڑھنا عین اسلام نہیں۔ کیوں کہ جس مسلمان کے گھر قرآن مجید نہیں یا جس نے قرآن نہیں پڑھا ہے وہ بھی مسلمان ہے۔ مگر گنگوہی صاحب کے نزدیک جو تقویۃ الایمان نہیں رکھتا ہے اور نہیں پڑھتا ہے وہ مسلمان نہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ............

آخری نبی

علمائے دیوبند کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ آخر الانبیاء نہیں ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''۔

(تحذیر الناس، مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی، ص ۳)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں یہ ناسمجھ اور گنواروں کا خیال ہے۔ اور آگے پھر یوں تحریر کرتے ہیں:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔

(تحذیر الناس، ص ۲۸)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد دوسرا نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

نص قطعی سے کس کا علم ثابت ہے

علمائے دیوبند و گروہ دیوبند کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے شیطان و ملک الموت کے علم سے حضور سید عالم ﷺ کا علم کم ہے جو شخص شیطان و ملک الموت کے لئے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن سرور کائنات ﷺ کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک و بے ایمان ہے۔ اور شیطان کے

علم کی نویا ذاتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضور کی وسعت علم کے لئے کوئی نص قطعی ان کے نزدیک نہیں تعجب ...... ہے چنانچہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

''الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔

(براہین قاطعہ، مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۵۱)

مسلمانو! غور کرو مولوی خلیل احمد و مولوی رشید احمد صاحبان پیشوائے علمائے دیوبند نے ساری زمین کا علم حضور ﷺ کے لئے تو شرک کیا۔ مگر اسی شرک کو شیطان کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت مانا۔ شیطان مردود سے ایسی خوش عقیدگی اور حضور سے ایسی عداوت، اسی عداوت نے تو عقل کو رخصت کر دیا۔ یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ حضور کے لئے جن علم کا ثابت کرنا شرک ہے وہ وہ شیطان کے لئے کیسے ایمان ہو سکتا ہے۔ اور وہ بھی نص سے یعنی قرآن و حدیث سے۔ یہ شیطان سے عقیدتمندی ہے کہ اس کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے بڑھا دیا۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اس کفری عبارت کی تاویل میں یہ کہا کہ اس عبارت میں جو حضور کے لئے وسعت علم شرک بتائی ہے اور جس علم کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے اور ذاتی حضور کے لئے ثابت کرنا شرک ہے ....مگر افسوس! صد ہزار افسوس! کفر کی حمایت میں ان کی عقل ہی رخصت ہوگئی۔ یہ بھی نہ سمجھے کہ علم ذاتی کی نفی کا بہانہ تو اس وقت ہو سکتا تھا جب ان کے خصم حضور کے لئے علم ذاتی ثابت کرتے۔ جب مقابل علم عطائی ثابت کر رہا ہے تو ذاتی کی نفی کرنا یقیناً مجنون کی بڑائی ہوگی اور مولوی خلیل احمد صاحب پاگل ٹھہریں گے۔

افاضات الیومیہ پر ایک نظر

مولوی اشرفعلی تھانوی، مکتبہ فکر دیوبند کے نہ صرف رہنما ہیں بلکہ مجدد، حجۃ اللہ فی الارض، حکیم الامت، ایسے ہی بہت سے ان کے ٹائٹل ہیں۔ ''افاضات الیومیہ'' انہیں کے ملفوظ کا نام ہے۔ چونکہ عام ملفوظات سے اس کا رنگ ڈھنگ بالکل الگ تھلگ ہے اس لئے اس کا نام بھی سب سے جدا گانہ ہے۔ مولوی تھانوی کے متوسلین نے اس کا اہتمام کیا کہ دن بھر میں وہ جو کچھ کرتے فرماتے اسے اکھٹا کر لیتے بعد میں افاضات الیومیہ کے نام سے اس کی اشاعت کر دی گئی۔ اس کی ترتیب و تدوین میں جس قدر احتیاط کیا گیا ہو وہ کم ہے۔

اس کے برعکس سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات علوم و معارف کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ وہ افاضات الیومیہ کی طرح ہفوات و خرافات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اس پر اعتراض تو دور کی بات ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے علم و عقل و شعور درکار ہے۔ اس میں ایسے اسرار و غوامض ہیں کہ ایک ایک حوالہ کی تلاش میں چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ سیدنا امام احمد رضا کی مجلس میں پھسکی، بہیں، مزا اور مذی کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا یہ تو حکیم الامۃ کی مجلس وعظ و تذکیر تھی جہاں فحش اور بے ہودہ حکایات نصائح اخذ کئے جاتے تھے۔ المختصر اب دیوبند کے حکیم الامت جن کا تاریخی نام ''مکر عظیم'' ہے ان کی ملفوظات کے چند

[illegible] یہ ناظرین ہیں:

(۱) ''دنیوی فنون میں ہوسکتا ہے کہ غیر نبی، نبی سے اعلم ہو جائے ...... فن سیاست میں ممکن ہے غیر نبی نبی سے اعلم ہو جائے''۔ (افاضات الیومیہ، ج۶، ص۳۴۹، سطر:۱۴)

تنقیص نبوت کے سواوہ اور کونسا داعیہ ہے جس نے یہ لکھنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایک مہتر اور بھنگی بعض چیزوں میں صدر دیوبند سے اعلم ہوسکتا ہے، ایک بھاڑ بھنجا مفتی دیوبند سے اعلم ہوسکتا ہے۔

(۲) ''اپنے پاس اعمال وغیرہ تو کچھ نہیں صرف بزرگوں کی دعا اور محبت ہی ہے۔ اس کا یہ تشخص واہتمام کرنا چاہئے۔ (افاضات الیومیہ، ج۴، ص۵۴۲، سطر:۱۹)

یعنی اعمال کا اہتمام کرنا چاہئے بس بزرگوں کی دعا اور محبت کافی ہے اسی لئے تو عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ ''مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات اخروی کا باعث ہے''۔ غور کرو!...... نماز، روزہ سب سے چھٹکارا، پاؤں دھوکر پی لیجئے اور اپنے اصل ٹھکانہ پہنچ جایئے۔

(۳) ''یہاں (تھانہ بھون) پر تو جو بہت ہی بے حیا ہوگا وہی ٹھہر سکتا ہے''۔ (افاضات الیومیہ، ج۳، ص۲۶۵)

صحیح ہے کہ کبھی کبھار سچ بات زبان پر آہی جاتی ہے۔

(۴) ''ایک مرتبہ میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے، (میں نے) سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اس کے شامیانے پر پھینک دیا، نمازیوں میں غل ہوا کہ جوتے کیا ہوئے''۔

(افاضات الیومیہ، ج۴، ص۲۷۳، سطر:۱۱)

جناب تھانوی صاحب کی مجلس میں وعظ و نصیحت، مسئلہ اور مسائل کے بجائے یہی رنگا رنگی تھی۔

(۵) ''میں دروازے پر کھڑے ہوکر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اگر اسلامی سلطنت ہوجائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہوگی''۔ (افاضات الیومیہ، ج۴، ص۱۴۱، سطر:۱۵)

اپنے مردود الشہادت ہونے کا اقرار، چونکہ اتباع سنت کے بعد لٹھ پیر ہوگئے تھے۔

(۶) ''جہاں اس قسم کی کوئی بات شوخی (بے حیائی) کی ہوتی تھی۔ لوگ والد صاحب کا نام لے کر کہتے کہ ان کے لڑکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے''۔

(افاضات الیومیہ، ج۴، ص۲۷۳، سطر:۲۱)

(۷) ''ایک مرتبہ ایک لڑکا چھوٹا سا جس کی عمر تقریباً پانچ یا چھ برس کی ہوگی۔ اپنے باپ کے ساتھ میرے مکان کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر دروازے کی چوکی پر کھڑا کردیا اور اس سے کہا کہ منہ پر تھپڑ مار، اس نے میرے اسی منہ پر چپت لگا دیا''۔

(افاضات الیومیہ، ج۴، ص۴۰۴، سطر:۲)

اب بتاؤ! یہ حقیقت ومعرفت کی باتیں ہیں جسے صرف دیوبند سمجھ سکتا ہے کہ دو طمانچے کھانے میں کتنی منزلیں طے ہوئیں اور کتنے حجابات اٹھے۔

المختصر اور بھی بہت سی عبارتیں ہیں طوالت مضمون کے سبب اسی پر بس۔ اب آپ ہی کے ہاتھ میں ہے انصاف کی ڈور...... انصاف کریں اور حق پر چلیں۔

تقوية الايمان يا تفوية الايمان

''یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق خواہ بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے''۔

(تقویۃ الایمان، ص۱۶، سطر ۹/ دیوبندی مذہب، ص:۱۱۳)

ذرا غور کریں کہ وہی تقویۃ الایمان ہے جس کے متعلق دیوبند کے امام ربانی متاع عالم دنیا کے حاجت روا جناب

گنگوہی کا فرمان ہے کہ تقویۃ الایمان کا ہر گھر میں رکھنا عین اسلام ہے۔ معاذ اللہ جس کا صحیح مفہوم یہ ہوا کہ توہین نبوت ہی عین اسلام ہے۔

''کسی کو نہیں معلوم نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا''۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۳/ دیوبندی مذہب، ص ۱۲۱)

یہ ایک ایسا جملہ ہے جو الحاد و زندقہ سے بھرپور ہے کتب احادیث میں مستقلاً باب قیامت ہے جس میں سرور کائنات ﷺ نے نہ جانے کتنے نیکوکار اور بدکار امتیوں کا ذکر فرمایا ہے اگر صورت حال یہی ہوتی جو جناب نے بکو اس کی تو ان تفصیلات کا علم کہاں سے حاصل ہوا؟

''سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں''۔ (تقویۃ الایمان، ص ۶۳/ دیوبندی مذہب، ص: ۱۴۰)

انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی تنقیص و توہین میں یہ ایک بہت ہی واضح اور بولتی عبارت ہے۔ اسے بس وہی قبول کرسکتا ہے جس کے دل میں ایمان کی ایک رمق بھی نہ باقی رہ گئی ہو۔ توحید خالص کے ڈھونگ رچانے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے ضمیر کا محاسبہ کریں کہ یہ انداز اسلام ہے یا انداز کفر!

محمد بن عبد الوہاب نجدی اور علمائے دیوبند

محمد بن عبد الوہاب نجدی کا تعلق علمائے دیوبند سے تھا اور کیا تھا ملاحظہ کریں:

''اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع اور دیندار کو کہتے ہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص ۱۱)

یہ ہے دیوبندیوں کی وہابی تعریف اور وہابیوں سے بھائی چارگی کا زندہ ثبوت۔ غور طلب بات ہے کہ دیوبندیوں کو وہابی کہا جائے تو کیوں چڑتے ہیں کیا دین دار اور متبع سنت ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔ اور دیکھیں کہ علمائے دیوبند کے پیشوا مولوی رشید احمد نے اس نجدی کی بڑی تعریف کی ہے.....نظر نشیں کریں:

''محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، ص ۷۹)

علمائے دیوبند کے آقا و رہنما مولوی رشید احمد صاحب نے نجدی وہابی کی تعریف کر کے ثابت کردیا اور ظاہر کردیا کہ علمائے دیوبند وہابی ہیں اور نجدی کے ہم عقیدہ ہیں۔ نجدیوں کے جو عقائد ہیں وہی دیوبندیوں کے بھی عقیدے ہیں البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ نجدی حنبلی مذہب رکھتا تھا اور دیوبندی حنفی اور یہ فقط اعمال کا فرق ہوا، عقائد میں دونوں ایک ہی ہیں۔

المختصر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں مندرجہ بالا تمام گستاخ مولویوں کو کافر و مرتد کہنا صحیح ہے۔ بارگاہ احدیت و سرکار رسالت ﷺ میں گستاخی کر کے عشق رسول ﷺ کا ثبوت نہیں ملتا لیکن بغض رسول کا بین ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا ان کے متعلق سرکار کی یہ حدیث سب سے بہتر ہوں گی۔

ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ''یعنی اے مسلمانوں! تم بدمذہبوں کی صحبت سے بچو اپنے کو ان سے دور رکھو نہیں تو وہ تمہیں سچے راستے سے بہکا دیں گے اور تمہیں بددین بنادیں گے''۔

آخر میں بس یہ عرض کرنا ہے کہ حق کی تلاش کا آسان و صحیح راستہ و صراط مستقیم پر چلنے کا صحیح نسخہ مندرجہ بالا مضمون میں بتادیا گیا۔

(بقیہ ص ۲۶/ پر.....)

مستشرقین کے اعتراضات اور اس کے تحقیقی جوابات

از: مولانا محمد آل مصطفیٰ رضوی مرکزی، مظفر پوری

باسمہ تعالیٰ وتقدس

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

قرآن کے مخالف سے کہد و قرآن کا مٹانا آسان نہیں
اللہ کی جانب سے اس کی ہر لمحہ حفاظت ہوتی ہے

قرآن مجید اللہ کی آخری نازل کردہ کتاب ہے جو سرور عالم ﷺ پر نازل ہوئی چونکہ یہ الہامی کتاب ہے اس لیے اس میں خدائی اعجاز اس کے ایک ایک نقطہ سے واضح ہے۔مضامین،اسلوب بیان اور طرز ادا پر ہر زبان کا جاننے والا فدا ہے خواہ وہ اسلام کا حلقہ بگوش ہو یا نہ ہو۔پھر اس کا یہ تاریخی اعجاز دنیا کے سامنے ہے کہ اس کے الفاظ اور حرکات وسکنات ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں جبکہ دیگر آسمانی کتابیں خود انہیں کے ماننے والوں کی نظر میں مشکوک الصحت ہیں۔

یوں کہیئے کہ یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں کا مجموعہ ہے چنانچہ اس کتاب میں زبور کا مجموعہ مناجات بھی ہیں اور انجیل کا ذخیرۂ امثال بھی،توریت کا گنجینۂ شریعت بھی،کتاب دانیال کے مواعظ بھی۔مگر ان حقائق کے باوجود اس کتاب کے ساتھ جو بدترین سازشیں رچی گئیں وہ ناگفتنی ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ روئے زمین اہل علم وفن سے کبھی بھی خالی نہیں رہی۔جنکا تعلق دنیا کے ہر مذہب سے ہے۔

ایسے لوگوں نے قرآن کریم کا گہرائی،یکسوئی اور غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا اور اپنے نظریات دنیا کے سامنے پیش کئے (ان نظریات کو ہم آخر میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ) تاریخ کا مطالعہ کرنے سے آپ کو ایسے افراد بھی ملیں گے جنہوں نے اسلام اور مسلمان کے خلاف تعصب کی بھٹی میں جلکر اپنا وجود مٹایا اور قرآنی حقائق سے صرف چشم کرتے ہوئے اس کے خلاف پروپیگنڈے ڈالیں اور بے جا اعتراضات کے ذریعہ اس کے شبیہ کو بگاڑنا چاہا مگر ع

بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائیگا

اسلامیات پر مطالعہ کرنے والوں میں ایک گروہ مستشرقین کا ہے (مغربی محققین میں سے جنہوں نے اسلامیات کے مطالعہ وتحقیق کو اپنا موضوع بنایا اور ان میں خامہ فرسائی کی انہیں مستشرقین اور ان کے مہم جوئی کو استشراق کہا جاتا ہے) جنہوں نے قرآن وسیرت نبوی ،فقہ وکلام ،صحابہ ،تابعین ، محدثین ،فقہاء ،صوفیا اور ائمہ مجتہدین کی سوانح اور اس کا ماخذ غرض اسلامیات کے تمام موضوعات سے تعرض کیا اور ان میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔یہاں قرآن کریم سے متعلق ان کے خیالات کا عمومی جائزہ لیا جا رہا ہے۔

مستشرقین قرآن مجید کو الہامی کتاب تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کا اس حیثیت سے جائزہ لیتے ہیں کہ اسے حضور ﷺ نے تصنیف کیا ہے۔اور اس کام کے لئے انہوں نے دوسرے مآخذ کا سہارا بھی لیا ہے۔العیاذ باللہ علی ذالک۔

مستشرقین ٹسڈل نے ''ماخذ القرآن'' نامی ایک کتاب تصنیف کی اس کی تحریر کے مطابق تخلیق آدم ،

فرشتوں کے سجدہ کرنے اور ابلیس کا انکار ''مارسیونMARCION'' کی کتاب سے ماخوذ ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کے سات طبقات ہونے کا تصور ہندو روایات سے ماخوذ ہے۔عرش،لوح محفوظ اور میزان وغیرہ کا تصور مصری خرافیات سے اخذ کیا گیا ہے .دیگر عبادات کے طریقے یہودی روایات سے مستفاد ہیں.بعض قرآنی تعبیرات جاہلی شاعر امرؤالقیس کے اشعار سے پائی جاتی ہیں.

یہ دعوے اور انکشافات بے سروپا کے تخیلات سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے .تاریخ داں جانتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ جو فصیح و بلیغ اور ادیب وشاعر تھا حضور کو انکے منصب سے منحرف کرنے کی کوشش کیا تو آپ علیہ السلام نے آیتیں تلاوت کی جن کو سننے کے بعد پھر وہ بول نہ سکا اور بولا تو یہی کہ لوگوں میں جو کلام سن کر آیا ہوں وہ اتنا عظیم ہے کہ وہ کسی آدمی کا کلام نہیں ہوسکتا.یہ اس دور کی بات جس میں سچائیوں کا اعتراف ممکن نہیں تھا۔

حضرت ابوذر غفاری نے اپنے بھائی انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود بھی ماہر زباں داں تھے ان کو حضور کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے لئے بھیجا.جب وہ حالات کا جائزہ لیکر واپس گئے تو کہا، میں نے انکی زبان سے جو کلام سنا ہے وہ ایک ایسا کلام ہے جو لاجواب و بے مثال ہے اور کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔پھر حضرت ابوذر بنفس نفیس جا کر اس کلام کو ملاحظہ کیا اور اسکے کلام ربانی ہونے کے قائل ہوئے اور ساتھ ہی اسلام کے حلقہ بگوش بھی ہوئے۔

ڈاکٹر مورس بکائی اپنی مشہور زمانہ کتاب ''قرآن ، بائبل اور سائنس'' میں لکھتے ہیں کہ ''قرآن نے جس سائنسی پہلوؤں پر خصوصی بحث کی ہے وہ میرے لیئے بطور خاص حیرت انگیز ہے، کیوں کہ قرآن کے یہ بیانات پوری طرح جدید سائنس نظریات کے مطابق ہیں۔میں نے کسی قسم کا پیش گی فیصلہ صادر کئے بغیر قرآن کی ایک ایک آیت کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا ہے۔یہ حقیقت میرے لئے بطور خاص چونکا دینے والی تھی کہ قرآن نے بظاہر کائنات کے بارے میں جدید سائنسی تصورات سے ہوتی ہے۔توریت میں ہم کو نمایاں طور پر سائنسی غلطیاں ملتی ہیں مگر قرآن میں اس قسم کی کوئی غلطی نہیں ملتی ۔اسلیئے میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ قرآن کا مصنف اگر کوئی انسان ہوتا تو ساتویں صدی مسیحی میں وہ ایسی بات کیسے لکھ سکتا جو دور جدید کی سائنسی تحقیقات کی رو سے بالکل درست ہیں..........

ہمارے سامنے اس وقت بلاشبہ قرآن کا وہی ابتدائی نسخہ موجود ہے۔یہ بات ممکن ہی نہیں ہے کہ نزول قرآن کے زمانے میں کسی انسان کی معلومات ہزار سال بعد ہماری علمی سطح سے زیادہ وسیع اور جدید تر ہوں۔واقعہ یہ ہے کہ مختلف موضوعات پر قرآنی اشارے حیرت انگیز حد تک سائنسی پہلو رکھتے ہیں''

ان شواہد سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ قرآن کلام الٰہی ہے کسی بندے کی تصنیف اور اپنے وجود میں کسی دوسری کتاب کی رہین منت نہیں۔ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں فطرت سلیم ودیعت فرمائی ہے اسلیئے عین ممکن ہے کہ قرآنی بیانات کی جو مماثلتیں دیگر کتابوں میں موجود ہیں وہ وحی الٰہی کے بقایا جات یا فطرت کے اشارے ہوں۔

مستشرق فلیپ ایرلنگی۔دعویٰ کرتا ہے کہ مکہ میں اکثر حضور کی یہودیوں سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔اس دعویٰ سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ آپ ان سے مستفاد ہوئے اور نتیجۃً یہ کتاب تصنیف کردی۔

مستشرق بلاشیر-کے بیان کے مطابق قرآنی واقعات

اور یہودی مسیحی روایات میں بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔اس کا مطمح نظر یہ ہے کہ حضور اور عیسائی راہبوں کے مابین مکہ میں تعلق استوار تھے۔

ان کا یہ دعویٰ بھی تار عنکبوت سے زیادہ اہمیت کا حامل نہیں کیوں کہ ۱۳ ؍سال تک مسلسل نزول قرآن مکہ میں ہوتا رہا جبکہ یہود اطراف مدینہ میں رہتے تھے ایسے میں حضور کا ان سے استفادہ اور اچھے تعلقات کا دعویٰ کیسے درست ہوسکتا ہے۔

مستشرق کلیمن ہور لکھتا ہے کہ قرآن کی بعض آیات جاہلی شاعر امید بن الصلت کے اشعار سے ماخوذ ہیں۔ بعض مستشرقین کا دعویٰ ہے کہ محمد ﷺ اعلان نبوت سے قبل برسوں ایک بڑے مسیحی عالم ورقہ بن نوفل کے پڑوس میں رہے ہیں اور ان سے انہوں نے بھر پور استفادہ کیا ہے۔

ذرا دیکھئے ان کی اسلام دشمنی کہ قرآن کو کلام انسان گردنوانے کی تگ ودو میں واضح اور کھلے دلائل سے اعراض کرتے جارہے ہیں ۔آپ کو یاد ہوگا جب حضرت خدیجہ الکبریٰ ورقہ بن نوفل کو حضور کے احلام کی اطلاع دی تو اس نے یہ اشعار کہے تھے ع

إن یک حقا یاخدیجة فاعلمي
حدیثک إیانا فأحمد مرسل
وجبرئیل یاتیه ومیکال معهما
من الله وحي یشرح الصدر منزل
یفوز به من فاز فیها بتوبة
ویشقي به الغالی الغوی المضلل
فریقان منهم فرقة فی جنانه
واخری بأحوار الجحیم تغلل

(المدیح النبوی ص۳۵ مجلس برکات بحوالہ سیرۃ ابن اسحٰق)

ایک دوسرے مقام پر رشحات قلم یوں چھڑ کاتے ہیں ع

فقلت ظني ما ادری ابصد قني
ان سوف تبعث تتلو منزل السور

نخل تمنا اور آرزوئے دل کو الفاظ کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے یوں قلمبند کیا ع

وسوف اٰتیک ان اعلنت دعوتہو
من الجهاد بلا من ولا کدر

(المدیح النبوی بحوالہ خصائص الکبریٰ ص۹۸ حیدر آباد دکن)

ان اشعار میں انہوں نے واضح طور پر حضور کو نبی مرسل ہونے اور ان کو اللہ کی جانب سے دی جانے والی کتاب ''قرآن مجید'' کی بشارت دی ۔ پھر یہی ورقہ بن نوفل حضور کو تصنیف قرآن کی باریکیاں اور نکات کی تعلیم دے۔یہ سمجھ میں نہیں آتا۔

مستشرقین کا ایک اعتراض قرآن کی جمع وتدوین کے تعلق سے ہے۔وہ قرآن کو غیر محفوظ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مکمل قرآن عہد نبوی میں تحریری شکل میں موجود نہیں تھا لوگ حافظہ پر اعتماد کرتے تھے۔اس کی ترتیب وتدوین بعد میں ہوئی اس لئے عین ممکن ہے کہ اس میں قرآن کا کچھ حصہ شامل ہونے سے رہ گیا ہو اور کچھ کا اضافہ لوگوں نے اپنی جانب سے دانستہ یا غیر دانستہ طور پر کر رہا ہو۔

''مستشرق بلاشیر'' اپنی کتاب ''مقدمۂ قرآن'' میں لکھتا ہے کہ پہلی بار نزول وحی کے وقت محمد (ﷺ) اس قدر دہشت زدہ ہوئے تھے کہ ممکن نہیں تھا کہ آپ کو وحی کے الفاظ یاد رہے ہوں اور اپنے طور پر آپ نے صحیح جان کر لکھ لیا ہو اور محفوظ رکھا ہو۔مزید لکھتا ہے کہ اس زمانے میں تحریر وکتابت کے سائل پر یہودی قابض تھے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی کش مکش جاری تھی ۔ اس لئے عہد نبوی میں پورے قرآن کی کتابت ممکن نہ تھی۔تو عین ممکن ہے کہ قرآن

میں وہ چیز شامل ہوئی ہو جو قرآن کا حصہ نہ تھا۔

محض تخیلات کی بنیاد پر عہد نبوی میں تدوین قرآن کا انکار ان کی جہالت اور اسلام دشمنی پر مبنی ہے کیوں کہ قرآن کی تدوین وکتابت عہد رسالت ہی میں ہو چکی تھی اور اس پر شواہد ودلائل کے انبار ہیں۔

خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ تحریر فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ پر جو آیات اترتیں انہیں بڑے اہتمام سے خود یاد کرتے۔ پھر صحابہ کو سناتے۔ حفظ کی کوشش اس حد تک تھی کہ درمیان نزول قرأت جبرئیل کے ساتھ خود بھی تلاوت کرتے جاتے کہ کہیں یاد ہونے سے نہ رہ جائیں۔ نزول قرآن کا بار یوں ہی بے پناہ گراں لو انزلنا ھٰذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ (حشر پ۲۸ ع۶) (اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے) اس پر یہ مشقت اور ہی گراں اس کریم ورحیم کو جسے محبوب کے احوال کا بڑا ہی لحاظ تھا۔ یہ مشقت مزید گوارا نہ ہوئی فرمایا: لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ و قراٰنہ ۔ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے (قیامہ پ۲۹ ع۱۷)

مگر یہ امر قابل توجہ ہے اس جمع زبانی کے تحت رسول اللہ ﷺ نے حفاظت قرآن کا وہ بے مثال انتظام فرمایا۔ کہ عہد اکرم ہی میں قرآن کریم کے ضیاع اور تحریف وتبدیل کا خوف جاتا رہا۔ ایک طرف تو صحابۂ کرام کو حفظ قرآن کی ترغیب دی دوسری طرف عرب کی بے نظیر قوت حافظہ کے باوجود، کتابت قرآن کا اہتمام فرمایا یہی وہ دو اہم انتظام ہیں جنہیں باعتبار ظاہر حفاظت قرآن کی ''اساس'' قرار دیا جا سکتا ہے''۔ (تدوین قرآن ۱۶/۱۷/المجمع الاسلامی مبارکپور)

ایک دوسرے مقام پر اپنے رشحات قلم یوں سپرد قرطاس کرتے ہیں۔

''عرب کا حافظہ مشہور ہے۔ ہزارہا اشعار، قصائد، ارجوزے، اور روایات ان کو زبانی یاد ہوتیں۔ شعری مقابلوں میں اپنی قوت حافظہ پر فخر کرتے۔ کسی چیز کو لکھ کر یاد کرنا اپنے لئے کسر شان سمجھتے، مگر ان سب کے باوجود حضور نے قرآن کا معاملہ صرف حفظ تک محدود نہ رکھا۔ بلکہ اس کی کتابت کا بھی اہتمام فرمایا، جتنا قرآن نازل ہوتا بحکم رسول اللہ اس کی کتابت بھی ہو جاتی ہے اس طرح زمانہ رسالت ہی میں نزول قرآن مکمل ہوتے کے ساتھ کتابت قرآن مکمل ہوگئی اور یہی وہ تدوین وکتابت ہے جو زمانہ مابعد میں قرآنی خدمت کی اساس اور بنیاد قرار پائی''۔

(تدوین قرآن ۳۵/المجمع الاسلامی مبارکپور)

یہ کہنا کہ کتابت اور وسائل کتابت پر یہودی قابض تھے حقیقت سے ناآشنائی کے سوا کچھ بھی نہیں کیوں کہ ظہور اسلام کے وقت قریش کے بہت سے افراد کتابت سے واقف تھے جن میں ۱۷/۱۸/افراد وہ ہیں جنہیں کاتب وحی کہا جاتا ہے۔ غزوہ بدر کے قیدیوں میں جو افراد فن کتابت سے آشنا تھے ان کا دس مسلمان لڑکوں کے تعلیم کتابت جزیہ بنا اس طرح لکھنے والوں کی اچھی خاصی تعداد پیدا ہوگئی۔

کاتبان وحی الٰہی میں خلفائے راشدین، طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان، زبیر بن العوام، زید بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا شمار ہوتا ہے۔ (مزید معلومات کے لئے شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف جمیل، مدارج النبوۃ'' ج ۲/ص ۵۳۰ تا ۵۶۰ مطبع نول کشور لکھنؤ، اور خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی

کی تالیف لطیف، ''تدوین قرآن'' ص ۴۰ تا ۴۵، ملاحظہ فرمائیں جن میں کاتبان رسول کے نام اور مختصر حالات بیان کئے گئے ہیں) ان حقائق کے ہوتے ہوئے ایسا قول کرنا محض اسلام کے دامن پر قدغن لگانے، اس کی شبیہ بگاڑنے اور مسلمانوں کو اس کے مذہب مہذب سے منحرف کرنے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس وقت آیات قرآنیہ منتشر غیر مرتب تھیں کیوں کہ اس دور میں عصر حاضر کی طرح کاغذات وافر مقدار میں دستیاب نہ تھے تو چربی پارچوں، سنگی تختیوں میں لکھ دی گئیں۔ مجتمع صرف صدور حفاظ میں تھیں تو جب تک حفاظ محفوظ تھے اس وقت تک یکجا ترتیب کی کوئی حاجت نہیں تھیں، لیکن معرکہ میں بات کے سو حفاظ کی شہادت کے سبب یکجا ترتیب لازمی سمجھی گئی۔ اور اس کے پیچھے مقصد صرف اس کو معتمد بنانا تھا۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت کو اس امر عظیم کے لئے منتخب فرمایا۔ ابتداءً آپ اس کام کے لئے تیار نہ ہوئے مگر منجانب اللہ انشراح صدر رہوا اور تکمیل کتابت میں کوشاں ہو گئے۔ نہایت تلاش و تتبع، چھان بین اور دو عادل پر اعتماد کر کے آپ نے ترتیب دیا۔

(ملاحظہ ہو بخاری ج ۲ ص ۷۴۹ ر، اور کنز العمال ج اول ۷۴۷)

یہ تمام تلاش و تفتیش محض اطمینان کلی، احتیاط مزید، اور تنقیح کامل کے لئے تھی۔ ان شواہد کی روشنی میں ان کی اسلام دشمنی، تعصب فی الدین اور ان کے اعتراضات کے کھوکھلے پن کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

مستشرقین کی ایک حال یہ بھی رہی ہے کہ موجود متن قرآن میں وہ اختلافات اور اضطرابات دیکھا یا جائے جن سے قرآن میں تحریف کا اثبات ممکن ہے۔

''مستشرق گولڈزیہر ziher'' اپنی کتاب ''اسلامی تفسیر کی مکاتب فکر'' میں بڑی جسارت کے ساتھ لکھتا ہے کہ جتنی اضطرابات متن قرآن میں پائے جاتے ہیں کسی بھی مذہبی صحیفے میں نہیں پائے جاتے۔ کیوں کہ قرآن کا کوئی متفقہ نہیں ہے۔ اس لئے ان میں اختلافات رونما ہوئے۔ ان کے نمونے ابتدائی کتب تفسیر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

''مستشرق آرتھر جیفری'' (Arthherje) نے ابوداؤد کی کتاب المصاحف کو ایڈیٹ کر کے شائع کیا ہے۔ اس کے مقدمے میں اس نے اختلاف قرأت کے عنوان میں سیر حاصل گفتگو کی اور یہ دکھانے کی بے جا کوشش کی کہ بعض آیات قرآنی میں فرق پایا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا: ''انزل القرآن علی سبعة احرف'' قرآن سات حرفوں (زبانوں) پر نازل کیا گیا۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، فصل ثانی ص ۳۵ مجلس برکات)

عرب کی مشہور سات زبانیں جن میں حضور تعلیم دیا کرتے تھے (۱) قریشی (۲) طی (۳) ہوازن (۴) اہل یمن (۵) ہذیل (۶) بنی تمیم (۷) ثقیف ہیں اکثر علما کی مراد سبعۃ احرف سے یہی زبانیں ہیں۔ زبان کی کثرت کی وجہ سے عہد رسالت ہی میں اختلاف قرأت کے تعلق سے ایسے متعدد واقعات رونما ہوئے کہ معاملہ حضور تک جا پہنچتا اور حضور بذات خود ان دونوں کی تصدیق فرماتے۔

یہ اختلاف قرأت صرف بعض حروف وحرکات یا طریق ادا سے متعلق ہیں مثلاً ہذیل حتی کو عتی، اہل مدینہ تابوت کو تابوہ، بنی قیس ضربک کے بجائے ضربکش کہتے وغیرہ لیکن یہ اختلاف اصل معنی میں اصلاً مخل نہیں کہ کوئی حلال حرام یا کوئی حرام حلال ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب

عرب قبائل داخل اسلام ہو رہے تھے تو ان میں بوڑھے، بچے، جوان، مرد، عورت، خواندہ، ناخواندہ سبھی تھے تو ایسے میں سب کے لئے زبان قریش کی پابندی ان کے قبیلے کی زبان کا ترک بہت دشوار تھا تو اشاعت دین وقرآن کے پیش نظر ان کی زبانوں میں تلاوت روا لکھا گیا، پھر دور عثمانی میں مستقبل کو سامنے رکھ کر صحابۂ کرام کے مشورے سے زبان نزول کے مطابق نسخے تیار کرائے گئے اور سب کو اسی کا پابند بنادیا گیا۔ بالجملہ اختلاف قرأ کا مسئلہ اس نوعیت کا نہیں جس طرح یہ پیش کرتے ہیں۔

اختلاف قرأت میں علما نے حکمتیں بتائی ہیں اور بطور نمونہ پیش خدمت ہے، خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی کی تحریر اتفاق کے حوالہ سے:

(۱) امت کے لئے اس میں بہت نرمی ہے سہولت اور آسانی بھی کہ ان مختلف طریقوں میں سے جس طریق پر کوئی چاہے قرآن کی تلاوت کرے......اس کی نماز جائز......اس کا مقصود حاصل......اور اس کے لئے اجرت ثابت۔

(۲) اگر کوئی شخص تمام طرق کی قرأت کرے تو اس کا ثواب اس حیثیت سے بہت عظیم وکثیر کہ اس نے ان قراءتوں اور طریقوں کی تحقیق لفظ لفظ، حرف، حرف حتی کہ مدوں کی کثیر مقداروں اور امالوں کے فروق تک ضبط وحفظ، اور ان سب کی مراعات میں بھرپور محنت صرف کی۔ اور ان سب کی ادائے گی اور تلاوت سے شرف یاب ہوا۔ ظاہر ہے کہ محنت وعمل میں جس قدر زیادتی ہوگی۔ ثواب میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔

إنّ الله لایضیع اجر المحسنین (قرآن) بے شک اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ افضل العبادات احمزہا (حدیث) بہترین عبادت وہ ہے جس میں مشقت زیادہ ہو۔

(۳) ان اختلافات کے باعث اہل علم واجتہاد کے لئے معانی میں فکر وتدبر کی مزید راہیں کھلتی ہیں۔ ہر قرأت کے نظم کی عبارت، دلالت اشارت، اور اقتضا سے احکام و مسائل کے استنباط کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ ہر کلمۂ محنت، یا مختلف کلمات کی توجیہ، تعالیل اور ترجیح ظاہر کرنے پر تحقیق و تدقیق نظر کا موقع ملتا ہے۔ اور ان سے سب میں فکر واجتہاد سے کام لے کر واقعۃً انہوں نے بے شمار شرعی احکام کا استخراج کیا۔ جس سے امت کو اپنے مختلف شعبہ ہائے زندگی کے مسائل و احکام دستیاب ہوئے۔ بہت سی آسانیاں بھی ملیں لے وراں مسائل واحکام پر عمل کر کے وہ اجر وثواب کی مستحق ہوئی اور ہوتی ہے۔ ان سب کا ثواب اصحاب اجتہاد واستنباط کو بھی ملتا ہے۔ ان کا ذاتی ثواب علمی رفعت، امتیازی فضل وشرف، اور دوسرے عمومی فوائد کا حصول مزید برآں ''واللہ ذوالفضل العظیم''۔

(۴) پھر ان کثیر اختلافات اور ان کی بقا میں حفاظت ربانی کا اعجاز بھی نمایاں ہے کہ اس نے اپنی مقدس کتاب کو ان تمام وجوہ کثیرہ اور قرأت مختلفہ کے ساتھ، اسی عالم رنگ بو میں اور اسی دنیا بے متغیر میں ہر قسم کی تحریف اور تغیر وتبدل سے محفوظ رکھا۔

(۵) اس سے اس امت مرحومہ کے فضل وشرف اور عند اللہ اس کی عظمت ومحبوبیت کا بھی اظہار ہے کہ دیگر امتوں کو ایک ہی طرز وطریق پر کتابیں ملیں۔ اور یہ امت ان طرق کثیرہ سے بہرہ ور ہوئی۔

(۶) اگر قرءتوں کے تنوع پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر قراءت علیحدہ آیت کا حکم رکھتی ہے مثلاً ملک اور مالک دونوں قراءتوں کے اعتبار سے ملک یوم الدین اور مالک یوم الدین گویا دو آیتیں ہیں۔

(تدوین قرآن ۱۸۷ تا ۱۸۸/اتقان ار ۸۴ باضافہ تشریح وتوضیح)

معلوم ہوا کہ اختلاف قراءت کوئی عیب ونقص نہیں بلکہ بہت سے فوائد، حکم اور مصالح پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اختلاف قراءت کو بھاری بھرکم اعتراض بتا کر پیش کرنا خواہ مخواہ اور بے وجہ ہے کہ ان اعتراضات سے قرآن کے محاسن وکمالات میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔

مستشرقین کا خیال ہے کہ نسخ بداء یعنی تبدیلی رائے ہے اور یہ جناب باری میں محال ہے۔ لہٰذا کلام باری میں نسخ کا ہونا بتا دیا ہے کہ قرآن کلام ربانی نہیں بلکہ کلام انسانی ہے۔

قرآن میں بعض آیات محکم، بعض متشابہ، بعض ناسخ ومنسوخ ہے پر ایک کی اپنی اپنی حکمتیں ہیں جن کو صحیح معنوں میں حلیم وبشیر کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مستشرقین کی یہ نادانی ہے کہ وہ نسخ اور بداء کا فرق نہیں سمجھ پاتے۔ بہت سے احکام محدود وقتوں کے لئے ہوتے ہیں مگر انہیں مستمر خیال کیا جاتا ہے اور جب اس کی مدت انتہا کو پہنچی ہے تو دوسرا حکم نازل ہو جاتا ہے تو ایسے میں گمان یہ ہوتا ہے کہ حکم اول مرتفع ہو گیا مگر حقیقتاً اس کا وقت مکمل ہو جاتا ہے تو نسخ بیان محض کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اس کائنات کا مشاہدہ کیجئے اللہ تعالیٰ دن سے رات، بچپن سے جوانی، بیماری سے صحت، بہار سے خزاں، مالداری سے غربت کو منسوخ فرماتا ہے۔ تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ کرنے اور مدت کی انتہا بیان کرنے میں کیا تعجب؟

مستشرقین نے قرآن کریم کے بعض اسالیب، ترکیبوں، نظم کلام فصاحت و بلاغت کو بھی اپنے اعتراض کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کے مطابق کہیں کہیں زبان اور اسلوب اعلیٰ معیار سے فروتر ہے۔ قواعد زبان، نحو وصرف کی غلطیاں نظر آتی ہیں۔

یہ اعتراض بھی مضحکہ خیز ہے کیوں کہ قرآنی چیلنج کے سامنے سورما یے وقت اور فصحا یے عرب کا سرنگوں ہونا زبان اور اسلوب قرآن کے باعظمت اور پرشوکت ہونے کی بین دلیل ہے۔

قرآن اگر کتاب اللہ نہیں تو پھر یہ انکشافی مضامین کہاں سے آئے اور کس نے لکھے؟ قرآن کو منفرد کتاب سمجھنا بر بنا حسد وتکبر ہے۔............وہ قرآن جس کا نگہبان رب دوجہاں ہو بھلا اس میں کسی معاند، سیاہ دل کے قدغن لگانے سے معیوب ہو جائے اور اس میں تحریف وتبدیل ہو۔ وہ کتاب صحیح جو شرف انسانیت کے رشد وہدایت کے لئے نازل ہوئی ہو محرف ہو۔ تب تو مقصد تنزیل ہی فوت ہو جائے گا۔ یاللعجب۔

☆☆☆

(.....بقیہ ص ۲۶/ کا)

لہٰذا تمامی حضرات تعصب کی عینک اتار کر انصاف سے کام لے کر یہ عدل کریں کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی سچے پکے عاشق رسول ﷺ تھے یا وہ گستاخ جن کا اوپر ذکر ہوا.......... پڑھو اور فیصلہ کرو حق کے راستے پر چلو ایمان وعقیدے کو محفوظ کرو......اللہ ہدایت دے......آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نوٹ: مندرجہ بالا مضمون لکھنے کا سبب آج سے چند ماہ قبل ''ماہنامہ سنی دنیا'' میں ایک مقالہ بنام ''اسلام امن وامان کا علمبردار'' شائع ہوا اس پر ایک بغیر نام وپتہ کا مکتوب موصول ہوا اور یہ مقالہ معرض تحریر.......

(بقیہ ص ۳۸/ پر......)

طرحی مشاعرہ کامیابی سے ہمکنار

☆☆☆ -ادارہ- ☆☆☆

۱۵ر جمادی الاولیٰ، ۱۹ر مئی بروز جمعرات صبح دس بجے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے علامہ حسن رضا کانفرنس ہال میں ایک عظیم الشان طرحی مشاعرہ بیادگار ''حضور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ'' کا انعقاد ہوا۔ صوفی باصفا، عالم باعمل حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ کی سرپرستی و شہزادۂ صدر الشریعہ مفتی بہاء المصطفیٰ قادری صاحب کی صدارت نیز تمام اساتذۂ کرام کی موجوگی اس مشاعرے کی کامیابی کا سبب بنی۔

جامعۃ الرضا کے اکثر اساتذۂ کرام وطلبۂ عظام نے مصرعہ طرح پر طبع آزمائی کی۔ تمام طلبہ مکمل جوش وخروش کے ساتھ اس مشاعرے میں شریک ہوئے۔ ابتداء تا انتہا تمام شرکاء مشاعرہ کو اساتذۂ کرام وطلبہ کرام نے مکمل داد و تحسین سے نوازا اس مشاعرے کے شرکاء کے کلام کو دیکھ کر بخوبی یہ اندازہ ہو جائیگا کہ یہ مشاعرہ کس معیار کا مشاعرہ تھا۔ مصرعہ طرح وکلام وشعراء کے اسماء نظر نشین کریں۔

<u>ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں</u>

(نعت)

<u>فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں</u>

(منقبت)

یہ راہ ولا منزل ہے سبھی منزل سے جدا اک گام نہیں
آغاز تو ہے اس رہ کا مگر اے اہل خرد انجام نہیں
جوحق ہے رہے گا حق ہی سدا کچھ اس میں کلام خام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں
اپنا تو جہاں ہے سب سے الگ کیا سمجھیں خردمندان جہاں
یہ درد، تڑپ یہ سوزش دل ہر اک کے لئے تو عام نہیں
جو پی لے کبھی مدہوش نہ ہو یہ مئے ہے خدا کے عشق کی مئے
لے تو بھی اسے ہونٹوں سے لگا کچھ اس میں جنوں کا نام نہیں
وہ درد عطا کر زخم دروں تڑپا دے مرا ہر گوشۂ دل
اے عشق لگا ضرب اور ابھی سینے میں مرے کہرام نہیں
درویش صفت، شوریدہ نظر دِکھتے ہیں کبھی کچھ مرد خدا
ہے ان کے نشاں گمنام یہاں پر اس کے یہاں گمنام نہیں
رندوں نے غضب کر ڈالا ظفر سب توڑ دیئے الفت کے سبو
بیٹھے ہیں در میخانہ مگر ہاتھوں میں کسی کے جام نہیں

از قلم:- محمد ظفر القادری
جماعت خامسہ، قصبہ سینتھل
ضلع بریلی شریف

اگر لیجائے تجھ کو ان کا پروانہ مدینے میں
تو سر رکھ کر در مولیٰ یہ مر جانا مدینے میں
گنہگاروں چلو طیبہ میں خالی جھولیاں لیکر
ہے بہر عاصیاں رحمت کا کاشانہ مدینے میں
ذرا ٹھہرو مدینے جانے والو میں نے اشکوں سے
کیا تھا خط جو اک تحریر، لیجانا مدینے میں
پہنچ جائیں در آقا پہ بس اتنی سی مہلت دے
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
مدینہ چھوڑ کر کس طرح آئیں ان کے دیوانے
ہے فردوس نظر دربار جاناں مدینے میں

دل مضطر ہے موقع سوزش عشق محمد سے
تو جل کر خاک ہو جا مثل پروانہ مدینے میں

تری خوابیدہ قسمت جاگ جائیگی انسؔ اک دن
وہ آکر خواب میں کہدیں جو آجانا مدینے میں

ازقلم:۔ محمد منان رضا اشرفی انسؔ
جماعت اولیٰ (ب) رُدّر پور، یو ایس نگر، اترا کھنڈ

یہ پیغام محبت ان کو پہنچانا مدینے میں
سلام عشق کہنا جب صبا جانا مدینے میں

مجھے نہ دولت و عزت نہ جنت کی ضرورت ہے
الٰہی دیکھ لوں بس جلوۂ جاناں مدینے میں

مرے حالات خستہ نے جھنجھوڑا اس قدر ورنہ
کسے خواہش نہیں دیکھے در جاناں مدینے میں

تو کھائے تھانوی کوّا میں کھاؤں غوث کا مرغا
ٹھکانہ تیرا دوزخ ہے مرا خانہ مدینے میں

حیات جاودانی کی نہیں خواہش مگر پھر بھی
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں

لٹا کے اپنے بستر پر کہا آقا نے حیدر کو
میں جاتا ہوں مگر کل تو بھی آجانا مدینے میں

لبوں پہ نعت آنکھوں میں در جاناں بسا ہوگا
قمرؔ رضوی اگر ہوگا ترا جانا مدینے میں

از قلم :- محمد قمر الدین رضوی، جماعت ثانیہ

وہ فردوس نظر دربار دکھلانا مدینے میں
مجھے پھر اے مرے سرکار بلوانا مدینے میں

جہاں میں اب کہیں بھی دل نہیں لگتا مرا آقا
پریشاں ہوں بہت، ہو پھر مرا آنا مدینے میں

نہ ہوگا قبر کا خطرہ نہ ہوگی فکر محشر کی
جو مل جائے مجھے بخشش کا پروانہ مدینے میں

ہر اک سنی مچلتا ہے مچل کر بس یہ کہتا ہے
دکھا دے ہم کو بھی شان کریمانہ مدینے میں

نہ کیوں میں فخر کرتا، ناز کرتا اپنی قسمت پر
ملا تھا جب مجھے آنے کا پروانہ مدینے میں

پکارا موت نے جس دم مرے دل سے صدا آئی
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں

دل کاشفؔ تڑپتا ہے خدا سے یوں دعا گو ہے
دکھا دے پھر مجھے دربار جاناناں مدینے میں

ازقلم:- محمد کاشف رضا، جماعت خامسہ، بہیڑی

اگر قسمت سے ہو جائے مرا جانا مدینے میں
کروں پھر جان و دل کا پیش نذرانہ مدینے میں

پئے دیدار طیبہ روز و شب میں آہیں بھرتا ہوں
صبا پیغام یہ لیکر گذر جانا مدینے میں

نظر پڑتے ہی دنیا کی ہر اک شی بھول جاؤ گے
محمد مصطفیٰ کا وہ ہے کاشانہ مدینے میں

شہ بطحا، عمر فاروق، بوبکر و علی، عثماں
بہت مشہور ہے ان سب کا یارانہ مدینے میں

سنوں کیوں جھڑکیاں سب کی چلا جاتا ہوں طیبہ کو
ہر اک بیمار غم کا ہے شفا خانہ مدینے میں

ہے دل میں گنبد خضریٰ کی بس اک دید کی حسرت
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں

عقیدت کی نگاہوں سے جو دیکھے روضۂ اقدس
اسے مل جاتا ہے بخشش کا پروانہ مدینے میں

غذائیں ہند میں ہر قسم کی ہیں پر یہ خواہش ہے
زہے قسمت ملے اک وقت کا کھانا مدینے میں

کوئی پاگل کہے مجھکو کوئی مجنوں کہے مجھ کو
بنے یوں زندگی کا میری افسانہ مدینے میں

خدا توفیق دے تو زندگی میں اتنا کر لینا
اے فیصلؔ تو بھی کچھ جا کے سنا آنا مدینے میں

ازقلم:- محمد فیصلؔ رضا نوری ،جماعت ثامنہ

زہے قسمت اگر میرا بھی ہو جانا مدینے میں
سناؤں میں بھی ان کو اپنا افسانہ مدینے میں
بڑی مدت سے حسرت ہے کہ دیکھوں گنبد خضریٰ
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
نہ پوچھو مرتبہ کیا ہے نبی کے شہر اقدس کا
یہاں جینے سے بھی بہتر ہے مرجانا مدینے میں
گنہ گاروں چلو چلتے ہیں دربار شفاعت میں
ملے گا بخششوں کا ہم کو پروانہ مدینے میں
ہنرؔ کے دل کی خواہش ہے کہ جاکر ان کے روضے پر
گذارے زندگی اپنی غلامانہ مدینے میں

ازقلم:- محمد شہروز رضا ہنرؔ
جماعت خامسہ،سرولی کلاں،یو۔ایس نگر،اترانچل

مقدر سے اگر جاتا یہ دیوانہ مدینے میں
تو آقا کو سناتا اپنا افسانہ مدینے میں
ستارہ میری قسمت کا ہمیشہ جگمگائے گا
اگر قسمت سے ہو جائے مرا جانا مدینے میں
نہ گھبراؤ گنہ گارو چلو آقا کے روضہ پر
تمہیں مل جائیگا بخشش کا پروانہ مدینے میں
تمنا آخری دل کی ہے دیکھوں گنبد خضریٰ
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
کبوتر میں بھی بن کر ایک طیبہ میں اگر ہوتا
لگاتا میں بھی پھیرا اڑ کے روزانہ مدینے میں
مریض درد عصیاں کو دوائیں روز ملتی ہیں
کھلا ہے جب سے رحمت کا شفاخانہ مدینے میں
کرم ایسا کرے مجھ پر خدا اک روز طیبہ میں
سروں میں پیش جان ودل کا نذرانہ مدینے میں
قیام سرور کونین کے تھے منتظر سب گھر
مگر مسکن بنا ایوب کا خانہ مدینے میں
یہ ہر یالی یہ شادابی یہ خوشحالی نہیں ہوتی
نہ ہوتا سرور عالم کا گر آنا مدینے میں
سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ ہے
سفر برباد کرتا ہے پھسل جانا مدینہ میں
نچھاور کردوں جاں ان پر سعید قادری جا کر
ہے بہتر ہند میں جینے سے مرجانا مدینے میں

ازقلم:- محمد سعیدؔ قادری،جماعت سادسہ

مرے یہ غم بھرے حالات بتلانا مدینے میں
کسی دن ہو اگر باد صبا جانا مدینے میں
تڑپ کر عشق میں یہ آپکا دیوانہ کہتا ہے
کہ ہو جائے مرا بھی کوئے کاشانہ مدینے میں
تمنا ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہے یہی سب کی
ملے ہم کو مئے الفت کا پیمانہ مدینے میں
نہ ہو اتنا پریشاں اے مرے دل اب زمانے سے
کہ ہوگا جلد ہی آقا کا بلوانا مدینے میں
مدینے کے تصور سے سکوں مل جاتا ہے دل کو
بنا ہے وہ حسیں دربار جاناں مدینے میں
مدینے میں مروں جا کر تمنا ہے یہی میری
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
یہی خواہش ہے ہر اک لمحہ میرے دل میں اے ماہر
کہ مٹ کر خاک ہو جائے یہ دیوانہ مدینے میں

از قلم :- محمد ماہر حسین
جماعت خامسہ، سنبھل،مرادآباد

خدا کے فضل سے جائے جو دیوانہ مدینے میں
تو بخشش کا اسے مل جائے پروانہ مدینے میں
یہی حسرت ہے دل میں دیکھ لوں میں گنبد خضریٰ
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
نہ ہو آرام جس کو دوستو سارے زمانے سے
چلا جائے کھلا ہے بس شفا خانہ مدینے میں
قطب ابدال جس کی مئے سے ہیں سرشار ہر لمحہ
مرے سرکار کا ہے ایسا میخانہ مدینے میں
مرے سرکار دیدو حاضری کا اذن مجھ کو بھی
تمنا ہے یہی دل میں کہ ہو آنا مدینے میں
غنی ہونا ہے جس کو نعمت دارین سے تو وہ
چلا جائے یہاں سے لینے نذرانہ مدینے میں
تری اوقات کیا کہ جائے طیبہ میں تو اے قدسی
نہ ہو گر سرور عالم کا بلوانا مدینے میں

از قلم:- عبد القدوس رضوی
جماعت خامسہ، چھتیس گڑھ

زہے قسمت اگر ہوتا مرا جانا مدینے میں
لپٹتا روضے سے میں مثل پروانہ مدینے میں
دوائے مرض لینا ہو چلے جانا مدینے میں
کھلا ہے شان وشوکت سے شفاخانہ مدینے میں
مقدر کا ستارہ عوج پہ ہوگا مرا اس دم
گذاروں جب یہ باقی دن غلامانہ مدینے میں
تمنا ہے مرے دل میں کہ دیکھوں روضۂ آقا
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
شفیع کو بھی بلا لو اے مرے سرکار روضے پر
دکھا دو گنبد خضریٰ وہ شاہانہ مدینے میں

از قلم:- محمد شفیع الزماں غفاری جماعت خامسہ

نسیم صبح تو قسمت سے جب جانا مدینے میں
سنانا باادب میرا بھی افسانہ مدینے میں
سنا ہے خوب روشن ہے وہ یارانہ مدینے میں
کہا صدیق نے پہلو میں دفنانا مدینے میں
نواسوں کے تصدق سے میں دیکھوں گنبد خضریٰ
بلا لیجے شہ بطحا، شہ جانا مدینے میں
وہی تو منزل مقصود ہے ہر اہل ایماں کی
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
سلامی کو فرشتے صبح وشام آتے ہیں روضہ پر
مرے سرکار کا وہ در ہے شاہانہ مدینے میں
کرم ہو روز محشر اپنے عاصی پر شہ کربل
شفیع حشر ہیں جب آپ کے نانا مدینے میں

از قلم:- محمد شہنشاہ خان، ٹیکم گڑھ، ایم پی

مرے دل کی بھی حسرت ہے کہ ہو جانا مدینے میں
پہنچ جاؤں وہاں اے موت تب آنا مدینے میں
سن اے باد صبا اب ہند میں یہ دل نہیں لگتا
خدا کے واسطے مجھ کو لئے جانا مدینے میں
مرے بھی نام کا قرعہ نکل جائے مرے آقا.
کہ نکلوں ہند سے اور ہو مرا آنا مدینے میں
نظارہ مجھ کو کر لینے دے دربار رسالت کا
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں
سنبھل اے بیقرار افضل مدینہ آنے والا ہے۔
سنا لینا غموں کا سارا افسانہ مدینے میں

از قلم:- محمد افضل نوری
جماعت سابعہ، مقصود پور، اورائی، ضلع مظفر پور، بہار

اگر تیرا ہو اے باد صبا جانا مدینے میں
سلام شوق تو میرا لے جانا مدینے میں

اگر مفلس تو بن کے جائے تو جانا مدینے میں
خزانہ وہ لٹاتے ہیں کریمانہ مدینے میں

ترانے گا رہی ہیں شاخ پہ گلشن کی یہ بلبل
بلا لو اب بلا لو اب ہمیں جاناں مدینے میں

نگاہیں منتظر رہتی ہیں آقا دید کی خاطر
کبھی تو جلوہ ہم کو آپ دکھلانا مدینے میں

برائے چارہ سازی لے چلو مجھ کو مدینے میں
مریض دردِ عصیاں ہوں شفا خانہ مدینے میں

حیات جاوداں مل جائیگی مر کر مدینے میں
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں

ہمیشہ رہتا وہ یثرب کبھی طیبہ نہیں ہوتا
نبی پاک کا ہوتا نہ گر جانا مدینے میں

فرشتے حاضری دیتے ہیں آ آ کر مدینے میں
زہے قسمت ہمارا ہو کبھی جانا مدینے میں

پسینہ مشک سے بڑھ کر ہے جس کا اے انیس احمد
اسی کا روضۂ اقدس ہے شاہانہ مدینے میں

از قلم: انیسؔ احمد، جماعت خامسہ، آنولہ

مقدر سے جو ہو جائے مرا جانا مدینے میں
تو مدحت کا کروں میں پیش نذرانہ مدینے میں

وہ قسمت کا سکندر ہے، ہے رتبہ بھی بلند اس کا
مقدر سے جسے مل جائے مر جانا مدینے میں

گنہگارو چلے آؤ خطا کارو چلے آؤ
بلا شبہ ہے عصیاں کا شفا خانہ مدینے میں

تڑپ اٹھا یہ سن کر آیا پیغام اجل میرا
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں

ہے معصوموں کو بس اک بار ہی دیدار در لوگو
بفضل رب ہمارا بارہا جانا مدینے میں

در اقدس پہ لے کر دل کی حسرت میں پہنچ جاؤں
سناؤں اپنے درد دل کا افسانہ مدینے میں

بفیض حضرت اختر مکمل ہو مری خواہش
ہمیشہ کے لئے مل جائے رہ جانا مدینے میں

ضیا بخشش اسی سرکار کی مشہور عالم ہے
چلو ظلمت کدہ دل اپنا چمکانا مدینے میں

از قلم: محمد رضا ضیاؔ مرکزی
جماعت ثامنہ، ممبئی

پہنچ جائیگا جو باشوق دیوانہ مدینے میں
اسے مل جائیگا جنت کا پروانہ مدینے میں

میں پہنچوں ان کے روضے پر تو پھر تو بھی چلی آنا
ٹھہر جا روح مضطر تو نکل جانا مدینے میں

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کے وسیلے سے
الٰہی کاش ہو جائے مرا جانا مدینے میں

چلو اے سائلو آؤ چلیں آقا کے روضے پر
ہمیشہ فیض جاری ہے کریمانہ مدینے میں

یہی عارض کی خواہش ہے کہ دیکھے کوئے جاناں کو
الٰہی لکھ دے قسمت میں مری جانا مدینے میں

از قلم: محمد مصطفیٰ رضا عارضؔ محمودی
جماعت خامسہ، نوانگلہ، بریلی شریف

☆☆☆

(......بقیہ ص ۳۳ کا)

میں آیا۔ مکتوب نگار سے گذارش ہے کہ اپنا پتہ، ای میل ایڈریس یا فون نمبر بھی لکھ دیں احقر اپنا فون نمبر و ای میل تحریر کرتا ہے..................

Mob.09808426358,09045436914
Emial:razamarkazi@yahoo.com

☆☆☆

خانقاہ بلگرام کے تبرکات و آثار

☆☆از: حضرت مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف☆☆

انبیاء کرام ورسلان عظام علیہم السلام اور بزرگان اسلام کے آثار وتبرکات کی عظمت ورفعت اور اس سے خوش عقیدہ مسلمانوں کی عقیدت ومحبت مسلمات سے ہیں کہ آثار وتبرکات کی افادیت واہمیت قرآن عظیم اور احادیث شریفہ مبارکہ سے ثابت ہے، اسکی عظمت بجالانا بہت بڑی سعادت ہے اور اس کی برکتوں سے انکار محرومی وعداوت ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام اور سرور کائنات حضور اکرم علیہ التحیۃ والثناء کے ادوار مبارکہ سے لیکر آج تک خوش عقیدہ مسلمان کا عمل بتاتا ہے کہ اسے احترام وعقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، قلب وجگر سے لگاتے اور مصدر فیوض وبرکات اور سرمایۂ حیات سمجھتے ہیں۔ قرآن واحادیث میں اسکی صراحت ہے کہ معظمان دین سے منسوب اشیاء تبرکات و آثار ہیں اور ان سے تحصیل برکات کے متعدد واقعات سے تاریخ مملو ومزین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے سفید ہوگئیں، جب حضرت یوسف علیہ السلام تخت شاہی پر رونق افروز ہوئے اور گھر والوں کے حالات معلوم ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

''میری قمیص لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی''۔

(ترجمہ آیت مقدسہ)

چنانچہ مفسرین نے فرمایا کہ اس کرتا مبارک سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔

ایک سائل نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ ایک خطیب کہتا ہے کہ اللہ کے رسول علیہ السلام کا کوئی تبرک اور کوئی آثار شریفہ سے کوئی چیز باقی نہیں نہ صحابہ کے پاس تبرکات سے تھا، نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا۔

امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

ایسا شخص آیات واحادیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر اور گمراہ فاجر ہے، اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو ضرور گمراہ بددین ہے۔ بیشک سب میں پہلا گھر لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کو راہ دکھاتا ہے اور اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ (قرآن) مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بنی اسرائیل کے نبی (حضرت شمویل علیہ السلام) نے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ وہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں۔ بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ وہ تبرکات کیا تھے

موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف وغیرہ ان کی تبرکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے۔اور جس مراد میں بھی اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔

وکیع بن جراح وسعید بن منصور وعبد بن حمید ابن ابی حاتم وابوصالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی تابوت میں سے موسیٰ وہارون علیہما السلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے من کہ بنی اسرائیل پر اترا۔صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجام بلد کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم دیا پھر ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہ سب انہیں عطا فرمادیئے۔پھر بائیں جانب کے بالوں کا حکم فرمایا اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کردو۔صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ انہوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا، اس کی پلیٹ ریشمی تھی،اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا۔اور کہا یہ رسول اللہ کا جبہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا،نبی ﷺ اسے پہنا کرتے تھے۔تو ہم اسے دھودھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے۔

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح اور اس کا انکار جہل فاضح لہٰذا صرف ایک عبارت شفا شریف پر اقتصار کریں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے علاقہ ہو اور مقامات مکہ و مدینہ،حضور ﷺ نے اسے چھوا ہو یا حضور پاک ﷺ کے نام سے پہچانی جاتی ہو اس سب کی تعظیم کی جائے۔خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے،کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی،خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ کیا جس پر اور صحابہ نے انکار کیا،اس لئے اس شدید وسخت حملے میں بہت سے مسلمان کام آئے،خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ نہ لگے۔اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم ﷺ کو جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ انہوں نے منہ پر پھیرلیا۔واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ناخن مبارک ترشوا کر غلاموں کو عطا فرمائے (احمد) نیز حضرت انس کے پاس حضور علیہ السلام کے نعلین مبارک اور پیالہ شریف کی گراں بہا دولتیں موجود تھیں۔

(بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ لحاف اور تہبند شریف سنبھال رکھا تھا۔جس میں سرکار اقدس ﷺ کا وصال شریف ہوا۔ (بخاری،مسلم)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام عمارہ رضی اللہ عنہا،حضور اقدس علیہ السلام کے موئے مبارک زیارت کراتیں بلکہ وہ تمام تبرکات جو حضرت ام المومنین کے پاس موجود تھے،ان کی زیارت کرائی جاتی۔

مجدد اول خلیفۂ راشد سید التابعین سیدنا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبات عقیدت کے بارے میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

تحریر فرماتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے متروکات و تبرکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تھیں جنہیں انہوں نے ایک کمرہ میں احترام کے ساتھ محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان تبرکات کی زیارت کیا کرتے تھے۔ سادات و اشراف میں سے جب کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا تو اسے بھی آپ ان کی زیارت کراتے اور عرض کرتے کہ یہی تبرکات تو میرا سرمایہ ہیں۔ اور فرماتے یہ اس ذات کی میراث ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت و تکریم سے نوازا ہے۔

کمرہ کے اندر رکھے ہوئے تبرکات یہ تھے چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ایک جوڑہ موزہ، چکی اور ترکش جس میں چند تیر تھے۔ تکیہ کے اندر رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کی چکنائی کا اثر تھا، ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی جس سے اسے شفا نہیں مل رہی تھی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز سے اس کے بارے میں ذکر کیا گیا۔ اور پھر آپ کی اجازت سے اس چکنائی میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا جس سے وہ تندرست ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ)

مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی لکھتے ہیں:

وہ تمام مقامات جہاں نبی ﷺ تشریف لے گئے ان کی تعظیم اور ان تمام جگہوں کا احترام جہاں نبی ﷺ سکونت پذیر رہے اور ان مقامات کی توقیر جہاں نبی ﷺ کے تشریف لے جانے یا نماز پڑھنے کی عادت کریمہ تھی اور ان تمام چیزوں کی تکریم جنہیں نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ پاؤں یا پہلو سے مس فرمایا ہو یا کسی جگہ کو یہ شہرت حاصل ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر دراصل ذات نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ان تبرکات و آثار سے متعلق بدر الانوار میں فرماتے ہیں:

تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا، صحابہ، تابعین اور ائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔ شفا شریف مواہب لدنیہ اور مدارج شریف وغیرہا میں ہے:

"من اعظامه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و مالمسه اوعرف به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم"

یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جن کو نبی ﷺ سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔ ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شی کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل، پر آزار دل جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ ﷺ بروجہ کافی، نہ ایمان کامل۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے:

وَاِنْ یَّکُ کَاذِباً فَعَلَیْهِ کِذْبُه وَاِنْ یَّکُ صَادِقاً یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِی یَعِدُکُمْ۔

اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہونچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ

تمہیں وعدہ دیتا ہے۔اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تعظیم،اعزاز اور تکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق۔العیاذ باللہ تعالی۔

فاتح بلگرام ،فاطمی پھول مجمع البحرین امام زمانہ حضرت علامہ شاہ سید محمد صغریٰ علیہ الرحمہ جد اعلیٰ سادات بلگرام،مارہرہ ،مسولی وغیرہ اور ان کی اولاد ۶۱۴ھ سے ''بلگرام'' کی سرزمین سے اسلام کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں،شریعت وحقیقت ،معرفت وطریقت کی جامع،دین ودنیا کی برکات سے متصف اشخاص معرض وجود میں آتے رہے زمانہ ان کے فیضان سے مالا مال ہوتا رہا ہے۔خانقاہ بلگرام،شخصیات بلگرام کی تعریف وتوصیف زمانے کے بڑے بڑے مشائخ،علما،فضلا،اقطاب،مجددین مفکرین،مدبرین نے کیا ہے۔اور وہ ہر نوع ولحاظ سے قابل تعریف بھی ہے،خانقاہ قادریہ چشتیہ رزاقیہ برکاتیہ صغرویہ کی گدی ہمیشہ باکمال حضرات سجادگان سے پرنور و پررونق رہی ہے۔مگر اسکی ایک نمایاں خصوصیات سے یہ بھی ہے کہ یہاں سرکار ابدقرار مدنی تاجدار ﷺ کے تبرکات اور آپ ﷺ کے آل پاک کی تبرکات وآثار،اور متعدد و مشائخ کرام وبزرگان عظام سے منسوب تبرکات آثار ہیں۔بلگرام شریف سے حضرت علامہ شاہ سید محمد اجمل حسین علیہ الرحمہ (جنکی شادی مدینہ منورہ میں اور اولاد وہیں آباد ہیں) سید العارفین حضرت علامہ شاہ سید لطف اللہ عرف لدھا بلگرامی،حضرت علامہ سید شاہ محمد قادری بلگرامی ،حضرت علامہ شاہ سید باسط علی بلگرامی بتوسط حضرت علامہ سید محمد مرتضی بلگرامی زبیدی،وغیرہ کے توسل سے حضور اکرم علیہ السلام اور اہل بیت کرام اور عرب مشائخ عظام کے تبرکات پہنچے ہیں۔بہت سے آثار وتبرکات خانقاہ بلگرام سے دوسری خانقاہوں،بزرگوں کو منتقل ہو چکے ہیں،فی الحال جو تبرکات ''خانقاہ شریف'' میں سیدنا ومرشدنا رئیس الاتقیاء سند الاصفیا حضرت علامہ شاہ سید محمد اویس مصطفیٰ واسطی قادری دام ظلہ العالی کی تحویل میں ہیں اور سرکار علیہ السلام اور اہل بیت کرام اور مکۃ المکرّمہ کو منسوب ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) موئے مبارک۔۱رعدد جس میں متعدد شاخیں ہیں ایک شاخ جدا بھی ہوچکی ہے۔

(۲) پتھر پر دائیں قدم شریف کا نشان۔۱رعدد

(۳) پتھر پر بائیں قدم شریف کا نشان۔۱رعدد

(۴) غلاف کعبہ شریف،مکمل

(۵) رداء مبارکہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔۱رعدد

(۶) قدرتی علَم شریف۔حضرت عباس علمدار کا جو کربلا کے معرکہ میں ہاتھ میں تھامے ہوئے تھے۔(علَم کے سب سے اوپر جو چاندنما یا گنبدنما کوئی چیز لگائی جاتی ہے)وہی اوپری حصہ خانقاہ بلگرام شریف میں موجود ہے حضرت سیدنا سید العارفین سید لطف اللہ عرف لدہامیاں علیہ الرحمہ کو ۷رمحرم الحرام کو وہ علم شریف ملا تھا،آپ زیارت حرمین طیبین ،کربلا اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت سے فراغت کے بعد وطن بلگرام واپس ہوئے وہ تاریخ بھی ۷رمحرم الحرام تھی۔اس نسبت سے علَم شریف ۷رمحرم الحرام حضور صاحب سجادہ کے بڑے بھائی ،ڈاکٹر حضرت سید بادشاہ حسین واسطی مدظلہ حویلی سے باہر نکالتے ہیں اور اسکی عام زیارت کراتے ہیں۔بقیہ تبرکات کی زیارت ۱۲رربیع النور وہاں کی دیگر تقریبات میں بھی کرائی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی متعدد تبرکات،اکابر اولیاء و مشائخ سے منسوب ہیں ان کی بھی زیارت کرائی جاتی۔

☆☆☆

اہل سلطان پور کا نصیبہ جاگ اٹھا

از: رہبر رضا رضوی، التفات گنج، ٹانڈہ، امبیڈکر نگر

پہلی بار تاج شریعت، آفتاب علم وحکمت، ماہتاب شریعت وطریقت، اختر برج ہدایت نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سلطان پور کی سرزمین کو شرف بخشا اور مولانا محمد محمود رضوی کو اپنی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

۳رمئی ۲۰۱۱ء بروز منگل سلطان پور کے لئے ایک تاریخی اور یادگار دن تھا، الجامعۃ القادریہ کی دعوت پر پہلی بار پانچوں پیرن سلطان پور کی سرزمین پر دنیائے اسلام کی معروف اور مقتدر ہستی، فقیہ اسلام، تاج شریعت، وارث علوم مجدد دین وملت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری جانشین مفتی اعظم وقاضی القضاۃ فی الہند کی جلوہ گری کیا ہوئی کہ ہر سو مرحبا یا سیدی مرحبا کے روح پرور نعروں سے پورا سلطان پور گونج اٹھا۔ سلطان پور کا چپہ چپہ اپنے آقائے نعمت، پیشوائے امت کے دیدار کے لئے بیقرار اور ایک جھلک پانے کے لئے سراپا منتظر نظر آیا۔

ہر شخص اسی جلوے میں کھوجانا چاہتا تھا، سب کی نگاہیں اس نوری پیکر کی راہوں میں بچھی ہوئی تھی جن کا وجود اہل سنت کے لئے نعمت عظیم سے کم نہیں۔

اور کیا کہنا تھا فدائے تاج الشریعہ مولانا محمد محمود رضوی کا جنہوں نے سلطان پور سے لیکر مرکز اہل سنت بریلی شریف تک ہر پروگرام پر عقیدتوں کی جبین خم کررکھی تھیں اور نگاہوں کا فرش بچھا رکھا تھا۔ عالمگیر شخصیت کی آمد پر جس عظیم الشان پیمانہ پر اہل سلطانپور نے استقبالیہ پیش کیا اس نے اپنوں اور بیگانوں سبھی کو متحیر کردیا۔ جس طرز پر تاج الشریعہ کی آمد پر سلطان پور کو سجایا گیا وہ روح پرور منظر دلکشی اور زیبائی کے لئے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، شہر کا کونہ کونہ بقعۂ نور اور ہر چنگی چوراہا اور بڑی عمارت پر قد آدم پوسٹروں، بینروں اور استقبالیہ ہوڈنگوں سے سجا اور سنورا ہوا نظر آیا۔

تاج شریعت کی آمد کیا ہوئی ایسا لگا جیسے کوئی نور کا انسان فرش زمین پر اتر پڑا ہے نوری پیکر میں تراشا ہوا، اہلسنّت کا راج دلارا، اہل محبت کی دل کی دھڑکن اور اہل عقیدت کی آنکھوں کا نور اعلیٰ حضرت کا شہزادہ والا تبار جس کا نقش کف پا گمشتگان منزل کے لئے راہ ہدایت و ذریعہ نجات ہے۔

ہزار ہا ہزار کا جم غفیر، اہل ایمان کا ٹھاٹھیں مارتا انسانی سمندر۔ حق وصداقت کے امین اور تقویٰ وطہارت کا علمبردار، سرخیل علمائے عصر، افقہ فقہائے دہر ازہری میاں کی راہوں میں پلکیں بچھائے دیدار کی تمناؤں سے سرشار تھا۔

رات کا آخری حصہ، صبح طلوع ہونے کو تھی کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت کا نورانی قافلہ صدائے اللہ اکبر کی گونج میں ممبر نور پر جلوہ افروز ہوا، ہر شخص ٹکٹکی باندھے اور کچھ افراد

ساکت و جامد اپنی اپنی جگہوں سے گردنیں لمبی کر کے وارث انبیاء کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو روشنی بخش رہے تھے۔لوگوں کی بھیڑ اور اہل عقیدت کے ازدہام کے سبب سیکڑوں کی تعداد میں مضبوط رضا کاروں کا دستہ تحریک خاکساران حق کی جانباز فوج اور سرکاری پولیس کا عملہ بھیڑ کو قابو میں رکھنے کے لئے مستعد ومقرر تھا۔

وہ منظر بھی کتنا حسین تھا جب ایک طرف اعلیٰ حضرت کا شہزادہ دوسری جانب محدث کبیر اور درمیان میں شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا خان کے ساتھ حضرت مفتی شعیب رضا دہلوی، مولانا مفتی اختر حسین قادری ، مولانا الحاج عبد المصطفیٰ حشمتی ، صدر اجلاس مولانا انیس عالم سیوانی، امام جمعہ مولانا عبد اللطیف اساتذۂ جامعہ عربیہ مولانا محمد طارق حبیبی ومولانا منظور احمد، سنی دنیا بریلی شریف کے ایڈیٹر مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی ،مولانا نور الحسن، مفتی محمد جمال احمد شیخ الحدیث مدرسہ منظر اسلام التفات گنج کے علاوہ درجنوں علماء اور قائدین جلوہ بار تھے اور ان سب کے بیچ ایسا لگ رہا تھا کہ چودھویں کا چاند زمین پر اتر آیا ہے۔ ہر صاحب ایمان کی دلی تمنا تھی کہ ان جلوؤں کو اپنی نگاہوں میں بسالیں، صاف شفاف نورانی چہرہ سر سے پیر تک انوار وتجلیات میں ڈوبی ہوئی ذات کی رعنائیوں کو لفظوں کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا، وہ کیف آور لمحے محسوس کئے جا سکتے ہیں بیان نہیں ہو سکتے۔

تاج شریعت کی زبان کھلی تو ہر طرف سناٹا چھا گیا ایسا لگا کہ زبان شہزادے کی ہے اور تکلم امام احمد رضا فرما رہے ہیں۔شہزادے کی اداؤں میں مفتی اعظم کی زندگی کے نقوش صاف جھلک رہے تھے ، ہونٹ ہلے اور پھولوں کی برسات ہونے لگی، فرمائش پر "وہ سوئے لالہ زار" کے چند بند ترنم میں پیش فرمائے، پھر مرشد عرب و عجم اور داعی و مصلح کے دست کرم میں ہزاروں خواتین و حضرات نے اپنا ہاتھ دیکر غوث اعظم کے غلاموں کی فہرست میں اپنا نام درج کرایا، وعظ کے چند کلمے ارشاد فرمائے جو تمام مریدان باصفا اور پیران باوفا کے لئے رہنما اور ضروری اصول کا درجہ رکھتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میری بیعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ اہل سنت کے پاکیزہ مذہب اور اعلیٰ حضرت کے مسلک پر سختی سے قائم رہیں، دیوبندیوں، وہابیوں اور تمام گمراہ فرقوں سے احتراز کلی کریں، فرائض وواجبات اور سنن کو ان کے وقتوں پر ادا کریں، جولوگ دنیا کے حرص وہوس میں مبتلا ہو کر خدا اور رسول کے دشمنوں سے اختلاط اختیار کررہے ہیں ان کا یہ طریقہ مذہب ومسلک کے سخت خلاف ہے اس سے سب بچیں اور اہلسنّت آپس میں متحد ہوں، شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری نے فرمایا کہ تصویر جہاں ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے، آپ نے کہا کہ تبلیغ دین کے لئے تصویر کا ہونا ضروری نہیں بغیر تصویر کے کتابوں اور آوازوں کے ذریعہ اپنی بات پہنچائی جاسکتی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں، کسی حرام کو حلال ٹھہرانا اور اسے تبلیغ دین کا نام دینا کھلی جہالت ہے، تصویر چاہے چھوٹے پردہ پر ہو یا بڑے پردے پر یا موبائل کے ذریعہ بنائی جائے بہرصورت ناجائز ہے۔آپ نے فرمایا کہ ابھی تک ٹی وی ویڈیو کی تباہ کاریاں بیان کرنے والے اب ٹی وی کے فضائل اور ثواب بیان کررہے ہیں۔مفتی اختر حسین قادری نے حضور تاج الشریعہ کے تعارف میں

فرمایا کہ آپ کی ذات اہل علم کے لئے مرجع اور معیار ہے اور آپ کی مقبولیت خداداد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کی زبان و قلم کو اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فاصل بنادیا ہے، حق وہی ہوتا ہے جو آپ فرماتے ہیں، آپ نے کہا کہ حاسدوں سے آپ کی مقبولیت اور وجاہت دیکھی نہیں جاتی، آپ وارث علوم رضا ہیں۔

مولانا الحاج عبدالمصطفیٰ حشمتی صاحب نے صلح کل اور ردّ وہابیت کے موضوع پر ایک مفصل تقریر فرمائی۔ جس میں صلح کلیت کی بڑھتی وبا سے لوگوں کو متنبہ کیا اور اس کے مضر اثرات سے بچنے کی اپیل کی۔ مفتی شعیب رضا نعیمی دہلوی نے بیعت وارشاد کے مسائل پر اختصار سے روشنی ڈالی اور داخل سلسلہ ہونے والوں کو اعمال صالحہ کی تلقین فرمائی، شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خاں نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا، صدر اجلاس فاضل بغداد مولانا انیس عالم سیوانی نے اپنے خطبۂ صدارت میں علماء کا تعارف کرایا بالخصوص تاج الشریعہ اور محدث کبیر کی عالمگیر حیثیت اور علمی مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالی، الجامعۃ القادریہ اور مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات کی مختصر مدت میں بہتر کارکردگی کو سراہتے ہوئے عوام کو یہ خوشخبری سنائی کہ الجامعۃ القادریہ کے لئے ۲۶؍ بسواں وسیع وعریض آراضی کا معاملہ طے پا چکا ہے، عنقریب زمین کی رجسٹری ہونے والی ہے۔

آپ نے سلطانپور کے لوگوں کے لئے تاج الشریعہ کی آمد کو تاریخی اور انقلاب آفریں بتایا، آپ کی گزارش اور مفتی اختر حسین قادری صاحب کی سفارش پر حضور محدث کبیر نے مولانا محمد محمود رضوی کو اپنی اجازت و خلافت سے نوازا، اسی موقع پر فقیہ اسلام، جانشین مفتی اعظم حضور ازہری میاں نے محدث کبیر مدظلہ کی شفارش پر اجازتیں اور خلافتیں بھی مولانا رضوی کو عطا فرمائیں، حضور محدث کبیر نے مولانا رضوی کی دستار بندی فرمائی، الجامعۃ القادریہ سے فارغ ہونے والے............طالب علم کی رسم دستار بندی بھی ادا کی گئی، مولانا محمد محمود رضوی نے اپنے تمام مہمانوں بالخصوص حضور ازہری میاں اور حضور محدث کبیر کی آمد پر ہدیہ تشکر پیش کیا اور اہل سلطان پور کے لئے اسے یادگار بتایا۔

دلکش رانچوی، شان عالم بہرائچی، عظمت سلطانپوری، قاری محمد اسلم اور ڈاکٹر حمایت جائسی نے منظوم خراج پیش کیا، مولانا عبدالقادر رضوی نے پروگرام کی نظامت فرمائی، قاری عابد حسین بہرائچی نے تلاوت کلام اللہ سے آغاز کیا، اس موقع پر امام احمد رضا فاؤنڈیشن کے چیئرمین الحاج قاری محمد صابر علی رضوی، مولانا نورالحسن نوری، حافظ شاہ محمد، مولانا محمد اختر رضا مصباحی، قاری شریف الحق بنارسی خاص کر موجود تھے، پروگرام کو کامیاب بنانے میں حبیب اللہ خان رضوی، عبد الکریم خاں رضوی، یونس بھائی رضوی ممبئی، معید احمد رضوی، ظاہر حسین رضوی وغیرہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

☆☆☆

قطعہ

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
اوروں نے تو لکھا ہے بہت علم دین پر
جو کچھ ہے صدی میں تنہا رضا کا ہے

☆☆☆

××××××××××××××××××

(.........بقیہ ص ۴۸ر کا)

اور جہاں حضرت کے قدم پڑے مٹی اٹھا کر لے گئے ، بلکہ جہاں گاڑی کھڑی تھی وہاں کی مٹی بھی اٹھا کر لے گئے ، ان کی عقیدت و محبت احاطۂ قلم سے باہر ہے اس مدرسہ کے روح رواں حضرت مولانا محمود رضوی صاحب کو حضرت مدظلہ نے خلافت و اجازت عطا فرمائی اور ہم لوگ ۴ رمئی کو وہاں سے فیض آباد کے لئے روانہ ہوگئے۔

فیض آباد کے ''شان اودھ'' ہوٹل میں قیام تھا، جب ہم لوگ فیض آباد پہنچے عقیدت مندوں کا ہجوم استقبال کے لئے کھڑا تھا، ایک صاحب کے یہاں حضرت تشریف لے گئے لوگوں کو داخلہ سلسلہ کیا اور ہم لوگ شان اودھ ہوٹل آ گئے یہاں بھی وہی کیفیت جس کی نظر آپ کے نورانی چہرے پر پڑتی بے خود ہوکر آپ کی طرف بڑھ جاتا اور آپ کو چھولینا ہی معراج تصور کرتا تھا اور جو آپ سے مصافحہ نہیں کر پاتا یا نہیں چھو پاتا تو کہتا چلو سرکار کا دیدار تو ہوگیا اور دیدار ہی کو کافی سمجھتا ہوٹل میں کچھ دیر آرام کے بعد جامعہ اسلامیہ رونا ہی جو فیض آباد سے رودولی جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے وہاں کے لئے روانہ ہوگئے۔

حضرت علامہ مفتی شبیر حسن شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رونا ہی ہوٹل ہی پر حضرت قبلہ کو لے جانے کے لئے تشریف لے آئے تھے جب ہم لوگ مدرسہ کے قریب ہوئے عوام و خواص اور طلبا کی قطار نے استقبال کیا جامعہ کے صحن میں پروگرام رکھا گیا تھا قرب و جوار کے لوگ مدرسہ میں حاضر تھے۔ حضرت قاری جلال الدین صاحب نے حضرت کا خیر مقدم کیا اور شکریہ ادا کیا پھر حضرت قبلہ نے طلباء اور جو حضرات قرب و جوار سے داخلہ سلسلہ ہونے کے لئے حاضر تھے انہیں داخلہ سلسلہ کیا اور پھر ہم رودولی کے لئے روانہ ہوگئے اہل سنت کے مشہور خطیب حضرت علامہ عبد المصطفیٰ رودولی صاحب تھے، انہوں نے حضرت کا استقبال کیا، رودولی میں لوگوں کی کیفیت تصویر کشی سے باہر ہے جس طرف نظر اٹھ رہی تھی گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آرہی تھیں اور چوں کہ وہاں سخت بارش ہوگئی تھی اس وجہ سے لوگ گاڑیوں کے نیچے اور اندر پانی سے بچ رہے تھے مگر وہ حضرت کے انتظار میں رکے رہے اور پروگرام میدان سے ہٹا کر مدرسہ میں رکھا گیا وہاں بھی حضرت محدث کبیر مدظلہ العالی اور میرے پیر و مرشد حضرت علامہ اویس مصطفیٰ قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بلگرام شریف رونق افروز تھے، حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے لوگوں کو داخلہ سلسلہ کیا اور پھر فیض آباد کے لئے روانہ ہوگئے۔

۵ رمئی کو دن میں حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین صاحب نے بستی میں ایک پروگرام رکھ دیا اس لئے جلد ہی ۵ رمئی کو بستی کے لئے روانہ ہوئے وہاں کے لوگوں نے بھی زوردار شاندار استقبال کیا پھر جلسہ گاہ تک لے گئے جہاں اہل سنت کثیر تعداد میں موجود تھے حضرت علامہ زرتاب رضا صاحب، حضرت مولانا برہان رضا حشمتی صاحبان بھی جلسہ گاہ میں رونق اسٹیج تھے حضرت کی آمد پر حضرت مولانا برہان رضا حشمتی صاحب اور حضرت مفتی اختر حسین صاحب نے شکریہ ادا کیا ور ساتھ ہی مختصر جامع خطاب بھی فرمایا اس کے بعد حضرت نے مختصر نصیحت آمیز کلمات ارشاد فرمائے اور لوگوں کو کثیر تعداد میں داخلہ سلسلہ فرمایا۔

شہر بستی ہی میں ایک اچھے ہوٹل میں قیام تھا ہم لوگ ہوٹل پہنچے حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے یہاں آرام فرمایا اس کے بعد رات میں عشاء کے بعد حضرت قاضی ملت علیہ الرحمہ کے قل میں شرکت کے لئے روانہ ہوگئے۔ یہاں بھی حضرت کا پرزور استقبال ہوا۔

(بقیہ ص ۱۹ رپر.........)

جامعۃ الرضا بریلی شریف میں داخلہ لیں اور مستقبل کو روشن و تابناک بنائیں

درس نظامی اور عصری علوم کی بہترین آمیزش ☆ آیئے اور اپنے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کیجئے

شعبۂ جات:

تخصص فی الفقہ
درس نظامی (اعدادیہ تا فضیلت)
التحفیظ
التجوید
عصری علوم (انگریزی، ہندی، ریاضی و سائنس)
کمپیوٹر سائنس

سہولتیں:

کمپیوٹر کی تعلیم سبھی کے لئے مفت
دارالاقامہ مفت
کوئی تعلیمی فیس نہیں
مطبخ
تاج الشریعہ لائبریری
مفسر اعظم لائبریری
جنریٹر کی سہولت
وسیع وعریض کھیل کا میدان

سرگرمیاں:

بزم ازہری
اللجنۃ العربیہ
مباحثہ و محادثہ

امتحانات:

سہ ماہی امتحان
ششماہی امتحان
نوماہی امتحان
سالانہ امتحان

داخلہ کیسے لیں:

امتحان داخلہ فارم جامعہ کے دفتر سے حاصل کریں یا ڈاک یا انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

www.hazrat.org, www.alahazrat.in
www.jamiaturraza.com

اہم تاریخیں:

اجرا امتحان داخلہ فارم: یکم رمضان المبارک
فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ: ۸ر شوال المکرم
امتحان داخلہ کی تاریخ: ۱۱ر شوال المکرم

کسی طرح کی مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

0581-3290453, 2561562
Email:-jamiaturraza@gmail.com

Come & Insure Your Dream

Best combination of Darse Nezami And Modern Education

Facilities

Research in Fiqh
Darse-e-Nizami
Tajweed
Tahfeez
Computer Education
Hostel
Mess
Tajushshariya Library
Mufassir-e-Azam Library
Power Backup 24 hours
Play Ground

۷۸۶/۹۲



مرکزِ اہلسنّت کی اردو ویب سائٹ

بدست اقدس
قاضی القضاۃ فی الہند
حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

کا افتتاح

بمقام
مرکز الدراسات الاسلامیہ
جامعۃ الرضا کی سوفٹ ویئر لیب

جامعۃ الرضا کے درجۂ فضیلت کے طلبہ نے مرکز اہلسنّت کی آفیشیل ویب سائٹ

www.hazrat.org

☆☆☆ کا دیدہ زیب اردو ورژن پیش کیا ☆☆☆

{جس میں آپ مندرجہ ذیل معلومات حاصل کرسکتے ہیں}

☆ ⟸ مرکز اہل سنت کی اہم کارکردگی
☆ ⟸ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کی سیرت
☆ ⟸ خانوادۂ رضا کی مختصر تاریخ
☆ ⟸ جامعۃ الرضا سے متعلق مکمل معلومات
☆ ⟸ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ سے متعلق مکمل معلومات
☆ ⟸ شرعی کونسل آف انڈیا کے جملہ سیمیناروں کے سوالات وجوابات
☆ ⟸ مرکزی دارالافتاء کے لئے سوالات ارسال کرسکتے ہیں اور اسکے جوابات بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

اس کے علاوہ جامعہ کے طلبہ نے دیگر ۲ ویب سائٹس بنائیں ہیں جس کا لنک (Link) اس ویب سائٹ پر موجود ہے۔

www.jangeazadi.co.cc-www.salasil.co.cc

جنگ آزادی میں سنی علمائے کرام کا کردار اور اس کی تاریخ درج ہے اور دوسری ویب سائٹ پر چاروں سلسلے کی مختصر تاریخ اور مشائخ کی سیرت درج کی گئی ہے۔

شرعی کونسل آف انڈیا کے آٹھویں فقہی سیمینار کے بعد جامعہ کی کمپیوٹر سافٹ ویئر لیب میں جملہ شرکائے سیمینار کی شرکت سے ویب سائٹ کا افتتاح ہوا۔

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY
Regd. No. 17(82) PO. No. BR/211/2009
Vol-7 Annual Subscription Rs.(150) Per Copy (15)

دُنیائے سُنّیت کی عظیم درسگاہ

جامعۃ الرضا

مرکز الدراسات الإسلامیۃ

بریلی شریف یوپی، ھند



لائف ٹائم مفت اسلامی SMS (Only for India)

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS چل رہا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں Join MarkazSMS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MarkazSMS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

Under Management — باہتمام

IMAM AHMAD RAZA TRUST — امام احمد رضا ٹرسٹ


اگست، ستمبر ۲۰۱۱
August, September 2011
مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان
ماہنامہ
سنی دنیا
زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری
فقہی سیمینار نمبر
شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف
مالک ونگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا
مدیر: یونس رضا مونس اویسی وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

جلد: ۳۱ — اگست، ستمبر ۲۰۱۱ء — شمارہ: ۸

ترجمان سواد اعظم اہل سنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیر عاطفت — زیر عنایت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ
حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیر سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں: مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر: یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

تزئین کار: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے — زر سالانہ: ۱۸۰ روپے — بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے — لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543
فون: 0581-3291453, 2472166
دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
Visit us: www.hazrat.org
www.alahazrat.in
E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com, Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام "اختر رضا خاں" یا "امام احمد رضا ٹرسٹ" ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

اشاریہ

اداریہ

شرعی کونسل آف انڈیا کا آٹھواں فقہی سیمینار

محمد یونس رضا مونس اویسی

منعقدہ: ۲۲/ ۲۳/ ۲۴/رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/ ۲۴/ ۲۵/ ۲۶/جون ۲۰۱۱ء

اس انقلابی دنیا نے نت نئے ایجادات کی بنا پر نہ جانے انسان کو کیا کیا ماننے پر مجبور کردیا ہے۔ حوادث و نوازل کا وقوع اس قدر کہ فقہا حکم شرع بیان کرنے میں نہ جانے کتنی ورق گردانی فرماتے ہیں اور مجتہدانہ کوششیں بروئے کار لاکر حوادث ونوازل کو شریعت کی گرفت میں کرتے ہیں اس کا صحیح اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو افتاوقضا کی تاریخ اور ادوار فقہا، طبقات فقہا پر گہری نظر رکھتے ہیں، مجتہدین کرام کی شان اجتہاد کے عارف ہیں، سیرت مجتہدین ومفکرین اور علمائے کرام کے احوال سے واقف ہیں۔ قربان جایئے! اس مقدس، پاکیزہ گروہ پر جو اپنی تمامتر کوششیں اللہ عزوجل کی توفیق رفیق سے صرف اور صرف اس میں صرف فرماتے ہیں اور امت مسلمہ کو حوادث ونوازل جن کا صراحت کے ساتھ نہ کوئی حکم کلام ربانی میں ملتا ہے نہ احادیث رسول مقبول ﷺ میں اور نہ ہی اجماع وقیاس میں، ان کا بھی حل انہیں اصول مقررہ کی روشنی میں کر کے حکم شرع بیان کر کے مسلمانوں کو شادکام فرماتے ہیں۔ بالخصوص آج کے دور میں کہ جس میں علم کے فقدان کا غلغلہ ہے اور جرأت اسقدر جوان ہے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو اس کا حکم بڑی آسانی سے بیان کر کے واہ واہی اور داد وتحسین کے مستحق سمجھتے ہیں۔ آج امت مسلمہ کے سامنے دو بڑا مسئلہ ہے ایک تو یہ کہ فقہی صلاحیت کے حامل افراد کی کمی، دوسرا یہ کہ مسائل جدیدہ، حوادث ونوازل کی کثرت اور وہ بھی ایسے مسائل جن کا صراحۃ کوئی حکم نہ اصول میں نہ فروع میں۔ ایسے عالم میں فقہی سیمینار کی اہمیت وعظمت کی کس قدر حاجت ہے یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں، اور ہاں اس ضرورت کو بھلا اس سے زیادہ کون جان سکتا ہے جن کا خانوادہ تقریباً دوسو سال سے بر صغیر کے مسلمانوں کی مکمل رہنمائی کر رہا ہو اور شرع مطہر کی روسے افتاوقضا کی نازک ذمہ داری نبھا رہا ہو۔ اس عظیم الشان خانوادے میں ایسے ایسے فقہانے جنم لیا جو اپنی مثال آپ تھے جسے اپنوں، بیگانوں سبھوں نے سراہا، ان حضرات نے مسائل جدیدہ کو بھی اصول شرع کی روشنی میں اتنا سہل انداز میں پیش کیا ہے جسے قلم لکھنے سے قاصر ہے، ان حضرات کی تحقیقات وتدقیقات سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے تحریر شدہ فتاویٰ میں نہ جانے کتنے وقوع پذیر مسائل کے حل ہیں اور حوادث ونوازل میں بھی رہنمائی کی قوت رکھتے ہیں۔

ہندوستان میں افتاوقضا کی ذمہ داری اس خانوادہ میں امام الفقہاء علامہ رضا علی قدس سرہٗ کے دور سے تاہنوز جاری وساری ہے، جس کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے امام الفقہاء حضرت مفتی شاہ محمد رضا علی خاں قادری قدس سرہٗ نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں کیا اور یہ سلسلہ مسلسل ۳۴ر سال ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء تک جاری رہا، آپ کے بعد شہزادۂ عالی وقار امام المتکلمین خاتم الفقہاء حضرت مفتی محمد نقی

علی قادری علیہ الرحمہ نے مکمل طور پر سنبھالی۔ آپ نے اپنے والد ماجد ہی کے دور میں فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۸۴۷ء سے کر دیا تھا اور آخری لمحات ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء تک یہ خدمت جلیلہ انجام دی۔ آپ کے بعد ان کا دور شروع ہوتا ہے جن پر فقہی دنیا کو ناز ہے یعنی محقق بے مثال امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہٗ کا۔ آپ نے بعمر ۱۳ رسال مسئلہ رضاعت سے ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء تک اپنی پوری زندگی اسی میدان میں صرف فرمادی۔ شیخ الانام حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ شاہ حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی مدظلہ العالی، نے یہ ذمہ داری ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء سے ۱۲۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء تک نبھائی اور راہی ملک عدم ہوئے۔ مفتی اعظم عالم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا تا دم آخری یعنی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء تک مسلسل ۷۱ رسال تک یہ ذمہ داری بطریق احسن انجام دی۔ اس مبارک دور میں شہزادہ حجۃ الاسلام، داماد مفتی اعظم عالم نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور مفسر اعظم ہند علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ بھی عروج پر رہے اور احادیث وتفاسیر کے علاوہ فتاویٰ نویسی بھی فرمائی پھر استاذی واستاذ العلماء جانشین مفتی اعظم سراج المحدثین عمدۃ المفسرین، تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی نے یہ ذمہ داری سنبھالی آپ نے ۱۹۶۷ء میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور تا ہنوز جاری ہے۔ آپ نے مسائل جدیدہ کی کثرت کے پیش نظر فقہی سیمیناروں میں شرکت بھی فرمائی اور اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سربرآوردہ علمائے کرام کے مشورہ سے ایک ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کی بناڈالی جس کے تحت آٹھ سیمینار منعقد ہو چکے ہیں۔ آپ ان عناوین پر گہری نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ایک فقیہ کے لئے یہ مسائل کس قدر پیچیدہ ہیں۔ وہ تمام عناوین مع فیصلے ماہنامہ سنی دنیا شمارہ مارچ ۲۰۱۱ء میں مکمل شائع کردیئے گئے ہیں۔

الحمدللہ! حسب سابق اس سال بھی تین عنوان:

(۱) قرعہ اندازی کی وجہ سے ادائیگی حج میں تاخیر کا مسئلہ

(۲) کھانے بعد یا استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم

(۳) میموری کارڈ، سی ڈی اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ کے محفوظ کرنے اور ایسی سی ڈی وغیرہ کا حکم

پر ۲۲، ۲۳، ۲۴ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/ ۲۴، ۲۵، ۲۶ جون ۲۰۱۱ء کو ''علامہ حسن رضا کانفرنس ہال'' واقع مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں سیمینار کا انعقاد ہوا جو پانچ نشستوں پر مشتمل تھا۔ پانچوں نشستیں تلاوت کلام پاک اور نعت پاک سے آغاز ہوئیں، ان کی صدارت و نظامت مندرجہ ذیل حضرات کے سپرد تھیں، پہلی نشست: شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ بہاء المصطفیٰ صاحب قادری صدر المدرسین جامعۃ الرضا، صدر اور حضرت مفتی فیضان المصطفیٰ استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی، ناظم (۲) محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری رضوی بانی جامعہ امجدیہ گھوسی، صدر، حضرت مفتی محمد اختر حسین استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، ناظم (۳) حضرت علامہ مفتی ولی محمد صاحب سربراہ سنی تبلیغی جماعت باسنی، صدر اور حضرت مفتی آل مصطفیٰ استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی، ناظم (۴) تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ بانی جامعۃ الرضا صدر اور حضرت مفتی قاضی شہید عالم

رضوی استاذ و مفتی جامعہ نوریہ بریلی شریف، ناظم (۵) حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رونا ہی صدر اور حضرت مفتی قاضی فضل احمد صاحب بنارس ناظم۔

پہلی نشست کا آغاز ہونے کے بعد حضرت علامہ محمد عسجد رضا قادری مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ شرعی کونسل نے خطبہ استقبالیہ پیش فرمایا اس کے بعد حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا تحریر کرایا ہوا خطبہ حضرت مفتی محمد شعیب رضا قادری صاحب نے پیش کیا پھر محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ نے خطبہ تنقیح پیش فرمایا جس میں انہوں نے تمام مندوبین کرام کے مقالات پڑھ کر سب کا خلاصہ اور اپنا نظریہ پیش فرمایا اس کے بعد تمام مندوبین کرام کے درمیان ''ٹشو پیپر سے کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے اور استنجاء کرنے کا حکم'' اس موضوع پر گرما گرم بحثیں ہونے لگیں ساڑھے گیارہ بجے رات مجلس حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی دعاؤں پر اختتام پذیر ہوگئی۔ پانچویں مجلس میں مندوبین کرام کے درمیان بحث و مباحثہ کے بعد جو طے پایا اسے بطور فیصلہ نوٹ کیا گیا اور تینوں فیصلوں پر ارکان فیصل بورڈ کے دستخط کے ساتھ جملہ مندوبین کرام کے دستخط لئے گئے، ان فیصلوں کی کمپوز کاپی بھی تمام مندوبین کرام کی خدمت میں پیش کر دی گئی۔

آخری مجلس میں مندوبین کرام نے تحریری تأثر بھی عنایت فرمایا اور مشائخ نے بھی تأثراتی کلمات ارشاد فرمائے، حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی صاحب کو ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے فیصل بورڈ کا رکن بھی بنایا گیا جسے انہوں نے قبول بھی فرمایا مفتیان کرام نے اس پر انہیں مبارکباد بھی پیش کی۔ سیمینار میں فیصل بورڈ کے سابق رکن معتمد بزرگ، بالغ نظر مفتی حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم علیہ الرحمہ کو بھی یاد کیا گیا اور انہیں ایصال ثواب کیا گیا، یہ پر رونق مجلس ۲۶ / جون ۲۰۱۱ء کو ۱۲ / بجے رات حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی دعاء و صلوٰۃ و سلام پر اختتام پذیر ہوگئی۔ بعدہٗ حضور تاج الشریعہ و محدث کبیر مدظلہما و دیگر علمائے کرام کے دست اقدس نے مرکز اہلسنت کی آفیشیل اردو ویب سائٹ:

(www.hazrat.org,www.alahazrat.in)

جسے جامعۃ الرضا کے درجۂ فضیلت کے طلبہ نے بنایا ہے، اس کا افتتاح فرمایا۔

نظام الاوقات

مورخہ ۲۲/۲۳/۲۴/ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۴/۲۵/۲۶/ جون ۲۰۱۱ء

۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/ مطابق ۲۴ جون ۲۰۱۱ء بروز جمعہ مبارکہ

نمبر شمار	مصروفیات	وقت
۱	سیمینار	بعد نماز مغرب تا 11:00
۲	وقفۂ چائے نوشی	مناسب وقت پر

۲۳ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/ مطابق ۲۵ جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

نمبر شمار	مصروفیات	وقت
۱	نماز فجر بعدۂ چائے نوشی	5:30 بجے
۲	ناشتہ	صبح 7:30 بجے
۳	سیمینار	8:00 تا دوپہر 1:30 بجے
۴	وقفۂ چائے نوشی	10:00 بجے کے بعد
۵	طعام	دوپہر 2:00 بجے
۶	نماز ظہر	3:00 بجے
۷	نماز عصر	5:45 بجے
۸	عصرانہ	6:15 بجے
۹	نماز مغرب	7:20 بجے
۰۱	سیمینار	7:45 تا 11:00 بجے
۱۱	وقفۂ چائے نوشی	9:30 بجے
۲۱	نماز عشاء	11:15 بجے
۳۱	طعام	11:30 بجے

۲۴ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/ مطابق ۲۶ جون ۲۰۱۱ء بروز اتوار

نمبر شمار	مصروفیات	وقت
۱	نماز فجر بعدۂ چائے نوشی	5:30 بجے
۲	ناشتہ	7:30 بجے
۳	سیمینار	8:00 تا دوپہر 1:30 بجے
۴	وقفۂ چائے نوشی	10:00 بجے کے بعد
۵	طعام	دوپہر 2:00 بجے
۶	نماز ظہر	3:00 بجے
۷	نماز عصر	5:45 بجے
۸	عصرانہ	6:15 بجے
۹	نماز مغرب	7:20 بجے
۰۱	سیمینار	7:45 تا 10:30 بجے
۱۱	تاثرات	10:00 بجے تا 10:30 بجے
۱۱	وقفۂ چائے نوشی	9:30 بجے
۲۱	طعام	11:00 بجے
۳۱	نماز عشاء	11:00 بجے

☆☆☆

نظام سیمینار

﴿زیر سرپرستی﴾

☆ گل گلزار برکاتیت حضرت سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہرہ شریف

☆ رفیق ملت حضرت سید محمد نجیب میاں قادری برکاتی مارہرہ شریف

☆ حضرت مولانا سید محمد اویس مصطفےٰ صاحب قادری واسطی بلگرام شریف

☆ امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا صاحب رضوی بریلی شریف

﴿موضوعات بحث﴾

(۱) حج کمیٹی کی قرعہ اندازی کی وجہ سے فریضۂ حج میں تاخیر یا فوت ہونے کا حکم۔

(۲) میموری کارڈ، سی ڈی اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ محفوظ کرنے اور ایسی سی ڈی وغیرہ کا حکم۔

(۳) کھانے کے بعد یا استنجاء کے لیے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم۔

۲۲ر رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

مطابق ۲۴ر جون ۲۰۱۱ء بروز جمعہ مبارکہ

نشست اوّل: بعد نماز مغرب تا 11:00 بجے رات

زیر صدارت: حضرت علامہ مفتی محمد شبیر حسن صاحب رضوی

زیر نظامت: حضرت مفتی فیضان المصطفیٰ قادری صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) خطبہ استقبالیہ (۴) خطبہ صدارت (۵) خطبۂ تنقیح (۶) وقفہ چائے نوشی (۷) تنقیح طلب امور پر غور [موضوع-۱]

۲۳ر رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

مطابق ۲۵ر جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

نشست دوم: صبح 8:00 بجے سے 1:30 بجے تک

زیر صدارت: محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب

زیر نظامت: حضرت مفتی اختر حسین صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) بحث و مباحثہ: موضوع نمبر ۱ (۴) وقفہ چائے نوشی

نشست سوم: بعد نماز مغرب تا 11:00 بجے رات

زیر صدارت: قاضی القضاۃ حضرت مفتی محمد اختر رضا صاحب قبلہ

زیر نظامت: حضرت مفتی محمد آل مصطفیٰ صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) بحث و مباحثہ: موضوع نمبر ۲ (۴) وقفہ چائے نوشی

۲۴ر رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

مطابق ۲۶ر جون ۲۰۱۱ء بروز اتوار

نشست چہارم: صبح 8:00 بجے سے 1:30 بجے تک

زیر صدارت: حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری مدظلہ

زیر نظامت: حضرت مفتی معراج القادری صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) بحث و مباحثہ: موضوع نمبر ۳ (۴) وقفہ چائے نوشی

نشست پنجم: بعد نماز مغرب تا 10:30 بجے رات

زیر صدارت: شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ بہاء المصطفیٰ قادری صاحب

زیر نظامت: حضرت مفتی قاضی فضل احمد صاحب

(۱)تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف(۳)بحث و مباحثہ،موضوع-۳(۴)وقفہ چائے نوشی ☆☆☆

(............بقیہ ص ۱۰ ار کا)اور اپنی دینی ذمہ داریوں کے تئیں ہمیں مخلص بنائے اور انہیں باحسن وجوہ نبھانے کی توفیق دے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا پکا مبلغ و عامل بنائے۔آمین۔آپ مندوبین کرام سے پرخلوص گزارش ہے کہ اختتام مجلس پر آپ شرعی کونسل کے تعلق سے اپنا تحریری تاثر ضرور عنایت فرمائیں۔اخیر میں ہم آپ حضرات کے دعوت قبول کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور تشریف آوری پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔میزبانی کے فرائض میں کسی طرح کی کوئی کوتاہی وکمی رہ جائے تو اسے دامن عفو ودرگذر میں جگہ دیتے ہوئے ممنون ومشکور فرمائیں اور مستقبل کے لیے مفید ونیک مشورے سے نوازیں۔اور ساتھ ہی اگلے سیمینار کے لئے مناسب موضوعات کی نشاندہی فرمائیں اور اسے قلم بند کر کے عنایت فرمائیں تاکہ جلد از جلد سوالات آپ کی خدمت میں حاضر کئے جاسکیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ آپ حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے۔آمین

فقط والسلام مع اللکرام

طالب دعاء

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

ناظم اعلیٰ:شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا مرکز نگر بریلی شریف

(............بقیہ ص ۲۰ ار کا)

حج کی قرعہ اندازی سے متعلق

اللہ نے توفیق دی تو انشاء اللہ تعالیٰ کل چند جملے پیش خدمت کروں گا۔اخیر میں بڑے ہی درد وکرب کے ساتھ اپنی جماعت کے ایک ذی قدر مفتی اور ہماری شرعی کونسل آف انڈیا کے اہم ترین رکن فیصل بورڈ کے معتمد بزرگ علامہ قاضی محمد عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ کے داغ فراق پر آپ سب حضرات کو تعزیت پیش کرتے ہوئے۔ان کے لئے دعائے مغفرت وترقی درجات کا آرزومند ہوں۔

آپ کی دعاؤں کا طالب

فقیر ضیاء المصطفیٰ القادری غفرلہٗ

(رکن فیصل بورڈ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف)

۲۲؍رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/ مطابق ۲۴؍جون ۲۰۱۱ء

(......بقیہ ص ۲۴ر کا)

ہے۔اور پرائیویٹ ٹور والے جو کرایہ کے سلسلہ میں کم وبیش خرچ کا اعلان کرتے ہیں اور عازمین حج ان اسکیموں کے تحت روپیہ جمع کرتے اور حج کو جاتے ہیں تو یہ طریقہ شرعاً درست ہے۔واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

(......بقیہ ص ۲۷ر کا)

صاحب استاذ شعبہ عصریات جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۴) عالی جناب محمد عارف علی خاں صاحب ،اکاؤنٹ سیکشن جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۵) عالی جناب نوید اسلم صاحب،اکاؤنٹ سیکشن جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۶) عالی جناب عامل حسین صاحب ،اکاؤنٹ سیکشن جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۷) جامعۃ الرضا کے درجہ تخصص کے طلباء کرام مذکورہ حضرات کے علاوہ انجینئر محمد برہان علی صاحب دہلی ،عالی جناب منسوب احمد صاحب بہیڑی بریلی شریف نیز قرب و جوار کے ائمہ مساجد اور دیگر علمائے کرام سیمینار میں شریک ہوئے۔☆☆☆

خطبۂ استقبالیہ

بموقع

آٹھواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

از:۔شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا ابوحسام محمد عسجد رضا خاں قادری رضوی مدظلہ، بریلی شریف

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۔

امّا بعد:

حضرات علمائے کرام ومعزز مفتیان عظام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.................

واقعۃً یہ مقدس گھڑی ومبارک لمحہ بالعموم آپ سبھوں کے لیے اور بالخصوص میرے لیے وجہ فرحت وانبساط و موجب حصول رحمت پروردگار ہے کہ ہم تمام لوگ ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے آٹھویں فقہی سیمینار میں شرکت کررہے ہیں جس کی سرپرستی والد گرامی وقار استاذ محترم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دام ظلہ النورانی فرمارہے ہیں۔ یہ محفل، ملت بیضاء کی معزز ہستیوں اور قدآور شخصیتوں کی جلوہ نمائی وضیاء پاشی سے منور ومجلیٰ ہے اور یہ منتخب وچیدہ چیدہ شخصیات پیچیدہ مسائل کے ژولیدہ گتھیوں کو سلجھانے کے لیے تشریف فرما ہیں، ایثار وخلوص کے جس جذبۂ بیکراں سے آپ قابل قدر حضرات نے اس مجلس میں شرکت فرمائی ہے۔ وہ قابل تحسین وآفرین ہے جس کے لیے آپ خلوص مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہم تہہ دل سے آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور پرجوش استقبال وخیر مقدم کرتے ہیں، آپ حضرات کی مشقت بھری کدوکاوش کی جتنی بھی مدح وستائش کی جائے وہ کم ہی نہیں بلکہ خاور درخشندہ کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی ذات وصفات کو منور وتابناک بنائے اور اجر جزیل عطا کرے۔

محترم حضرات! ''شرعی کونسل آف انڈیا'' آپ کو اپنی ذمہ داری اور فرائض منصبی کا احساس دلاتے ہوئے سال میں ایک بار زحمت وتکلیف دیتی ہے اور کسی نازلہ ونو پیدا اور مختلف فیہ مسئلے کے حل اور اسے متفقہ شکل وصورت دینے کے لیے اور ملت اسلامیہ کو افتراق وانتشار سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ صاحبان علم وتحقیق وار باب افتاء کے باخیر و بابرکت گروہ کو یکجا واکٹھا کرتی ہے، اور آپ جیسے ستودہ صفات افراد کے توسط سے اجر وثواب سے مالا مال ہوتی ہے۔ یہ آٹھواں پرتزک واحتشام موقع ہے کہ یہ نورانی قافلہ مرکز اہل سنت بریلی شریف کے عظیم الشان دانش کدہ اور مایۂ ناز ادارہ ''مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا'' کے علامہ حسن رضا کانفرنس ہال میں فروکش اور جلوہ فگن ہے جو چند ہی لمحوں میں اپنی علمی وتحقیقی وتدقیقی ضیاء وروشنی اور مہک سے فضا کو بقعۂ نور اور ماحول کو مشک بار بنانے والا ہے۔

اس سے قبل اسی مقدس ہال میں اسی بابرکت جماعت نے سات سیمینار میں بحث وتمحیص، تحقیق وتدقیق، توضیح وتشریح کے بعد بہت سے اہم مسائل کا حل نکال کر "شرعی کونسل آف انڈیا" بریلی شریف کو کامیابی وکامرانی کی منزل تک پہنچایا ہے۔ وہ حل شدہ مسائل ارکان فیصل بورڈ کے دستخط کے ساتھ ماہنامہ سنی دنیا اور ملک کے دوسرے خطوں سے نکلنے والے قابل ذکر رسائل میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں، مستقبل قریب میں انہیں کتابی شکل میں شائع کرنے کی تیاری جاری ہے۔

حضرات گرامی! شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی طرف سے آپ لوگوں کی خدمت عالیہ میں ارسال کردہ سوال نامہ تین موضوعات پر مشتمل تھا اور وہ تینوں موضوعات درج ذیل ہیں:

(۱) میموری کارڈ، سی ڈی اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ محفوظ کرنے اور ایسی سی ڈی وغیرہ کا حکم۔

(۲) حج کمیٹی کی قرعہ اندازی کی وجہ سے فریضۂ حج میں تاخیر یا فوت ہونے کا حکم۔

(۳) کھانے کے بعد یا استنجاء کے لیے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم۔

آج کی پررونق تقریب وپرتنویر مجلس میں ان کے گوناگوں ومختلف گوشوں پر بحث وتمحیص اور غور وفکر کے بعد ان کا حل پیش کرنا ہے، ہمیں قوی امید ہے کہ سابقہ روایات کے مطابق اس مرتبہ بھی آپ حضرات فقیہانہ انداز واسلوب میں زیر غور تینوں مسائل کے جواز وعدم جواز کے تعلق سے اپنی اپنی آراء ونظریات کو دلائل و براہین کے ساتھ پیش فرمائیں گے، اور "شرعی کونسل آف انڈیا" کے تمام ارکان پر امید ہیں کہ آپ مندوبین کرام مکمل غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد ان اہم مسائل کا نکھرا ستھرا حل عطا کریں گے اور ایکبار پھر شرعی کونسل کے سر کامیابی کا سہرا باندھیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ دعا کریں کہ خداوند قدوس امت مسلمہ کو ان حل کردہ مسائل کو قبول کر کے اصلاح عمل کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے اور اختلاف وانتشار سے دور رکھے۔

ہمیں بخوبی علم واحساس ہے کہ آپ حضرات گوناگوں ذمہ داریوں اور مصروفیتوں میں گھرے ہونے کے باوجود شرعی کونسل کی طرف سے بھیجے گئے عنوانات وموضوعات پر مکمل انہماک وتوجہ اور محنت وجاں فشانی سے مقالات تحریر کرتے ہیں اور وقت نکال کر سفر کی صعوبت وکلفت سے دوچار ہوتے ہوئے وقت موعود پر یہاں تشریف لاتے ہیں اور زیر غور مسائل پر کمال دیانت کے ساتھ تحقیق وتنقیح کے بعد متفقہ فیصلہ پر مجتمع ہو کر سیمینار کو کامیابی وکامرانی کے بام عروج تک پہنچاتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ فضل واحسان ہے کہ آپ مفتیان عظام اپنے جہد مسلسل اور سعی پیہم سے اس باعظمت ورفعت سلسلے کو آگے بڑھا رہے ہیں اور مجھے امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ العزیز مستقبل میں بھی بڑھاتے رہیں گے۔

موجودہ زمانہ میں انگنت مسائل علمائے کرام ومفتیان عظام کے التفات وتوجہ کے طالب ہیں اور ایسے امور میں ذمہ داری علمائے کرام پر ہی عائد ہوتی ہے یہ اپنے ذمہ دار ہونے کا احساس ہی ہے کہ مصروفیات ومشغولیات سے وقت نکال کر، نڈھال کر دینے والی کلفت برداشت کر کے یہاں قدم رنجہ ہوتے ہیں، اس کا اجر جزیل رب جلیل وکریم ضرور عطا فرمائے گا۔ خدائے تعالیٰ اسلام پر ثبات قدمی کی لازوال دولت سے ہمیں سرفراز فرمائے

(بقیہ ص ۸/ پر............)

خطبۂ صدارت مع مقالات

بموقع

آٹھواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

از: تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ، مفتی اعظم مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہٗ بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ سیدنا محمد وآلہٖ الصفوۃ وصحبہ القدوۃ ومن حذا حذوہم، ونحیٰ نحوہم، فاتخذہم اسوۃ۔

معزز علمائے دین ومفتیان شرع متین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ فقیر بے مایہ جامعۃ الرضا میں انعقاد پذیر آٹھویں فقہی سیمینار میں آپ حضرات کی شرکت پر بہت ہی ممنون ومسرور ہے۔ آپ حضرات کی علمی ودینی مصروفیات نے آپ کو جو رفعت ومنزلت عطا فرمائی ہے اس پر قرآن عظیم اور احادیث کریمہ شاہد ہیں، اس کے ساتھ ہی ہمہ دم خشیت الٰہی کا استحضار علما ہی کا وصف لازم ہے۔

رفعت درجات وخشیت الٰہی کا تقاضا ہے کہ ہم سب اخلاص وللّٰہیت کے سایہ میں مسائل جدیدہ کے استخراج احکام میں اپنی پوری بصیرت بروئے کار لائیں اور کتاب وسنت نیز فقہائے کرام کے اقوال راجحہ منقحہ کی روشنی میں دینی فکر کی صحیح سمت متعین کریں، جب مختلف رائیں سامنے آتی ہیں تو اس وقت دلائل کی تنقیح وترجیح اور متضاد نظائر میں سے کسی ایک کا مسئلہ دائرہ پر منطبق کرنا سخت آزمائش کا موقع ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر اخلاص نیت ہی سے مسائل کا حل آسان ہوتا ہے۔

اس لئے مجھے یہ احساس دلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ علماء امت ہیں بالفاظ دیگر آپ شریعت کے امین ہیں یہ آپ ہی کی ذمہ داری ہے کہ آپ نئے مسائل میں پوری دیانت سے اپنی فکر کو بروئے کار لائیں اور منہج اسلاف کو رہنما بنائیں، اور اشباہ ونظائر میں نظر صحیح سے کام لیں اور نوازل کے احکام وعلل اصول شرع کی روشنی میں دریافت کریں پھر آپ کی فکر جس نتیجے پر پہنچے اس پر خوب نظر کر کے کوئی فیصلہ سنائیں۔ اور خود اعتمادی سے بچنے کے لئے ہماری رائے ہے کہ اپنے فیصلے کی تصویب وتصدیق کے لئے بہر حال اکابر کی طرف رجوع کریں خصوصاً جب کہ ضرورت درپیش ہو تو پوچھنے سے اور مراجعت سے ہرگز گریز نہ کریں۔ فانما شفاء العیّ السوال، أو کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور اگر ہم سے کوتاہی کے باعث دریافت احکام میں خطا ہوئی ہو تو بعد علم لازم ہے کہ رجوع کریں۔ تاکہ اللہ ہم پر اپنی رحمت فرمائے اور ہم پناہ رحمت میں ہوں، یتوب اللہ علی من تاب۔

یہاں یہ یاد رہے کہ ظہور حق کے بعد اپنی جمی ہوئی

رائے سے رجوع کرنا اور اعتراف خطا اور قبول حق امام اعظم ابوحنیفہ و دیگر مجتہدین اور ان کے متبعین کا شیوہ رہا ہے کما ہو فی الکتب مذکور ہمیں ان کی سنت سے روگردانی زیب نہیں دیتی کہ ہم ان کے مقلد ہیں نہر الفائق پھر عالمگیری میں ہے: ولا ینبغی له أن یُحتجّ للفتویٰ إذا لم یُسألْ عنه، وإذا أخطأ رجع ولا یستحی ولا یأنف۔ (نہر الفائق ج ۳، ص ۵۹۹)

قرآن حکیم میں بظاہر اس سے خطاب ہوا جو اتباع ہوا سے معصوم ہے ارشاد ہوا: یٰداؤدُ إنّا جعلنٰکَ خلیفةً إلیٰ قولِه ولاَ تتّبعِ الهویٰ فیُضلّکَ عن سبیلِ الله الآیــــة۔ اور حقیقةً یہ خطاب حکام علماء اور ناقلان فتویٰ سے ہے کہ وہ نصیحت مانیں اور اتباع ہوا کا ہولناک انجام سوچیں، اور اس وعید کی شدت پر غور کریں جو بر سبیل فرض معصوم کو سنائی گئی تو ہم غیر معصومین کی کیا بساط؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت بخشے اور اتباع ہوا و نفس کی آفتوں سے محفوظ رکھے۔

ایک مقصد: اس "شرعی کونسل" کے قیام سے یہ تھا اور ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات کو اجاگر کیا جائے اور اپنوں اور غیروں کے دلوں میں ان کی علمی وجاہت کا سکہ جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اور مستحکم کیا جائے اور دکھایا جائے کہ علم کے اس جبل شامخ کی تحقیقات ایسی راسخ ہیں کہ سب اکٹھا ہو کر کے ہلانا چاہیں تو ہل نہ سکیں ہلانیوالے ہل جائیں۔

مزید برآں یہ امر لوگوں پر بار بار روشن ہو کہ مدت دراز گزرنے کے بعد بھی وہ علم رفیع ابھرتے ہوئے مسائل میں گم گشتگان راہ کے لئے رہبر و رہنما ہے مگر صد افسوس! اب یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خوشہ چینوں کے خوشہ چیں تصریحات اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کر رہے ہیں اور ان کی تحقیقات کے بر خلاف اپنی نئی تحقیقیں پیش کر رہے ہیں، جب کہ اس بارگاہ فیض سے منہ موڑنا نہ صرف سوئے ادب ہے بلکہ اس طرز عمل سے آزاد روی کو ہوا دینے کے مرادف ہے۔

بہر حال اہل حق کو اپنی فکر لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ شرعی کونسل اور اس کے فقہی سیمینار امتیازی شان کے ساتھ شریعت کے دائرے میں اپنا کام مستقبل میں بھی انجام دیتے رہیں گے اور حق گوئی اور حق پسندی اور حق پر استقامت اس کا طرۂ امتیاز رہے گا۔

اخیر میں بطور یاد دہانی گزارش ہے کہ درمیان بحث مخاطب کے حفظ مراتب کو ملحوظ خاطر رکھیں اور اظہار حق کے لئے اپنے استدلال کو بلطف و نرمی و حکمت کے ساتھ پیش کریں اور کم سے کم وقت میں بحث کو سمیٹنے کی کوشش کریں اور لفظی بحث سے احتراز کریں۔ آپ جیسے تجربہ کار افراد کی کوششوں سے میں پوری امید رکھتا ہوں کہ زیر بحث مسائل:

(۱) میموری کارڈ، سی ڈی اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ محفوظ کرنے اور ایسی سی ڈی وغیرہ کا حکم۔

(۲) حج کمیٹی کی قرعہ اندازی کی وجہ سے فریضۂ حج میں تاخیر یا فوت ہونے کا حکم۔

(۳) کھانے کے بعد یا استنجاء کے لیے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم۔

جیسے اہم مسائل میں ہم کسی اہم فیصلے تک پہنچ جائیں گے۔ وباللہ التوفیق

یہ چند باتیں حسب دستور سابق آپ سے گزارش کی گئیں اور ان کی اہمیت آپ جیسے ہوشمند، نکتہ سنج، حاملانِ امانتِ شرع اور مسلک اہل سنت کے دردمند اور اس کی

شناخت بنام مسلک اعلیٰ حضرت کے نگہبان وپاسبان حضرات پر پوشیدہ نہیں اس لئے ان کے اعادے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بار بار اس کا اعادہ بطور تجدید عہد وتسخیر خویش ویاد دہانی برائے دیگران ضروری ہے، پھر بظاہر خطاب اگرچہ حاضرین سے ہے مگر ابلاغ واعلام غیر حاضرین کے لئے بھی ہے یا بالفاظِ دیگر ان کو بھی سنانا ہے اس دور پر فتن میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شخصیت بحیثیت امام اہل سنت اور زیادہ اجاگر ہوئی ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہل سنت کی صحیح پہچان اور حنفیت اور تقلید ائمۂ مجتہدین اور ان کے ساتھ نیاز مندی کا امتیازی نشان بن کر ہر دور سے زیادہ اس دور میں ابھر رہا ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ کہیں کہیں اس کے خلاف کوئی آواز دبی دبی سنائی دیتی ہے تو کہیں بعض تحریروں سے اس کی مخالفت نمایاں ہوتی ہے۔ بلکہ شدہ شدہ اس امر میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے اور اعلیٰ حضرت سے اختلاف کا حوصلہ رکھنے والے گوناگوں رنگارنگ ہیں اور ان کے مقاصد جدا جدا ہیں مجھے اس جگہ اس کی تفصیل کی حاجت نہیں کہ یہ بات سب پر ظاہر ہے عیاں راچہ بیاں، البتہ مسائل میں اعلیٰ حضرت سے اختلاف کا حوصلہ رکھنے والے کہیں کہیں خود اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہیں جیسا کہ خود میں نے بعض سے سنا کاش ان لوگوں میں کوئی ایسا ہوتا جو اعلیٰ حضرت کی روش کو رہنما بناتا اور تشہی اور شخصی مفاد ولحاظ اغنیا سے گریزاں خداداد لیاقت وتمیز وافر سے کام لے کر تنقیح مسائل غیر منقحہ کرتا ور ائمۂ فتوی و مقتدایان قضا وافتا کے نشانِ قدم پر قدم رکھتے ہوئے صحیح و رجیح کو جلوہ دیتا اور مرجوح سے مجتنب ہو کر خلاف اجماع سے بچتا اور نقول معتمدہ کی روشنی میں یہ ثابت کرتا کہ یہی امام اعظم کا قول ضروری ہے اور التزام مذہب معین سے اس پر جو عہد عائد ہوا اور جو امانت اس کے ذمے میں آئی اس سے عہدہ برآ ہوتا کیا واقعہ یہی ہے اور یہی مشاہدہ اس کا جواب اصحاب فکر ونظر واہل فہم پر چھوڑتا ہوں۔

آپ جیسے حضرات سے مجھے امید ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر اور زیادہ سختی کے ساتھ عملی طور پر دوسروں کو تعلیم اور تلقین کے لئے استقامت کا مظاہرہ فرمائیں گے اور یہ بتائیں گے کہ مسلک اعلیٰ حضرت صرف عقائد اہل سنت ہی کا دوسرا نام نہیں بلکہ بہت سارے معمولات اہل سنت کی بھی صحیح پہچان ہے یہی نہیں بلکہ یہ سچی حنفیت خصوصاً اور عموماً تقلید ائمہ مجتہدین کی تاکید اور اتباع رخص وپیروی حیل کا سد باب اور التزام صحیح ورجیح کا بھی داعی ومتقاضی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے گلزار علم کے خوشہ چینوں سے کچھ پھول چننے والے اگر یہ تفریق کریں کہ یہ مسائل ہیں جن میں اعلیٰ حضرت سے اختلاف کیا جاسکتا ہے تو انہیں یہ بات زیب نہیں دیتی انہیں لازم کہ وہ خوشہ چینانِ گلشن اعلیٰ حضرت کی روش پر رہیں جن کو کبھی یہ خیال نہ گزرا، تو ہمیں کب شایاں ہے کہ ہم ان اکابر کی روش سے قدم باہر نکالیں۔

لہٰذا ہماری شرعی کونسل کا دستور ہے کہ ہم نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ تحقیقات اعلیٰ حضرت تو تحقیقات اعلیٰ حضرت، ان کے حاشیہ نشیں نامور علمائے کرام مثل صدر الشریعہ ومفتی اعظم کی تحقیقات کو تختۂ مشق بنائیں اور ان کی تحقیق پر تحقیق کریں، مجھے کہنے دیا جائے کہ شرعی کونسل کے جہاں کچھ اچھے پہلو ہیں وہاں کچھ افسوسناک پہلو بھی ہیں جو آپ شرکائے شرعی کونسل سے پوشیدہ نہیں اور ماضی قریب میں بعض پہلو رونما بھی ہوئے، اللہ جزائے خیر دے محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی کو جنہوں نے ہر جگہ

اور یہاں بھی ان پر نظر رکھی اور بروقت ان کا سد باب کیا اور جن دردمندان مسلک اعلیٰ حضرت نے ان کا ساتھ یہاں یا جہاں کہیں دیا وہ بھی لائق صد تحسین اور مستحق دعائے خیر ہیں ، اللہ ان سب کو ہمیشہ توفیق خیر اور برکات دارین سے نوازے، شرعی کونسل کی فکر کے بانی علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب میں ہوئے جنہوں نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال اور رؤیت ہلال کے مسائل کے لئے ہنگامی نشست کا اہتمام جامعہ اشرفیہ میں فرمایا تھا جس مین یہ فقیر بھی حاضر تھا اس کے پیچھے یہ جزئیہ کارفرما تھا کہ عوام جن کو ان مسائل میں ابتلا ہے ان کے لئے بقدر امکان شرع سے کوئی راہ نکلے بصورت دیگر اکابر علمائے اہل سنت جو امنائے شریعت ہیں کے فیصلے پر عوام وخواص سب کار بند ہوں مگر لاؤڈ اسپیکر، رؤیت ہلال واقامت جمعہ کے مسائل کے سلسلے میں کیا ہوا وہ سب پر ظاہر ہے مجھے اس پر تبصرے کی ضرورت نہیں ہمیں اپنی فکر لازم ہے موجودہ سیمینار میں جو مسائل درپیش ہیں آپ حضرات سے امید ہے کہ ان کا شرعی حل بفیض اعلیٰ حضرت نکالیں گے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ تصریحات اعلیٰ حضرت کو رہنما بنائیں گے اور انہیں کی رہنمائی کی روشنی میں قول صوری کیا ہے اور قول ضروری کیا؟ واضح فرمائیں گے اور کسی مسئلے میں ائمہ مذہب کی نص صریح اگر مل جائے تو اپنی بحث سے دستبردار ہوں گے اور ان کی نص کو حکم شرع مان کر تسلیم فرمائیں گے۔

ہمیں احساس ہے کہ آپ نے اپنے اوقات عزیز میں سے کچھ قیمتی وقت نکالا اور سفر کی تکالیف برداشت کر کے آپ شریک اجلاس ہوئے ہیں ہم "شرعی کونسل" کے تمام شرکاء کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں آپ تمامی حضرات کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

فقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفرلہٗ
بانی وسرپرست اعلیٰ: شرعی کونسل آف انڈیا
رکن فیصل بورڈ: شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف
۱۸ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

ٹشو پیپر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ حضرات سے مخفی نہیں کہ حکم معلول بعلل شتیٰ ہوتا ہے جب تک حکم کی تمام علتیں منتفی نہ ہوں حکم منتفی نہ ہوگا بر سبیل مثال ٹشو پیپر کے محض صقالت اور ناقابل کتابت ہونے کی وجہ سے اس سے ہاتھ پونچھنے اور استنجا کرنے کا عدم جواز منتفی نہیں ہوسکتا کہ تقوّم ہنوز باقی ہے جو مانع جواز اور مقتضی حرمت ہے پھر یہ لازم نہیں کہ جتنی علتیں کسی حکم کی ذکر کی گئیں واقعۃً اتنی ہی علتیں ہوں بلکہ ممکن ہے کہ ان کے علاوہ کوئی اور علت مانع حکم ہو لہٰذا اگر مسئلۂ دائرہ میں علل مذکورہ کا ارتفاع تسلیم بھی کرلیا جائے تو بھی حکم جواز نہیں ہوسکتا جب تک کہ کسی مانع دیگر کا ارتفاع متیقن یا مظنون بظن غالب نہ ہو، کراہت تو مانی مگر کس وجہ سے؟ وہ وجہ یہی ہے کہ یہ عمل رافع سنت ہے یا کچھ اور؟ پھر یہاں کراہت و استحقاق ملامت واستیجاب اساءت ایک بار میں ہے یا زائد میں ہے؟ اگر ایک بار میں ہے تو یہاں جواز مع الکراہت کو ایک بار سے مقید کرنا ضروری تھا نہ کہ مطلقاً جواز کا حکم دیا جاتا، اور سنت نصاریٰ ہونا یا وضع فساق وفجار ہونا کراہت سے بالا حکم کا مستوجب ہے،

خاص استنجے میں یہ فرما دینا کہ یہ سنت نصاریٰ ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہاتھ پونچھنے میں یہ عادت ان سے نہ آئی، تو یہاں یہ قید محض اتفاقی ہے نہ کہ احترازی کہ نافی مشاہدہ ہو، فقہا کا فرمانا ''نہ چاہئے'' یا ''چاہئے'' ہر جگہ مفید کراہت یا استحباب نہیں ہوتا جیسا کہ آپ جیسے اصحاب اطلاع وممارست پر مخفی نہیں بلکہ کسی امام علام کا کسی مسئلے میں ''الأحب عندی'' کہنا بھی اس بات کا مفید نہیں کہ حکم صرف استحباب پر مقتصر بلکہ بعض اوقات یہ کلمہ محل وجوب میں بولا گیا ہے کمالایخفی۔

آمدم بر سرِ مطلب اعلیٰ حضرت کا کاغذ سے ہاتھ پونچھنے کے بارے میں فرمانا کہ ''کھانے کے بعد کاغذ سے ہاتھ نہ پونچھنا چاہئے'' افادۂ جواز میں صریح نہیں بلکہ دوسرے جواب میں جو علل مذکور ہوئیں وہ یہاں بھی مقتضی حرمت ہیں کہ فرماتے ہیں: کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ وممنوع وسنت نصاریٰ ہے کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگرچہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجۂ اولیٰ۔

نیز فرماتے ہیں: کاغذ سے استنجا سنت نصاریٰ اور شرعاً منع ہے جب کہ قابل کتابت یا قیمتی ہو اور ایسا نہ بھی ہو تو بلا ضرورت سنت نصاریٰ سے بچنا ضرور ہے۔

ان دونوں جوابوں پر نظر کرنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ کاغذ کا ابتذال منافی تعظیم، و اتلاف مال ہے یہ علت جس طرح بغرض استنجا اس کے استعمال میں ہے یوں ہی ہاتھ پونچھنے میں موجود ہے اور حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔

لہٰذا ممانعت جس درجے کی یہاں ہے اسی درجے کی دوسری جگہ ہے کہ ابتذال اور اتلاف مال جو مقتضی عدم جواز ہے دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ لہٰذا ''نہ چاہئے'' إبداءً للوفاق و منعاً للمناقضة بين القولين عدم جواز پر محمول ہے بر تقدیر تسلیم ''نہ چاہئے'' کا مفاد کہ کراہت وخلاف سنت ہے یہ مفاد ایک بار پر محمول ہوگا اور عادۃ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا ممنوع و ناجائز ہوگا جیسا کہ ابتدائے مقالہ میں اس کی تصریح کی گئی۔

نا قابل کتابت ہونا محل منع میں ہے اور یہ عذر کہ اس کاغذ کی وضع ہی اس مقصد کے لئے ہے ناکافی کہ اس سے وہ بالکل ایسا کاغذ نہ ہوگیا کہ اس پر کتابت ممکن نہ ہو نہ ایسی وضع کا کچھ اعتبار۔ یا کسی اور غرض صحیح کے لئے کام نہ آسکے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسے کاغذ پر عادۃ لکھا نہیں جاتا پھر محترم ہونا کچھ قابل کتابت ہونے میں منحصر نہیں مشاہدہ ہے کہ ٹشو پیپر کاروں میں اور گھروں میں اور دسترخوانوں پر حفاظت کے ساتھ رکھا جاتا ہے پھینک نہیں دیا جاتا یہ خود امارت احترام ہے پھر اگر علت احترام کا ارتفاع تسلیم بھی کرلیا جائے تو تقوّم ہنوز باقی ہے جو مانع جواز ہے۔ اور بعض مقالہ نگاروں نے تقوّم مان کر بھی حکم جواز دیا یہ عجب تر ہے۔

رشوت برائے حج

حضرت امام صفار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو رشوت کو سبب معصیت فرمایا اور اس کی وجہ سے ''امن طریق'' کا ارتفاع مانا اس سے صاف ظاہر ہے کہ ''امن طریق'' میں یہ ملحوظ ہے کہ عازم حج پر کوئی ضرر دینی یا دنیوی نہ ہو، امام ابن ہمام کا اس پر ''فیہ نظر'' کہنا اس وجہ کے مردود ہونے پر جزم کا افادہ نہیں کرتا اسی طرح یہ اس پر بھی دلالت نہیں کرتا کہ یہ بحث ان کے نزدیک یقینی ہے بلکہ اس کا خود ان کے نزدیک مشکوک ہونا ظاہر ہے۔ ولا قول للشاک

واذکر بمناسبة المقام مافی ردّ المحتار نقلاً عن ابن کمال باشا وھو قوله واعتراضه ابن کمال باشا فی شرحه علی الھدایة بأنّ ماذکر فی القضاء لیس علیٰ إطلاقه بل فیما إذا کان المعطی مضطراً بأن لزمه الإعطاء ضرورة عن نفسه أوماله، أمّا إذا کان بالإلتزام منه فبالإعطاء أیضا یأثم وما نحن فیه من ھذالقبیل اھ۔

پھر جب کہ ''امنِ طریق'' کی تفسیر میں یہ اختلاف ہے تو رشوت کو نظیر بنانا محلِ منع میں ہے پھر امام صفار کی دلیل پر جو منع امام ابن ہمام وغیرہ نے وارد کیا اس سے حاجی کے حق میں دفع رشوت کا محض جواز ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ اس کو رشوت دینا واجب ہے کہ یہ اس صورت میں وجوب ادائے حج پر موقوف ہے اور وہ ''امن طریق'' سے مشروط اور ''امن طریق'' میں عدم ضرر دینی و دنیوی ملحوظ اور دفع رشوت کی رخصت بشرط ضرورت دفع ضرر کے لئے ہے نہ کہ تحقیق ضرر کے لئے، ہاں اگر کسی دلیل شرعی سے اس مقام میں رشوت دے کر حج کو جانے کا وجوب ثابت ہوجائے تو ضرور مانا جائے گا فأین الدلیل؟ علمانے قطع طریق کو نفس وجوب یا وجوب ادا کا مانع بتایا اور جب کہ قطع طریق مظنون بظنِ غالب ہو علی اختلاف القولین سرے سے حج ہی فرض نہیں یا فرضیتِ ادا نہیں کہ عازم حج کو ضرر ہے رشوت بھی موجب ضرر ہے اور اس جگہ سبب معصیت ہے کہ اس کی رخصت بشرط ضرورت ہے اور یہاں عازم حج کو رخصت ہے تو شرطِ ضرورت مفقود "وإذا فات الشرط فات المشروط" اور رشوت کا نظیر قطع طریق ہونا ثابت، تو ''امن طریق'' مفقود، اس سلسلے میں باحثین سے عرض ہے کہ اس مقام پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا کلام اگر دستیاب ہو ملاحظہ کریں ورنہ کم از کم ماضی قریب میں مفتی اعظم و حافظ ملت و شیخ الحدیث مولانا سردار احمد و دیگر عمائد اہل سنت کے فتاویٰ کو ملحوظ رکھیں، جن پر اس دور کے اکثر علما نے اتفاق فرمایا "والعمل بما علیه الأکثر" اور جب ماضی قریب میں اکثر علمائے اہل سنت جن کے ساتھ غالباً صدر الشریعہ بھی تھے نے حج کے لئے فوٹو کھچوا کر جانے کی اجازت نہ دی تو یہ بالضرورۃ ان حضرات کا اس بات پر اجماع ہوا کہ حج کے لئے فوٹو کھچوا کر جانا جائز نہیں اور اس زمانے میں متفرد کا قول مرجوح ٹھہرا اور ان حضرات کا قول راجح، اور مرجوح کے متعلق درّ مختار میں فرمایا "الفتیا بالقول المرجوح جھل و خرق للإجماع" جس سے ثابت ہوا کہ خلاف متفرد قادح اجماع نہیں، اس دور میں علمائے اہل سنت کا اس کے خلاف پر اتفاق ہوجانا میرے علم میں نہیں۔

پھر اس سے قطع نظر ایک اہم بات جس پر غور کیا جانا نہایت ضروری ہے وہ یہ سوال ہے کہ آیا دور حاضر میں صحیح طور پر ادائے گی حج کی قدرت ہے یا نہیں کون نہیں جانتا کہ سعودی گورنمنٹ رویت ہلال کا اہتمام نہیں کرتی اور پہلے سے حج کی تاریخ مقرر کردیتی ہے اب اس سے بحث نہیں کہ رویت کب ہوئی اور یوم عرفہ کس دن ہوا لاکھوں لوگ اسی دن عرفات کو جاتے ہیں جس دن کو سعودی گورنمنٹ نے یوم عرفہ قرار دے دیا اسی طرح رمضان و عید میں ہوتا ہے اس پر سنجیدگی سے غور کرنا ضروری ہے۔

قال بفمه وامر برقمه

الفقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفرلهٗ

۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۴ جون ۲۰۱۱ م

خطبۂ تنقیح

بموقع

آٹھواں فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

☆ از: محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہٗ جامعہ امجدیہ گھوسی ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم الاکبر والصلاۃ والسلام علیٰ نورہ الاکبر وعلیٰ آلہ المصابیح الغرر واصحابہ السرج الزہر۔

اما بعد!

بحمدہٖ تعالیٰ آج ہم سب بارگاہ اعلیٰ حضرت سے اکتساب فیض علم کے لئے حاضر ہیں اور ہم انہیں کے وسیلہ سے چند نئے مسائل کے حل کے لئے پرامید ہیں۔

ہماری بحثیں صرف تلاش حق سے متعلق ہوں گی۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب کے صدقے ہم سب کو جادۂ استقامت پر ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔

اس سیمینار میں جو مسائل زیر بحث ہیں ان پر قدرے تنقیح بحث ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) پہلا مسئلہ ٹشو پیپر کے استعمال کے متعلق ہے۔

نجاست اگر اپنے مخرج سے قدرے درہم سے زائد متجاوز ہو تو اس کو پانی سے دھونا فرض ہے بے دھوئے نماز ہی نہ ہوگی۔ اور اگر اتنی متجاوز نہیں ہے تو اس کا پونچھنا کسی پاک قالع نجاست سے سنت ہے، اور وہ قالع، احجار وامدار یا پھٹے پرانے کپڑے ہیں بدائع میں فرمایا: السنۃ الاستنجاء بالاشیاء الطاہرۃ من الاحجار والامدار والتراب والخرق البوالی۔ قول صحیح یہ ہے کہ احجار وتراب جیسی چیزوں سے استنجا سے موضع کی تخفیف نجاست تو ہو جائے گی تطہیر نہیں ہوتی۔ یہ باتیں آپ کی نظر میں ہیں۔

اب رہا ٹیشو سے استنجا و ہاتھ پونچھنے کا مسئلہ تو اس میں ہمارے تمام مندوبین اس بات پر متفق ہیں کہ ٹیشو سے استنجا اور ہاتھ پونچھنے پر نہ تعامل ہے نہ اس میں عموم بلویٰ متحقق ہے اور یہ کہ ٹیشو پیپر کاغذ ہی کی ایک قسم ہے وہ کوئی دوسری شے نہیں البتہ اس امر میں مختلف الرائے ہیں، کہ وہ قابل احترام ہے یا نہیں؟ بعض حضرات اس سلسلے میں بالکل خاموش ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مال متقوم ہونے کی وجہ سے قابل احترام ہے اور اس کا استہلاک روا نہیں۔ اور اس امر میں بھی ہمارے مفتیان کرام مختلف الرائے ہیں کہ ٹیشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنا یا استنجا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی ہے۔ اسی طرح علت کراہت میں بھی رائے مختلف ہیں۔

سب سے پہلے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ احکام کی علتیں بعض صورتوں میں متعدد ہوتی ہیں اور فقہا موقع بموقع ان میں سے کسی ایک کو ذکر کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حکم کی صرف ایک ہی علت ہو یا خاص وہی علت مدار حکم ہو۔ چنانچہ کاغذ سے استنجا ناجائز ہونے کی علت میں یوں نقل

کیا گیا" وکذا ورق الکتابة لصقا لہ وتقومہ ولہ احترام ایضاً لکونہ آلة لکتابة العلم"۔ پھر علامہ شامی کی یہ عبارت تحریر کی گئی،"ومفادہ الحرمة بالمکتوب مطلقاً وإذا کانت العلة فی الأبیض کونہ آلة للکتابة کما ذکرناہ یؤخذ عدم الکراہة فیما لایصلح لہا اذا کان قالعا للنجاسة غیر متقوم کما قدمناہ من جوازہ بالخرق البوالی"۔

اس عبارت میں بعض حضرات نے"غیر متقوم" کی قید کو یکسر نظر انداز کر دیا اور بعض نے ذکر تو کیا لیکن اس کو اہمیت نہ دی۔ حالانکہ نصوص قرآنی سے اور احادیث کریمہ سے اسراف وتبذیر اور تضییع مال کی حرمت ثابت ہے اس لئے تقوم یعنی کاغذ کا باقیمت ہونا خود ایک مستقل علت حرمت وعلت احترام ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ شامی علیہ الرحمہ حاشیہ درمختار میں تحریر فرماتے ہیں:(قولہ وشئی محترم) ای مالہ احترام واعتبار شرعاً ویدخل فیہ کل متقوم الا الماء کما قد مناہ، والظاهر انہ یصدق بما یساوی فلسا لکراہة اتلافہ کما مر.......) (درمختار ص ۵۵۲ ج۱، زکریا بک ڈپو)

مذکورہ بالا عبارت میں علت احترام اور تقوم دونوں کراہت کی دو مستقل علت ہیں بلکہ علامہ شامی نے تقوم کے لئے احترام کو لازم مانا ہے نہ کہ مساوی اسی بنا پر حکم مذکور کے ضمن میں علامہ شامی نے یہ اضافہ فرمایا ہے۔ وینبغی ان یدخل فیہ کناسة مسجد ولذا لا تلقی فی محل ممتهن۔

عبارت مذکور میں"ای مالہ احترام واعتبار شرعاً" سے ظاہر ہوا کہ اعتبار وضع شرعی کا ہے نہ کہ کمپنی کے مقاصد کا۔ چونکہ مقاصد صنعت میں اگر حکم شرع کی مخالفت پائی جائے شرع کا اعتبار ہوگا مقاصد صانعین وتجارنا قابل اعتبار قرار دیئے جائیں گے نیز بعض کمپنیاں ٹیشو پیپر پر اپنا نام یا کچھ اور لکھواتی ہیں اگر وہ نا قابل کتابت تھا تو یہ کتابت کیوں کر وجود میں آئی؟۔

ٹیشو پیپر کے ابتدائی ادوار میں ہم نے خود مشاہدہ کیا تھا کہ شادی کے موقع پر پڑھے جانے والے سہرے کے اشعار عموماً اسی کاغذ پر لکھے اور چھاپے جاتے تھے جنہیں ٹیشو پیپر کہا جاتا ہے۔ ٹیشو پیپر کی ایجاد سے پہلے یورپ کے نصاریٰ رف پیپر اور بلیڈنگ پیپر [جاذب] سے استنجاء کرتے تھے ایک طویل عرصہ سے بانس کا غذ پیکنگ کیلئے تیار ہوتے ہیں تو کیا ان کاغذوں پر لکھنا اس لئے ناجائز ہو جائیگا کہ فیکٹریوں کے مقاصد کے خلاف ان کا استعمال ہوا یا نظر شرع کا اعتبار ہوگا۔

جن حضرات نے یہ تحریر فرمایا کہ پانی یا ڈھیلے سے استنجاء سنت ہے اس کے برخلاف اگر دوسری چیز سے استنجاء کیا گیا تو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی یا اسائت ہے۔

اس پر عرض ہے کہ پانی پتھر اور ڈھیلے جیسی دوسری چیزوں سے استنجا کرنا ایک امر ہے اور استنجا ترک کرنا امر آخر ہے اس لئے دونوں کا حکم یکساں کرنا درست نہیں بلکہ شئی محترم یا متقوم یا غیر مزیل چیزوں کے استعمال کا حکم الگ ہے۔

اس لئے میرا موقف یہی ہے کہ ٹیشو پیپر سے استنجاء کراہت تحریم سے خالی نہیں۔

یہاں یہ امر آپ حضرات سے بھی مخفی نہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے استنجاء کے دو ہی طریقے مروی ہیں اور آنحضرت ﷺ نے کئی پاک چیزوں کو استنجا کے لئے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ ان احادیث اور بعض احکام عامہ مثلاً نهی عن اضاعة المال و نهی عن تحقیر المحترم کی روشنی میں ہمارے ائمہ نے یہ احکام استنباط فرمائے ہیں کہ

استنجا کے لئے کن کن اشیاء کا استعمال جائز یا ناجائز ہے۔ اور ان کی علتیں کیا ہیں؟

اب رہ گیا کھانے کے بعد ہاتھ کو ٹیشو پیپر سے پونچھنے کا مسئلہ تو اس میں اگر چہ استنجا جیسی قباحت نہیں کہ آلۂ مسح نجس نہ ہوگا مگر اضاعت مال ہے اس لئے اس کا حکم بھی وہی کراہت تحریم ہونا چاہئے اگر چہ اس کی تحریم میں کسی قدر تخفیف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دوسرا مسئلہ

سی ڈی، میموری کارڈ، اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ محفوظ کرنے وغیرہ سے متعلق احکام کا ہے

(الف) تمام مندوبین مفتیان کرام کے ساتھ میں بھی اس امر پر متفق ہوں کہ مذکورہ بالا چیزیں لہو ولعب کے لئے مخصوص نہیں ہیں جبکہ کسی بھی جائز و ناجائز مضمون کو تحریراً یا تقریراً جمع کرنے کے آلات ہیں حتی کہ اس میں جانداروں کی تصویریں تک محفوظ کی جا سکتی ہیں جس طرح موبائل ترسیل و اتصالات کا ایک آلہ ہے مگر اس میں بہت سی ناجائز خبریں و تصویریں گانے وغیرہ آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے جائز کاموں کے لئے اس کا رکھنا جائز ہے، ناجائز کے لئے ناجائز ہے، وہی حکم ان چیزوں کا بھی ہے۔

(ب) سی ڈی، وغیرہ میں کسی مضمون کے ضبط کرنے کی تین صورتیں ہیں اوّل آوازوں کا محفوظ کرنا، دوم ان کے مضامین کے نقوش کتابت کو محفوظ کرنا، سوم یہ کہ نقوش و اصوات دونوں کو معاً ضبط کر لینا۔

ان صورتوں میں یہ تحقیق ضروری ہے کہ سی ڈی وغیرہ میں نقوش و اصوات دونوں یا کوئی ایک بعینہ جمع ہوتے ہیں یا ان کے لئے کوئی خاص اشاراتی کوڈ ہوتا ہے۔ جن سے سافٹ ویئر کے توسط سے الفاظ و خطوط اور آوازوں کے مخصوص رائعشے و مد و جزر اسکرین یا اسپیکر پر حسب ضبط ظاہر ہوتے ہیں جب تک یہ طے نہ ہولے اس وقت تک سی ڈی میں منضبط کتابت کو مرسوم یا غیر مرسوم کہنا مشکل ہے ویسے ظاہر یہی ہے کہ اس مضمون سے اس کی گہری مناسبت ہے اس بنا پر سی ڈی میں محفوظ شدہ قرآن کریم کی مناسبت سے اس کا ادب ملحوظ ہونا لازم ہو مگر اس لحاظ سے کہ اسے میموری (یعنی قوت حافظہ) کہتے ہیں اسے قرآن کے حافظ کے حکم میں رکھا جائے جسے بے وضو چھونا اور اس کے سر پر بوجھ رکھنا جائز ہے۔ یعنی مصحف اور حافظ مافی المصحف کے احکام کی طرح اس میموری کے احکام ہوں۔ یہاں یہ امر بھی زیر غور رہونا چاہئے کہ مصحف کو حقیر سائز میں جمع کرنا خلاف ادب ہے اس لئے میموری کارڈ میں بعینہ قرآنی مصحف جمع ہوا ہو تو یہ شق عدم جواز کی طرف جاتی ہے اس موقع پر ہمارے بعض مفتیان کرام نے قرآن کی تعریف میں اصول فقہ کی کتابوں سے تعریفیں نقل فرمائی ہیں۔ وہ میری نظر میں بے موقع ہیں اس لئے کہ ان تعریفوں کا مفاد صرف یہ ہے کہ مصحف متواتر سے منقول جو عبارت کہیں بھی ہو وہ قرآن ہے نہ یہ کہ جب تک پورا مصحف نہ ہو قرآن نہ کہلائے خود یہی حضرات لکھتے ہیں کہ جس جگہ کوئی آیت قرآنی تحریر ہو اس جگہ پر بے وضو انگلی نہ رکھے۔

قرآن حکیم کی آیتیں جب اسکرائن پر نمایاں ہوئیں، وہ بلاشبہ مرسوم ہیں اور ان کا چھونا بے وضو شخص کے لئے ممنوع خواہ قبل ضبط ہو یا بعد ضبط بوقت اظہار (Play)۔ مگر یہاں یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ اسکرین پر ایک زجاجی غلاف ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہاتھ کی اسکرین تک رسائی نہیں ہوتی اگر وہ اسکرین کا تابع ہے تو محدث ہاتھ نہ لگائے اور اگر وہ شیشہ جزودان کے حکم میں ہے تو اس زجاجی پردہ کو مس

کرنے میں حرج نہ ہو، یہ امر تنقیح طلب ہے۔

(ج) جس میموری کارڈ یا سی ڈی میں قرآن عظیم یا حمد و نعت خالص دینی مضامین منضبط ہوں ان میں لہو ولعب کی چیزوں کو ضبط کرنا یا اس کا برعکس عمل کرنا سخت حرام و تحقیر محترم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(د) اپنی سی ڈی و میموری کارڈ میں کسی بھی مضمون کو ضبط کا حکم اس کے مضمون و مواد کی حیثیت شرعی کے مطابق ہوگا قرآن حکیم، حمد و نعت اور دینی مواد جیسے امور کا منضبط کرانا جائز ہے جبکہ کسی محذور شرعی کا ارتکاب نہ کرنا پڑے اور غیر شرعی حرام و ممنوع اشیاء کا سی ڈی محفوظ کرنا کرانا جائز نہیں۔ تاوقتیکہ کسی غلط مضمون کا رد کرنا مقصود و موجود نہ ہو۔ اپنی سی ڈی میں بدل دے کر میموری جمع کرنے کا کام کسی اور شخص سے لیا گیا تو یہ عقد اجارہ ہے اور اگر جس سے سی ڈی و میموری میں محفوظ کرایا سی ڈی اسی نے دی تو یہ عقد بیع ہے جیسے کتابت بدل دے کر اپنے کاغذ پر کرائی تو اجارہ ہے اور کاتب نے اپنا ہی کاغذ لگایا تو بیع ہے، اور کتابت کے وصف کی وجہ سے اس کاغذ کی قیمت بیش یا کم ہو سکتی ہے البتہ صحت اجارہ و بیع کے لئے بدل کا معلوم ہونا شرط ہے۔

اس مبادلہ کو مطلقاً بیع کہنا درست نہیں کیوں کہ صرف کتابت کا بدل اجرت ہے نہ کہ ثمن۔ مطلق میلان طبع مالیت کے لئے کافی نہیں ورنہ حسن و جمال و وصف علم، حسن اخلاق وغیرہ اوصاف جن سے قیمت کم و بیش ہوتی ہے وہ سب بیع اماء میں میلان طبع کی وجہ سے مال قرار پائیں گے۔ گھی تیل سیال گیس وغیرہ پر اس کا قیاس صحیح نہیں۔ آواز و نقوش اوصاف ہیں ضمن مال میں ان کی بیع ہوتی ہے کسی اور کی سی ڈی میں بھرنے، کاغذ پر لکھنے سے ان کی بیع نہیں ہوتی، بلکہ اجارہ ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بقیہ ص ۸؍ پر......)

(.........بقیہ ص ۲۹؍ کا)

سوال (۸) کیا فرضیت حج کے لئے استطاعت مالی میں ٹور کے مصارف کا اعتبار ہوگا یا حج کمیٹی کے مصارف کا؟ یا غنا کے اعتبار سے کس کے لئے یہ اور کسی کے لئے وہ؟

اس ضمن میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے:

(۱) پرائیویٹ ٹور والے زیادہ سے زیادہ افراد کو اکٹھا کرنے کے لئے مختلف تدبیریں اور اسکیمیں اپناتے ہیں چنانچہ ایک اسکیم یہ بناتے ہیں کہ حج و عمرہ کا خرچ مثلاً عام طور سے دو لاکھ روپے ہوتا ہے تو وہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص فلاں تاریخ سے پہلے کل رقم جمع کر دے تو اسے ہم اپنے ٹور سے بجائے دو لاکھ کے ڈیڑھ لاکھ میں حج و عمرہ کے لئے لے جائیں گے اور اگر فلاں تاریخ کے بعد جمع کرے گا تو دو لاکھ میں ہی لے جائیں گے تو ان کا ایسا کرنا اور مسلمانوں کا اس طرح کی اسکیم کے تحت کم خرچ دے کر جانا کیسا ہے؟ فقط

محمد رفیق عالم رضوی

استاذ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

☆☆☆

(.........بقیہ ص ۳۷؍ کا)

کی تاخیر پر شرعاً کوئی مواخذہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) اس طرح کی اسکیم میں لوگوں کو کچھ چھوٹ مل جاتی ہے، مسلمانوں کا اس طرح کی اسکیم میں حصہ لینا اور مالی منفعت حاصل کر لینا شرعاً جائز ہے۔ اس پر ممانعت کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

☆☆☆

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆

آٹھواں فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

منعقدہ

۲۲/۲۳/۲۴/رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

مطابق ۲۴/۲۵/۲۶/جون ۲۰۱۱ء

موضوعات

(۱) قرعہ اندازی کی وجہ سے ادائیگی حج میں تاخیر کا مسئلہ

(۲) کھانے بعد یا استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم

(۳) میموری کارڈ، سی ڈی اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ کے محفوظ کرنے اور ایسی سی ڈی وغیرہ کا حکم

فیصلہ جات

آٹھواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف ۲۰۱۱ء

سی ڈی وغیرہ کا حکم

(الف) میموری کارڈ اور سی ڈی، ہارڈ ڈسک گراموفون کی طرح لہو ولعب کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ ایسا آلہ ہے جس میں کسی قسم کی معلومات و آوازیں محفوظ کی جاسکتی ہیں اور کی جاتی ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

(ب) مذکورہ بالا چیزوں کو جائز کاموں کے لئے استعمال کرنا جائز اور ناجائز کاموں کے لئے ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ج) سی ڈی میں جو اصوات ونقوش اور کتابت محفوظ کئے جاتے ہیں وہ بعینہٖ سی ڈی میں محفوظ نہیں ہوتے بلکہ ان کے کچھ اعدادی کوڈ اشاراتی انداز میں جمع ہوتے ہیں، اصوات و نقوش و کتابت سے مخصوص سافٹ ویئر ان کو اخذ کرکے اسکرین یا اسپیکر پر اسی انداز میں ظاہر کرتا ہے جس انداز میں اسپیکر یا اسکرین میں بوقت جمع تھا، اس لئے سی ڈی و میموری کارڈ میں جو کچھ جمع ہوتا ہے وہ سب غیر مرسوم ہے تا وقتیکہ وہ اسکرین پر ظاہر نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(د) میموری کارڈ یا سی ڈی جس میں قرآن کریم کی تلاوت محفوظ ہو یا نہ ہو اس میں میوزک یا کوئی ناجائز وحرام گانا اگرچہ میوزک کے ساتھ حمد ونعت ہی کیوں نہ ہو اسے جمع کرنے کا عمل ناجائز وحرام ہے۔ ایک سی ڈی یا میموری کارڈ میں مختلف فائلس ہوتی ہیں اگر کسی فائل میں میوزک وغیرہ ہو اور کسی فائل میں قرآن عظیم کی تلاوت یا کوئی شرع کے مطابق تقریر ووعظ یا نعت بے مزامیر ہو تو اس سی ڈی سے تلاوت قرآن مجید، شرعی مضامین کا سننا اسی شخص کے لئے جائز ہے جو حرام مضمون کی فائل کھولنے سے قطعی اجتناب کے وصف کا حامل ہو ورنہ اس سی ڈی سے مکمل اجتناب و احتراز لازم ہے کہ جسے نفس پر قابو نہیں اس پر واجب ہے کہ مفضی الی المحرمات سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ہ) اسکرین پر جو مکتوب نظر آتا ہے وہ شعاعی نقوش قابل قرآت ہیں وہ مکتوب ہی ہیں اگرچہ کسی سبب سے وہ متبدل یا زائل ہو سکتے ہیں اس لئے جب تک وہ اسکرین پر نمایاں ہیں اگر آیات قرآنیہ ہیں ان کا بے وضو چھونا جائز نہیں کہ زجاجی رنگ کا غلاف اسکرین سے متصل ہے اور اسکرین کے عمل میں دخیل بھی ہے اور محدث کو بے چھوئے پڑھنے میں حرج نہیں کما ھو الحکم فی مسّ المکتوب فی المصحف، پرانے قسم کے کمپیوٹر میں کئی زجاجی غلاف ہوتے ہیں باہر والا شیشہ اسکرین سے منفصل ہوتا ہے اسکرین پر

آیات قرآنیہ مکتوب ہوں تو [illegible]
چھونا نہ چاہیے کہ بظاہر وہ آیتیں [illegible] نظر
آتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(و) کافی بحث وتمحیص کے بعد باتفاق رائے [illegible] ڈی میں جو کچھ جمع کیا جاتا ہے [illegible] مال نہیں اسی لئے اپنی سی ڈی سے دوسری [illegible] میں پروگرام بنانے سے پہلی سی ڈی کا پروگرام نہ [illegible] ہے نہ ضائع، مال ہوتا تو ضرور منتقل ہوتا پہلی سی ڈی میں نہ رہتا اس لئے بالاتفاق یہ طے ہوا کہ اپنی سی ڈی میں مال کے عوض کسی سے پروگرام محفوظ کرانا اجارہ ہے ہرگز بیع نہیں اور یہی حکم سی ڈی ومیموری کارڈ میں نیا پروگرام ضبط کرانے کا ہے، اور محفوظ کرنے والے نے اگر اپنی ہی سی ڈی میں یہ عمل کرکے سی ڈی بعوض کسی کو دی تو یہ سی ڈی کی بیع ہے جس میں پروگرام کی بیع سی ڈی کے ضمن میں ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ز) اسکرین پر جو کچھ کتابت وتصویریں نظر آتی ہیں وہ عکس نہیں ہیں بلکہ وہ بعینہٖ مکتوب و تصویر ہیں عکس کو نگیٹیو (Negative) کہتے ہیں اور اسکرین پر جو نقوش، تصاویر ہیں وہ پوزیٹیو (Positive) ہیں شرعا ان کا حکم کاغذی تحریر وتصویر کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ٹشو پیپر کے متعلق احکام

(۱) ٹشو پیپر کاغذ ہی کی ایک قسم ہے جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ٹشو پیپر کا استعمال کھانے کے بعد مکروہ ہے، ''بہار شریعت'' میں ہے: ''کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پوچھنا مکروہ ہے'' (ج۱۶؍ص ۱۱۹) مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی۔

''فتاویٰ رضویہ'' میں ''محیط'' کی ''عبارت''

''یکرہ استعمال الکاغذ فی ولیمۃ یمسح بھا الاصابع'' پر مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ نے حاشیہ پر لکھا: ''کھانے کے بعد کاغذ سے ہاتھ پوچھنا نہ چاہئے'' (ج۱؍ص ۳۰؍رضا اکیڈمی) ''عالمگیری'' میں ہے: حکی الحاکم عن الامام أنہ کان یکرہ استعمال الکواغذ فی ولیمۃ یمسح بھا الأصابع وکان یشدد ویزجر عنہ زجرا بلیغا کذا فی المحیط (عالمگیری ج۵؍ص۵۸۸ مکتبہ زکریا)

واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ٹیشو پیپر سے استنجا مکروہ تحریمی ہے کہ استنجا کے لئے منصوص اشیاء کے علاوہ ہر متقوم ومحترم شئی سے استنجا مکروہ تحریمی ہے علاوہ ازیں سنت نصاریٰ ہے اور ترک سنت مؤکدہ کی عادت خود کراہت تحریم کی موجب ہے ''درمختار'' میں ہے: وکرہ تحریما بعظم وطعام و روث یا بس کعذرۃ یابسۃ وحجر استنجی بہ، الا بحرف آخر و آجر و خزف وزجاج وشئی محترم، علامہ شامی قدس سرہٗ السامی تحریر فرماتے ہیں: (قولہ وشئی محترم) ای مالہ احترام واعتبار شرعا فید خل فیہ کل متقوم الا الماء کما قدمناہ والظاھر انہ یصدق بما یساوی فلسا لکراھۃ اتلافہ کمامر (درمختار و ردالمحتار ج۱؍ص ۵۵۱ و ۵۵۲ زکریا) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ٹیشو پیپر کے استعمال پر نہ تعامل ہے اور نہ اس میں عموم بلوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فیصلہ بابت مسائل حج

(۱) وہ عازمین حج فرض جو قرعہ میں نام آنے کے انتظار کے دوران مرض یا حادثہ یا مالی بحران کا شکار ہو کر حج ادا نہ کر سکیں تو وہ گنہگار نہیں کہ قرعہ اندازی میں نام نہ آنا عذر ہے۔ البتہ بعد صحت خود جانا اور عدم صحت یابی کی صورت میں حج بدل کرانا لازم ہے اور اگر حج بدل کرانے کے بعد خود صحت یاب ہو جائیں تو اب خود جانا ضروری ہے اور مالی بحران کی صورت میں قرض لے کر حج کو جائیں، اور اگر موت کے آثار ظاہر ہوں تو وصیت کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) وہ عازمین حج جنہیں پرائیویٹ ٹورز سے حج میں جانے کی استطاعت ہوتی ہے مگر زائد خرچ سے بچنے کے لیے حج کمیٹی ہی سے جانا چاہتے ہیں اور اپنے نمبر آنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں ایسے عازمین حج تاخیر کی وجہ سے گنہگار ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر یہ عازمین حج یونہی انتظار کرتے ہوئے فوت ہو جائیں تو ان پر ترک حج کا گناہ ہوگا۔ مرض اور مالی بحران کی صورت میں فیصلہ نمبر (۱) میں مذکور عازمین حج کا حکم ان پر بھی نافذ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جو عازمین حج ٹور سے جانے کی استطاعت رکھتے ہیں ان کو حکم ہے کہ قرعہ میں نام آنے کے لیے رشوت دینے کے بجائے ٹور سے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵، ۶، ۷) کے جوابات آئندہ سیمینار تک کے لیے زیر غور ہیں۔

(۸) فرضیت حج کے لیے استطاعت مالی میں حج کمیٹی کے مصارف کا اعتبار (بقیہ ص ۸ پر.........)

(.........بقیہ ص ۴۹ کا)

یا اس سے زیادہ میں بیچنا جائز ہے اسی طرح پرائیویٹ ٹور والوں کو ایسا کرنا اور مسلمانوں کا اس طرح کی اسکیم کے تحت آپس میں باہمی رضا مندی کے ساتھ کم خرچ دیگر حج و عمرہ کیلئے جانا شرعاً جائز و درست ہے جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: قرضوں بیچنے میں نقد بیچنے سے دام زائد لینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا یہ باہمی تراضی بائع و مشتری پر ہے: قال اللہ تعالیٰ الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ (فتاوی رضویہ جلد ششم ص: ۴۷۲)

اور فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں جو مال نقد خریدنے والوں کو دس روپے میں دیتا ہے وہی مال ادھار خریدنے والوں کو دس روپے کے بجائے بارہ، یا پندرہ یا اس سے زیادہ میں دینا جائز ہے۔ (فتاوی فیض الرسول ج:۲ ص:۳۸۸) باب الربا،

اور امام اہلسنّت مجدد اعظم سیدنا حضور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان غایۃ البیان شرح ہدایۃ للعلامۃ الاتقانی کے حوالے سے لکھتے ہیں الاجارۃ کالبیع فکل ما افسد البیع افسد اجارہ مانند بیع ہے تو جو کچھ بیع کو فاسد کریگا اس میں بھی فساد لائیگا۔

(فتاوی رضویہ ج:۸ ص:۱۵۱ کتاب الاجارہ)

ھذا ما سنح لی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمہ اتم واحکم واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

☆☆☆

شرکائے سیمینار ایک نظر میں

شرعی کونسل آف انڈیا کے آٹھویں فقہی سیمینار میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت فرمائی اور شرعی کونسل کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔

(۱) حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی اختر رضا صاحب قبلہ دام ظلہ ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

(۲) حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری منزل، گھوسی، ضلع مئو

(۳) حضرت علامہ مولانا عسجد رضا خاں صاحب قبلہ ۸۲ رسوداگران، بریلی شریف

(۴) حضرت مولانا مفتی سلمان رضا خاں صاحب قبلہ کانکرٹولہ، پرانا، شہر بریلی شریف

(۵) حضرت مفتی شعیب رضا خاں صاحب قبلہ مرکزی دارالافتاء ۸۱ ۳ رفائق ۲ انکلیو، بریلی شریف

(۶) حضرت مولانا مفتی محمد حنیف خاں صاحب قبلہ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

(۷) حضرت مولانا قاضی شہید عالم صاحب قبلہ جامعۃ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

(۸) حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد صاحب قبلہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو

(۹) حضرت مولانا مفتی عالمگیر صاحب قبلہ دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان

(۱۰) حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب قبلہ ضیاء العلوم بنارس یوپی

(۱۱) حضرت مولانا مفتی شہاب الدین صاحب قبلہ دارالعلوم اہلسنّت فیض الرسول براؤن شریف سدھارتھ نگر یوپی

(۱۲) حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ صاحب قبلہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو

(۱۳) حضرت مولانا مفتی فیضان مصطفیٰ صاحب قبلہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو

(۱۴) حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب قبلہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو

(۱۵) حضرت مولانا مفتی احمد رضا صاحب قبلہ دارالعلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا، کبیر نگر

(۱۶) حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب قبلہ مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

(۱۷) حضرت علامہ و مولانا مفتی بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف

(۱۸) حضرت مولانا مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۱۹) حضرت مولانا مفتی افضال احمد صاحب قبلہ مرکزی

دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

(۲۰) حضرت مولانا مفتی انوار نظامی صاحب قبلہ مدرسہ فیض النبی کھکھر اہزاری باغ جھارکھنڈ

(۲۱) حضرت مولانا مفتی مشکور احمد صاحب قبلہ جامعۃ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

(۲۲) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قبلہ جامعۃ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

(۲۳) حضرت مولانا مفتی رفیق عالم صاحب جامعۃ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

(۲۴) حضرت مولانا مفتی عبید الرحمٰن صاحب قبلہ جامعہ مظہر اسلام بی بی جی مسجد بریلی شریف

(۲۵) حضرت مولانا نور العلیٰ صاحب قبلہ جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہجہاں پور

(۲۶) حضرت مولانا محمد اشتیاق عالم مصباحی صاحب قبلہ جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہجہاں پور

(۲۷) حضرت مولانا محمد رونق رضا مصباحی صاحب قبلہ جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہجہاں پور

(۲۸) حضرت مولانا خورشید عالم مصباحی صاحب قبلہ جامعہ امجدیہ گھوسی ضلع مئو

(۲۹) حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قبلہ مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

(۳۰) حضرت مولانا بیت اللہ صاحب قبلہ جامعہ عربیہ اہلسنت مصباح العلوم

(۳۱) حضرت مولانا نور محمد حسنی صاحب قبلہ جامعہ خدیجۃ للبنات اشرف نگر پورنپور پیلی بھیت

(۳۲) حضرت مولانا حضرت مولانا تنویر احمد صاحب قبلہ دارالعلوم دعوۃ الصغریٰ بلگرام شریف

(۳۳) حضرت مولانا ابو یوسف محمد صاحب قبلہ قادری منزل گھوسی ضلع مئو

(۳۴) حضرت مولانا محمد کوثر علی رضوی صاحب قبلہ کرزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

(۳۵) حضرت مولانا صغیر اختر صاحب قبلہ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

(۳۶) حضرت مولانا مفتی اختر صاحب قبلہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی

(۳۷) حضرت مولانا مفتی انوار احمد امجدی صاحب قبلہ مرکز تربیت افتاء وجھا گنج ضلع بستی

(۳۸) حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ صاحب قبلہ دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا، بلرام پور

(۳۹) حضرت مولانا خورشید احمد صاحب قبلہ جامعہ تحسینیہ ضیاء العلوم بریلی شریف

(۴۰) حضرت مولانا الطاف حسین صاحب قبلہ مدرسہ قادری مسجد گلزار نگر، لکھیم پور کھیری

(۴۱) حضرت مولانا شرف عالم صاحب قبلہ دارالعلوم قادریہ دہلی

(۴۲) حضرت مولانا مفتی ناظم علی صاحب قبلہ مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

(۴۳) حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب قبلہ عارف پورنوادہ ضلع بدایوں شریف

(۴۴) حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد یوپی

(۴۵) حضرت مولانا صہیب قادری صاحب قبلہ چمن شاہ کٹھوری صفدر گنج ضلع بارہ بنکی

(۴۶) حضرت مولانا ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب قبلہ ادارہ

شرعیہ پٹنہ بہار

(۴۷) حضرت مولانا قاسم رضا صاحب قبلہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام بی بی جی مسجد بریلی شریف

(۴۸) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قبلہ دار العلوم صوفیہ حمیدیہ گاندھی چوک ناگور شریف راجستھان

(۴۹) حضرت مولانا محمد عابد صاحب ۸۲/ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

(۵۰) حضرت مولانا رستم علی صاحب قبلہ مرکزی دار الافتاء ۸۲/ سوداگران بریلی شریف

(۵۱) حضرت مولانا انور علی صاحب قبلہ ۷۵/ قادری منزل سید فتح شاہ ولی نگر آنند نگر روڈ بہلی

(۵۲) حضرت علامہ مفتی ولی محمد صاحب قبلہ باسنی ناگور شریف راجستھان

(۵۳) حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی کاشانہ چمن نیو رضوی اپارٹمنٹ میڈیکل کالج علی گڑھ

(۵۴) حضرت مولانا عابد رضا مصباحی صاحب قبلہ مدرسہ جامعہ فاطمہ جلال نگر شاہجہاں پور یوپی

(۵۵) حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب قبلہ جامعہ رشیدیہ رضویہ جھاڑ جھوڑا شاہ بریلی شریف

(۵۶) حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نظامی جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۵۷) حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۵۸) حضرت مولانا خواجہ آصف صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۵۹) حضرت مولانا محمد اختر حسین صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۰) حضرت مولانا شکیل احمد صاحب قبلہ بریلوی، جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۱) حضرت مولانا محمد شکیل صاحب قبلہ رامپوری، جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۲) حضرت مولانا محمد افضل حسین صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۳) حضرت مولانا مفتی محمد شاہد رضا صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۴) حضرت مولانا مفتی محمد عاصم صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۵) حضرت مولانا حافظ وقاری غلام مرتضیٰ صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۶) حضرت حافظ فیض النبی صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۷) حضرت حافظ وسیم صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۸) حضرت حافظ شرف الدین صاحب قبلہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور بریلی شریف

(۶۹) عالی جناب عتیق احمد حشمتی صاحب، آئی ٹی ہیڈ جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۰) عالی جناب قاضی غلام مجتبیٰ صاحب صدر شعبۂ عصریات جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۱) عالی جناب ڈاکٹر معین احمد خاں صاحب استاذ شعبہ عصریات جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۲) عالی جناب نعیم احمد صاحب استاذ شعبہ عصریات جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷۳) عالی جناب عبد الباری (بقیہ ص ۸/ پر ......)

سوال مع مقالہ

از: حضرت علامہ مولانا محمد رفیق عالم رضوی
استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج، بریلی شریف

قرعہ اندازی کی وجہ سے ادائیگی حج میں تاخیر کا مسئلہ

گذشتہ کئی سالوں سے عازمین حج وزیارت کی تعداد گورنمنٹ کے مقررہ کوٹے سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے حکومت ہند قرعہ کے ذریعہ حج میں جانے والوں کا انتخاب کر رہی ہے، قرعہ میں جن کا نام آجاتا ہے وہی حج وزیارت کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سے عازمین حج کو دو یا تین یا کئی سالوں تک اپنے نمبر کے آنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے حج کی ادئیگی میں غیر معمولی تاخیر ہو جاتی ہے، اس دوران کچھ عازمین حج مرض یا حادثہ یا مالی بحران کا شکار ہو کر حج کرنے کے لائق نہیں رہتے، اور کچھ اسی انتظار میں دنیا سے چل بستے ہیں، ان میں خاصی تعداد ایسے عازمین کی بھی ہوتی ہے جو پرائیوٹ ٹورز سے حج میں جانے کی استطاعت رکھتے ہیں، لیکن حج کمیٹی کی بہ نسبت ان میں خرچہ زیادہ آتا ہے، اس لئے مزید خرچے سے بچنے کے لئے وہ حج کمیٹی ہی سے جانے کے لئے اپنے نمبر کے آنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں، جب کہ حکم شرعی یہ ہے کہ حج کے شرائط وجوب پائے جانے کے بعد فوراً اس کی ادئیگی نہ کرنا گناہ اور سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”من ملک زادا او راحلة تبلغه الی بیت الله الحرام فلم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا او نصرانیا۔ اخرجه الدارمی فی سننه بهذا اللفظ عن یزید بن هارون عن شریک عن لیث عن عبد الرحمن بن سابط عن ابی امامة مرفوعا۔“

(بدائع الصنائع للکاسانی ج ۲ ص ۲۹۱ مکتبہ زکریا)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

”وهو فرض علی الفور وهو الاصح فلا یباح له التاخیر بقدر الامکان الی العام الثانی۔ کذا فی خزانة المفتین۔“ (ج ۱ ص ۲۱۶ مکتبہ زکریا)

بلکہ کئی سالوں تک اس کو مؤخر کرنے والا آدمی فاسق اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے۔

درمختار میں ہے:

”علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالک و احمد۔ فیفسق ترد شهادته بتاخیره ای سنینا“ (ج ۲ ص ۴۵۴ مکتبہ زکریا)

البحر الرائق میں ہے:

”ویاثم بالتاخیر لترک الواجب۔ وثمرة الاختلاف تظهر فیما اذا اخره فعلی الصحیح یأثم ویصیر فاسقا مردود الشهادة وعلی قول محمد، لا۔“

(ج ۲ ص ۵۴۲ مکتبہ زکریا)

قرعہ میں نام آنے کے لئے کچھ لوگ رشوت بھی دیتے ہیں، جب کہ رشوت دینے اور لینے پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

ارشاد نبوی ہے: ”الراشی والمرتشی کلاهما

فی النــــار ''

فتاوی قاضی خان میں ہے:

''ومن الشرائط امن الطریق حتی قال ابو القاسم الصفار رحمہ اللہ تعالیٰ لا اری الحج فرضا منذ عشرین سنۃ خرجت القرامطہ ۔وہکذا قال ابو بکر الاسکاف رحمہ اللہ تعالی فی سنۃ ست و عشرین وثلٰث مأۃ قیل انما کان ذلک لان الحاج لا یتوصل الی الحج الابالرشوۃ للقرامطہ وغیرہا فتکون الطاعۃ سببا للمعصیۃ ۔والطاعۃاذا صارت سببا للمعصیۃ ترتفع الطاعۃ ''

(ج۱ص ۲۸۳ مکتبہ زکریا)

لیکن البحر الرائق میں اس کے برخلاف یہ کہا گیا ہے کہ فرض ادا کیا جائے گا اگر چہ اس کی ادئیگی میں کسی معصیت کا ارتکاب کیوں نہ کرنا پڑے۔

اس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

''وما قال الصفار من انی لا اری الحج فرضا من حین خرجت القرامطہ وما علل بہ فی الفتاوی الظہیریۃ بان الحاج لا یتوصل الی الحج الا بالرشوۃلقرامطۃوغیرہا ۔فتکون الطاعۃ سببا للمعصیۃ مردود بان ہذا لم یکن من شانہم لانہم طائفۃ من الخوارج کانوا یستحلون قتل المسلمین واخذ مالہم وکانوا یغلبون علی اماکن ویترصدون للحاج۔ وعلی تقدیر اخذہم الرشوۃ فالاثم فی مثلہ علی الآخذ لا المعطی .....ولا یترک الفرض لمعصیۃ عاص۔''

(ج۲ص۵۵۰ مکتبہ زکریا)

لہٰذا ان مسائل کے حل کے لئے ارباب فقہ وافتا کی خدمات جلیلہ میں مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے جارہے ہیں، امید کہ اپنے علمی و تحقیقی جوابات قلمبند فرما کرامت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔

سوال (۱) وہ عازمین حج وزیارت جو قرعہ میں نام آنے کے انتظار کے دوران مرض یا حادثہ یا مالی بحران کا شکار ہو کر حج ادا نہ کر سکے یا تاخیر سے ادا کرے یا اسی درمیان اس کا انتقال ہو جائے، ایسے عازمین حج کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

سوال (۲) وہ عازمین حج جنہیں پرائیویٹ ٹورز سے حج میں جانے کی استطاعت ہوتی ہے مگر زیادہ خرچے سے بچنے کے لئے حج کمیٹی ہی سے جانا چاہتے ہیں، اور اپنے نمبر کے آنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں، ایسے عازمین حج کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

سوال (۳) پھر اگر یہ عازمین اسی انتظار کے دوران اگر فوت ہو جائیں یا کسی مرض یا حادثہ یا مالی بحران کا شکار ہو کر حج ادا نہ کر پائیں یا تاخیر سے ادا کریں، تو کیا ان پر بالقصد ترک حج یا تاخیر حج کا الزام آئے گا، اور وہ گنہ گار ہوں گے؟

سوال (۴) کیا قرعہ میں نمبر آنے کے لئے رشوت دینا جائز ہے؟ جب کہ اس کا لینا دینا دونوں حرام ہیں؟ کیا سبب معصیت کے وقت طاعت، طاعت نہیں رہتی؟

سوال (۵) اسی کے ساتھ یہ بھی واضح فرمائیں کہ تصویر کھنچوانا حرام ہے جب کہ آج کے دور میں تصویر کے بغیر حج کی ادائیگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا، تو آج کے ان بدلتے ہوئے حالات میں کیا حاجت شرعیہ، دفع حرج اور تعامل جیسے اسباب تخفیف کے سہارے اس کے حکم میں کچھ تبدیلی ہوگی؟

سوال (۶) اس حرمت سے بچنے کے لئے اگر کوئی صاحب استطاعت حج نہ کرے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال (۷) اس تعلق سے حج فرض ونفل یوں ہی عمرہ وحج بدل سب کا حکم یکساں ہوگا یا اس میں کچھ تبدیلی ہوگی؟

(بقیہ ص ۲۰/ پر............)

از: حضرت علامہ قاضی
فضل احمد مصباحی

ضیاء العلوم
بنارس یوپی

مقالہ

قرعہ اندازی کی وجہ سے ادائیگی حج میں تاخیر کا مسئلہ

باسمہ تعالیٰ و تقدّس

حج اسلام کے اہم فرائض میں سے ہے، اسکی فرضیت کتاب اللہ سے ثابت ہے، ارشاد باری ہے "وللّٰه على النّاس حج البيت من استطاع اليه سبيلا"۔

حج ارکان وشرائط کی تفصیل فقہی کتابوں میں مذکور ہے۔حج کے شرائط میں ایک اہم شرط امن طریق بھی ہے۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔''(ولابد من امن الطريق) اى وقت خروج اہل بلده و ان كان مخفيا فى غيره وہو ان يكون الغالب فيه السلامة ''۔ (فتح القدیر جلد ۲ رصفحہ ۴۲۴)

اب یہ امن طریق نفس وجوب کی شرط ہے یا وجوب ادا کی، فقہائے کرام کے اقوال دونوں جانب ہیں، محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام کا رجحان اس بات کی طرف ہے کہ امن طریق وجوب ادا کی شرط ہے، نفس وجوب کی نہیں۔ اوراس اختلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ جن کے نزدیک امن طریق وجوب ادا کی شرط ہے ان کے یہاں اس شخص پر لازم ہے کہ وہ مرنے سے پہلے یہ وصیت کر جائے کہ بعد امن طریق ان کی طرف سے حج ادا کر دیا جائے، اور جن کے نزدیک نفس وجوب کی شرط ہے ان کے یہاں وصیت واجب نہیں۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے: ''(ثم قيل ہو) اى امن الطريق تقدم الكلام فيه اى القائل بانه شرط الوجوب حتى لايجب الايصاء ابن شجاع و قد روى عن ابن حنيفة رحمه الله تعالىٰ لان الوصول بدونه لايكون الابمشقة عظيمة فصار من الاستطاعة وہى شرط الوجوب و القائل بانه شرط الاداء فيجب الايصاء القاضى ابوحازم لانه عليه الصلاة و السلام انما فسرا الاستطاعة بالزاد و الراحلة حين سئل عنہا فلوكان امن الطريق منہا لذكره والالكان تاخيرالبيان عن وقت الحاجة ولانه مانع من العباد ولايسقط العبادة الواجبة كالقيد من الظالم واعلم ان الاختلاف فى وجوب الايصاء بالحج اذامات قبل امن الطريق فان مات بعد حصول الامن فالاتفاق على الوجوب تقدم لنا وجه آخر وہو المعول عليه يقتضى ترجيحه و ان عدم الخوف من السلطان و الحبس من شروط الاداء فيجب على الخائف والمحبوس الايصاء''۔

(فتح القدير ج ۲، صفحه ۴۲۵)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی اور علامہ سید احمد طحطاوی رقمطراز ہیں: ''(شرط وجوب الاداء) خمسة على الاصح (صحة البدن و زوال المانع) الحسى (عن الذہاب للحج وامن الطريق) (مراقی الفلاح صفحہ ۳۹۷)

المحیط البرہانی میں ہے: ''واما امن الطريق فقد روى ابوشجاع عن ابى حنيفة انه من جملة الاستطاعة لايثبت الوجوب بدونه كالزاد والراحلة امن اصحابنا من جعله شرط الاداء و ثمرة الخلاف انما تظہر فى حق وجوب الوصية بالحج فمن جعله

شرط الاداء يقول تجب عليه الوصية وجه من جعله شرط الوجوب ظاهر انه لاوصول الى الحج الاباامن الطريق كما لاوصول اليه الا بالزاد و الراحلة ومن جعله شرط الاداء وهو الفرق بين الزاد والراحلة ان بالزاد والراحلة يثبت التمكن من الاداء فلا يثبت الاستطاعة بدونهما فاما خوف الطريق مبنى بعجزهما عن الاداء فهو فى حق المعارض و المانع فلا تنعدم به الاستطاعة يعتبر هذا بالمحسوسات فان المقيد الممنوع عن الشي لايكون نظير المريض الذى لايقدر''۔

(المحیط البرہانی جلد ۲/صفحہ ۲۱۹)

ملک العلماء علامہ علاؤالدین کا سانی کے نزدیک راجح یہ ہے کہ امن طریق نفس وجوب کی شرط ہے: ''وجه من قال انه شرط الوجوب وهو الصحيح ان الله تعالى اشترط الاستطاعة و لا استطاعة بدون امن الطريق كما لا استطاعة بدون الزاد والراحلة الا ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم بين الاستطاعة بالزاد والراحلة بيان كفاية ليستدل بالمنصوص عليه على غيره لاستوائهما فى المعنى وهو امكان الوصول الى البيت الاترى انه كما لم يذكر امن الطريق لم يذكر صحة الجوارح و زوال سائر الموانع الحسية و ذلك شرط الوجوب على ان الممنوع عن الوصول الى البيت لازادولا راحلة معه فكان شرط الزاد والراحلة شرطا لامن الطريق ضرورة'' (بدائع جلد ۲/صفحہ ۲۹۶)

فقیہ ابواللیث کے نزدیک امن طریق نفس وجوب کی شرط ہے، فتاوی غیاثیہ میں اسی کو مختار قرار دیا گیا ہے۔ یعنی امن طریق نہ ہو تو وجوب حج ساقط ہے۔ چنانچہ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے: ''وفى الغياثيه والمختار ماقاله الفقيه ابوالليث ان الامن فى الطريق اذاكان غالبا يجب والا فهو ساقط ومن اصحابنا من جعله شرط الاداء''۔ (فتاوی تاتار خانیہ جلد ۲/صفحہ ۴۳۴)

امن طریق نفس وجوب کی شرط ہونے کی تقدیر پر ابوبکر رازی نے اہل بغداد سے اور ابوبکر اسکاف نے ۳۲۶ھ میں اور ثلجی نے اپنے زمانہ میں اہل خراسان پر جب ڈاکوؤں کا غلبہ تھا اور ہر دم خطرہ لگا رہتا تھا۔ حج کی فرضیت کے سقوط کا قول کیا۔ ایسے ہی بعض فقہاء نے فرقۂ قرامطہ (جو خارجیوں کا ایک گروہ تھا وہ مسلمانوں کے قتل کو حلال اور انکے اموال کو مباح سمجھتے تھے) جو حج کے راستوں پر قابض ہوکر زمانہ حج میں گھات لگا کر بیٹھے رہتے تھے، بلکہ کئی مرتبہ زمانہ حج میں خاص مکۂ مکرمہ میں حجاج پر حملہ کر کے عین حرم میں بہت سارے حجاج کو شہید کرڈالا اور انکے اموال لوٹ لئے، کے خروج کے وقت حج کی فرضیت کے سقوط کا قول کیا، یہاں تک کہ ابوالقاسم صفار نے کہا تقریبا بیس سال سے جب سے فرقۂ قرامطہ خروج ہوا ہے میں حج فرض نہیں سمجھتا، اور وجہ یہ ذکر کی کہ بلا رشوت دیئے حج کو جانا ممکن نہیں تو طاعت سبب معصیت بن جائے گی۔ علامہ ابن ہمام نے ابوالقاسم صفار کی اس دلیل پر یہ کہکر عدم اطمینان کا اظہار کیا کہ یہاں فرقۂ قرامطہ کے ظلم وزیادتی کی بات ہے، وہاں یہ متصور ہی نہ تھا کہ کوئی رشوت لی اور دی جائے گی۔

لہٰذا رشوت والی بات خلاف واقعہ معلوم ہوتی ہے، اور اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس صورت میں گناہ دینے والے پر نہیں۔ لینے والے پر ہوگا کہ دینے والا دفع ظلم کیلئے دے رہا ہے اور جو دفع ظلم کے لئے دیا جائے وہ دینے والے کے حق میں رشوت نہیں ہے لہذا یہاں طاعت کسی اور کی طرف سے ہے اور معصیت کسی اور کی طرف سے ہے۔

چنانچہ فتح القدیر میں ہے:

"وماافتی به ابو بکر الرازی من سقوط الحج عن اہل بغداد و قول ابی بکر الاسکا لاقول الحج فرضیه فی زماننا قاله سنة ست و عشرین و ثلث مأة وقول الشلجی لیس علی اہل خراسان حج منذ کذا اکذا سنة کان وقت غلب النہب والخوف فی الطریق وکذا اسقطه بعضہم من حین خرجت القامطة و ہم طائفة من الخوارج کانوا یستحلون قتل المسلمین واخذ اموالہم وکانوا یغلبون علی اماکن و یترصدون للحجاج و قد ہجموا فی بعض السنین علی الحجیج فی نفس مکة فقتلوا خلقا کثیرا فی نفس الحرم و اخذوا اموالہم و دخل کبیرہم بفرسه فی المسجد الحرام و وقعت امور شنیعة و لله الحمد علی ان عافی منہم وقد سئل الکرخی عمن لایحج خوفا منہم فقال ماسلمت البادة من الآفات ای لا تخلوا انہا کقلة الماء و شدة الح و ہیجان السموم وہذا ایجاب منه رحمه الله و محمله انه رأی ان الغالب اندفاع شرہم عن الحاج و رأی الصفار عدمه فقال لااری الحج فرضامن عشرین سنة من حین خرجت القراسطة و ما ذکر سببا لذلک وہو انه لایتوصل الی الحج الا بارشائہم فتکون الطاعة سبب المعصیة فیه نظر بل انما کان من شانہم ما ذکرته ثم الاثم فی مثله علی الآخذ لاالمعطی علی ماعرف من تقسیم الرشوة فی کتاب القضاء و کون المعصیة منہم لایترک الفرض لمعصیة عاص"۔ (فتح القدیر جلد ۲/ صفحہ ۴۲۵،۴۴۲)

علامہ ابوالقاسم صفار کا یہ قول فتاوی قاضی خاں میں بھی مذکور ہے اور سقوط فرضیت حج کی جو علت علامہ صفار کی طرف سے بیان کی گئی ہے علامہ ابن ہمام نے اسے یہ کہکر رد کر دیا کہ رشوت لینے دینے کا وہاں کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے یہ تعلیل درست نہیں اور اگر رشوت دینا فرض بھی کرلیا جائے تو چونکہ رشوت لینے والے کے حق میں معصیت ہے، دینے والے کے حق میں نہیں تو حج ادا کرنے والے کی طرف سے طاعت سبب معصیت نہ بنے گی، بلکہ کسی دوسرے کی معصیت کی وجہ سے طاعت چھوڑی نہ جائے گی، اسی بات کو علامہ ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے نقل کیا ہے جسے سوالنامہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ بحر الرائق کی عبارت کا یہ مفاد قطعاً نہیں ہے کہ فرض کی ادائیگی میں کسی معصیت کا ارتکاب کرنا پڑے تو فرض نہ چھوڑا جائیگا۔ بلکہ اس کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ فرض کی ادائیگی کسی دوسرے کی معصیت کی وجہ سے ترک نہ کی جائے گی، وہو ظاہر جدا۔

امن طریق نہ ہونے کی صورت میں فرضیت حج کا سقوط اسی وقت ہوگا جبکہ اسی سال اس کو مالی استطاعت حاصل ہوئی ہو۔ اور جن پر پہلے سے حج واجب ہو گیا ہو، ان پر سے وجوب ساقط نہ ہوگا۔

چنانچہ امام اہلسنّت رقمطراز ہیں:

"اگر واقعی ثابت ہو کہ راستہ میں امن نہیں تو وجوب نہ ہوگا کہ "من استطاع الیه سبیلا"" آ" صادق نہ آیا مگر یہ اس کیلئے ہے جس پر اسی سال وجوب حج ہوتا اور جن پر پہلے سے واجب ہولیا ہے اور اپنی کاہلی سے ابتک ادا نہ کیا ان پر سے وجوب ساقط نہیں ہوسکتا غایت یہ کہ جس سال امن نہ ہونا ثابت ہو وجوب ادا نہ ہوگا باذنہ تعالی امن ہوجائے واجب الادا ہوگا"۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ رصفحہ نمبر ۶۸۶)

الحاصل: امن طریق نفس وجوب کی شرط ہو یا وجوب ادا کی بہر حال یہ مسئلہ ہمارے ائمہ کرام کے درمیان مختلف فیہ

ہے کہ وجوب حج کے بعد ادائیگی میں تاخیر سے شیخین کے نزدیک گنہگار، فاسق اور مردود الشہادۃ ہوگا جبکہ امام محمد کے نزدیک تاخیر جائز اور تعجیل افضل ہے۔

چنانچہ البحر الرائق میں ہے:

"و اما کونه علی الفور فهو قل ابی یوسف و اصح الروایتین عن ابی حنیفة و عند محمد یجب علی التراخی و التعجیل افضل کذا فی الخلاصة و تحقیقه ان الامر انما هو طلب المامور به و لادلالة له علی الفور و لا علی التراخی فاخذ به محمد و قواه بانه علیه السلام حج سنة عشرو فرضیة الحج کانت سنة تسع فبعث ابا بکر حج بالناس فیها و لم یحج هو الی القابلة و اما ابو حنیفة و ابو یوست فقالا الاحتیاط فی تعئیس اول سنی الامکان لان الحج له وقت معین فی السنة و الموت فی سنة غیر نادر فتاخیره بعد التمکن فی وقته تعریض له علی الفوات فلا یجوز و بهذا حصل الجواب عن تاخیره علیه الصلاة و السلام اذا لایتحقق فی حقه تعریض الفوات وهو الموجب للفور لانه کان یعلم انه یعیش حتی یحج و یعلم الناس مناسکهم تکمیلا لتبلیغ و بهذا التقریر علم ان الفوریة ظنیة لان دلیل الا حتیاط ظنی و مقتضاه فاذا اخره و اداه بعد ذلک وقع اداء و یأثم بالتاخیر لترک الواجب"۔

(البحر الرائق جلد ۲/صفحه ۵۴۲)

لیکن مذہب صحیح میں تاخیر کی صورت میں اس وقت وہ فاسق اور مردود الشہادہ ہوگا اسی طرح کئی سال گذر جائیں اور وہ حج ادا نہ کرے۔ البتہ جب اخیر عمر میں حج ادا کر لے تو بالاتفاق گناہ ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ اسی بحر میں ہے:

"و ثمرة الاختلاف تظهر فیما اذا اخره فعلی الصحیح یأثم و یصیر فاسقا مردوالشهادة و علی قول محمد لا و ینبغی ان لایصیر فاسقا من اول السنة علی المذهب الصحیح بل لابد ان یتوالی علیه سنون لان التاخیر فی هذه الحالة صغیرة لانه مکروه تحریما و لایصیر فاسقا بارتکا بها مرة بل لابد من الاصرار علیها و اذا حج فی آخر عمرة ارتفع الاثم اتفاقا"۔

(البحر الرائق جلد ۲/صفحه ۵۴۳)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

"ذکر ابوالحسن الکرخی انه یجب علی الفور حتی لایجوز التاخیر عن اول اوقات المکان و هذاقول ابی یوسف و هو قول ابی حنیفة فی اصح الروایتین و فی شرح الکرخی ذکر ابن شجاع و قال کان ابوحنیفة یقول من کان عنده ما یحج و کان یرید التزویج فانه یبدأ بالحج و هذا یدل علی انه علی الفور و فی السراجیة وهو المختار و فی الخانیة و ان اخر کان آثما و قال محمد یجب علی التراخی و هو قول الشافعی رحمه الله"۔

(تاتار خانیه جلد ۲/صفحه ۳۳۸)

بلکہ امام محمد سے یہ بھی روایت ہے کہ جس پر حج واجب ہو گیا اور سستی اور غفلت کو راہ دیتے ہوئے حج ادا نہ کیا اور اپنا مال ضائع کر دیا اسے جائز ہے کہ فی الفور قرض لیکر حج کو جائے اگر چہ وہ ادائیگی دین کی تھی تو امید ہے کہ اس سے مواخذہ نہ ہوگا اور وہ عنداللہ گنہگار نہ ہوگا۔

چنانچہ تاتارخانیہ میں خانیہ کے حوالہ سے ہے:

"وفی الخانیة عن محمد : من علیه الحج اذا فرط و لم یحج حتی اتلف ماله و سعه ان یستقرض

السـاعـة فيحج و ان كان لايقدر على قضاء الدين فان مات قبل ان يقضي دينه قال ارجعوا ان لايواخذ بذٰلك و لايكون آثما اذا كان من يتته قضاء الدين''

(تاتار خانیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۳۸)

اگر کسی نے اپنی عمر کے آخری ایام میں حج ادا کرلیا تو بالاجماع وہ گنہگار نہ رہے گا اور اگر بلاحج ادا کئے مرگیا تو بالاجماع دنیا سے گنہگار جائے گا۔

چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے:

''و ثمرة الاختلاف تظهر في حق الآثم حتى يفسق و ترد شهادته عند من يقول هو على الفور و لو حج في آخر عمره ليس عليه الاثم بالاجماع ولومات و لم يحج اثم بالاجماع''۔ (تبیین الحقائق جلد ۲/صفحہ ۲۲۹)

جس شخص نے وجوب حج کے بعد حج ادا نہ کیا اور مرگیا اس کے تعلق سے امام محمد کے قول پر بعض فقہاء نے تین صورتیں بیان کی ہیں (۱) گنہگار نہ ہوگا (۲) گنہگار ہوگا (۳) اگر فقر و محتاجی، ضعف بدن اور بڑھاپے کے اندیشہ کے بعد بھی حج نہ کیا تو گنہگار ہوگا، اور اگر اچانک موت آگئی اور اس قسم کا کوئی اندیشہ نہ تھا تو گنہگار نہ ہوگا۔

چنانچہ مجمع الانہر میں ہے:

''قال الكرماني على هذا القول (اى على قول محمد) فلو لم يحج حتى مات فهل يأثم بذٰلك فيه ثلاثة اوجه احدها انه لايأثم بذلك لانا جوزنا التاخير فلم يكن مرتكبا محظورا بعد ذٰلك و الثاني انه يأثم لانا انما جوزنا التاخير بشرط السلامة و الاداء و هذا اصح الاقوال والثالث ان خاف الفقر والضعف والكبرا فلم يحج حتى مات يأثم و ان ادركته النية فجأة قبل خوف الفوات لم يأثم و اما اذا ظن الموت بالامارات فيأثم بالفوت اتفاقا لان العمل بدليل القلب واجب عند فقد ان غيره و في النح و ينبغي ان لايصير فاسقا مردوادا الشهادة على قول ابي يوسف المعتمد بل لابد ان يتوالى عليه سنون لان التاخيرفي هذاه الحالة صغيرة لاه مكروه تحريما ولايصير فاسقا بارتكابها مرة بل لابد من الاصرار عليها و هذا ظاهر جدا لما تقرر ان الفورية ظنية لان دليل الاحتياط ظني و لوحج في آخر عمره ليس عليه الاثم بالاجماع''۔

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲/صفحہ ۳۸۹)

ان تفاصیل کی روشنی میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات ترتیب وار اس طرح ہیں۔

(۱) حج کے تعلق سے مالی امداد رکھنے والے افراد مختلف ہوتے ہیں۔ بعض افراد ایسے ہوتے ہیں جس کے پاس صرف اتنی رقم ہوتی ہے کہ وہ صرف حج کمیٹی کے مصارف ہی برداشت کرسکتے ہیں ان کے پاس اتنی رقم نہیں کہ پرائیوٹ ٹورز کے ذریعہ حج کو جاسکیں تو وہ افراد اس باب میں مجبور ہیں، اپنی طبیعت سے جب چاہیں نہیں جاسکتے۔ لہٰذا اگر قرعہ اندازی میں نام نہ آنے کی وجہ سے تاخیر ہوگی یا مرض یا حادثہ یا مالی بحران کا شکار ہو کر حج ادا نہ کرسکیں یا انتقال کر جائیں تو وہ شرعاً گنہگار نہ ہوں گے اس لیے کہ قرعہ اندازی میں نام آئے بغیر وہ حج کو جا ہی نہیں سکتے قانوناً پابندی ہے تو گویا ابھی ان کے حق میں امن طریق متحقق نہیں ہے۔ البتہ جن لوگوں کے نزدیک امن طریق نفس وجوب کی شرط ہے ان کے قول پر ایسے شخص کیلئے حج کی وصیت کرنا لازم نہیں ہے مگر قول مختار کی بنیاد پر چونکہ امن طریق وجوب ادا کی شرط ہے اس لئے ایسے شخص پر لازم ہے کہ اپنے بعد حج کی وصیت کرجائے تاکہ اس کی طرف سے حج ادا ہو اور وہ بری

الذمہ ہو جائے۔ ہاں جو افراد پرائیوٹ ٹورز سے بھی حج کو جانے کی استطاعت رکھتے ہیں تو وہ تاخیر کی وجہ سے قول شیخین پر گنہگار ہوں گے اور قول امام محمد پر نہیں۔ پھر اگر وہ زندگی باقی رہتے حج ادا کرلیں تو بالاجماع گنہگار نہ رہیں گے اور اگر حج ادا کئے بغیر دنیا سے چل بسیں تو بالاجماع گنہگار ہونگے، خصوصاً اس وقت جبکہ ضعف ونقاہت اور فقر ومحتاجی کا اندیشہ ہو۔ اور اگر اچانک موت آگئی اور ابھی ضعف وفقر کے اسباب بظاہر نہ تھے تو امام محمد کے ایک قول پر وہ گنہگار نہ ہونگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ عازمین حج جنہیں پرائیوٹ ٹورز سے حج میں جانے کی استطاعت ہوتی ہے مگر زیادہ لاگت سے بچنے کیلئے حج کمیٹی ہی سے جانا چاہتے ہیں اور اپنے نمبر کے آنے کا انتظار کرتے ہیں وہ قول شیخین پر گنہگار ہوتے ہیں جبکہ امام محمد کے قول پر گنہگار نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ ہر شخص کے حق میں عرفاً وعادۃً اسی مال و آسائش کا اعتبار ہے جو ان کے شایان شان ہو۔

چنانچہ منحۃ الخالق میں ہے:

”(و یعشر فی حق کل انسان ما یلغه الخ) قال ملا علی القاری فی شرحه علی لباب الناسک فہو اما برکوب زاملة اوشق محمل و اما المحفة فمن مبتدعات المشرفہۃ فلیس لہا عبۃ اہو اقول الظاہر ان المرادا بالمحفة التخت المعروف فی زماننا الذی یحمل علی جملین اوبغلین لا المحارۃ لانہا شق المحمل کما فرسه المؤلف تأمل ثم رأیت بعض الفضلاء نقل عن الشیخ عبد اللہ العفیف فی شرح منسکه انه اعترض کلام ملا علی فقال : لایخفی منابذته لما قرروه من انه یعتبر فی حق کل یا یلیق بحاله عادۃ و عرفا ازکثیر من المترفہین لایقدر علی الرکوب الا فی المحفة لا سیما عند بغد المسافة فمن کان کذلک ینبغی ان یعتبر فی حقه بلا ارتیاب و امالو قدر علی غیرہا من محمل او راس زاملة فلا یعذر و لو کان شریفا او وجیہا او ذاثروۃ اه“۔(منحه الخالق علی جلد ۲/صفحه ۵۴۷،۵۴۷) و اللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ عازمین اگر اسی انتظار میں دنیا سے گذر جائیں یا کسی مرض یا مالی بحران کا شکار ہوکر حج ادا نہ کر پائیں تو ان پر بالقصد ترک حج کا الزام آئے گا اور وہ گنہگار ہوں گے۔ اور اگر تاخیر سے ادا کریں تو تاخیر حج کا الزام آئے گا اور قول شیخین پر گنہگار ہونگے جبکہ قول امام محمد پر گنہگار نہ ہونگے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

(۴) قرعہ میں نمبر آنے کے لئے رشوت دینا جائز ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کرنے کیلئے رشوت کی تعریف اور اس کے اقسام پر نظر کرلینا ضروری ہے۔ چنانچہ فقہاء نے رشوت کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔(۱) قضاء وحکومت سپرد کرنے کیلئے جو رشوت دیا جائے، یہ جانبین سے حرام ہے (۲) حکم اور فیصلہ کیلئے قاضی کا رشوت لینا یہ بھی جانبین سے حرام ہے (۳) سلطان کے پاس کسی کے کام کو ٹھیک ٹھاک کرنے کیلئے مال لینا خواہ دفع ضرر ہو یا جلب نفع کیلئے، لینے والے کیلئے حرام ہے دینے والے کیلئے نہیں (۴) جو اپنی جان یا مال سے خوف و اندیشہ کو دور کرنے کیلئے دیا جائے دینے والے کیلئے حلال ہے لینے والے کیلئے حرام ہے۔

چنانچہ فتح القدیر میں ہے:

”ثم الرشوۃ اربعة اقسام منہا ما ہو حرام علی الآخذ و المعطی و ہو الرشوۃ علی تقلید القضاء و الامارۃ الثانی ارتشاء القاضی لیحکم وہو کذلک

حرام من الجانبین ۔ الثالث اخز المال یسوی امرہ عند السلطان دفعا للضرر او للنفع وہو حرام علی الآخذ لا الدافع الرابع ما یدفع لدفع الخوف من المدفوع الیہ علی انفسہ و مالہ حلال للدافع حرام علی الآخذ لان دفع الضرر عن المسلم واجب و لا یجوز اخذ المال لیفعل الواجب''۔

(فتح القدیر جلد ۷/ صفحہ ۲۳۶،۲۳۷)

فتاوی رضویہ میں ہے رشوت لینا مطلقا حرام ہے کسی حالت میں جائز نہیں جو پرایا حق دبانے کیلئے دیا جائے وہ رشوت ہے یوں ہی جو اپنا کام حاکم کو بنانے کیلئے دیا جائے رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے دفع ظلم کیلئے جو کچھ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں یہ دے سکتا ہے لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے۔ اور اسے لینا حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۳/صفحہ ۱۴۰ کتاب الحظر والاباحۃ)

ظاہر ہے کہ قرعہ میں نمبر آنے کے لئے جو کچھ بھی دیا جاتا ہے وہ دفع ضرر ہی کیلئے دیا جاتا ہے کہ اگر ایک دو سال حج کو نہ جاسکا تو اندیشہ ہے کہ کہیں مال ضائع نہ ہوجائے اس لئے جلد نمبر آنے کیلئے جو مال دیا جاتا ہے اسی خوف کو دور کرنے کیلئے یعنی دفع ضرر کیلئے دیا جاتا ہے تو اس کا دینا تو جائز ہوگا، البتہ لینا اب بھی ناجائز ہوگا۔ اگر طاعت واقعی سبب معصیت بن جائے اور معصیت کی معصیت اب بھی برقرار ہے تو طاعت یقیناً طاعت نہیں رہے گی۔ البتہ اگر بوقت طاعت وہ معصیت، معصیت نہ رہ جائے تو پھر طاعت طاعت رہے گی۔ فرقۂ قرامطہ کے خروج کے وقت جس رشوت کے دینے کی بات کہی گئی ہے ہمارے فقہاء نے اسکی صحت کی تقدیر پر یہ تاویل ذکر کی کہ اس وقت وہ دینے والے کے حق میں رشوت اور گناہ ہے ہی نہیں۔ تو جس کے حق میں یہاں طاعت ہے اس کے حق میں معصیت نہیں اور جس کے حق میں معصیت ہے اس کے حق میں طاعت نہیں تو طاعت و معصیت کا یہاں اجتماع نہ ہوا اور یہی بات علامہ ابن ہمام اور پھر ان سے ناقل بن کر علامہ ابن نجیم نے کہی۔ یہ نہیں کہ طاعت و معصیت یہاں دونوں ایک ہی کے حق میں متحقق ہیں کما لایخفی۔

البتہ بعض مواقع پر طاعت و معصیت دونوں مجتمع ہوجاتے ہیں اور اس وقت وہاں معصیت، معصیت نہیں رہ جاتی مثلاً کسی بری اور بے گناہ شخص کو ظالم و جابر کے تسلط و ظلم سے بچانے کیلئے جھوٹ بولنا واجب ہوجاتا ہے جبکہ جھوٹ اور کذب بیانی کے علاوہ اس کی جان بچانے کی کوئی دوسری امکانی صورت نہ ہو۔ اسی طرح نبی کی عصمت کی خاطر جھوٹ بولنا واجب ہوجاتا ہے جبکہ نبی کی عصمت کی حفاظت، یوں ہی بری شخص کو ظالم کے جبر و قہر سے بچانا طاعت ہے اور جھوٹ بولنا معصیت ہے لیکن ایسے مقام میں کذب کی معصیت برقرار نہیں رہتی۔

چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

''واعلم ان الکذب قد یباح و قد یجب والضابط فیہ کما فی تبئیین المحارم وغیرہ عن الاحیاء ان کل مقصود محمود یمکن التوصل الیہ بالصدق و الکذب جمیعا فالکذب فیہ حرام و ان امکن التوصل الیہ بالکذب وحدہ فمباح ان ابیح تحصیل ذلک المقصود و واجب ان وجب تحصیلہ کما لو رای معصوما اختفی من ظالم یرید قتلہ اوایذاوہ فالکذب ہنا واجب''۔ (رد المحتار جلد ۵/صفحہ ۲۷۴)

(۵) تصویر کھینچوانا بوجہ اعانت معصیت حرام و معصیت ہے کوئی جائز سفر ضرورت و حاجت کے تحت کیا جائے نہ کہ

منفعت کی خاطر تو دفع حرج وضرر کے قصد کے وجہ سے کھینچوانا جائز ہوگا چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے۔ ''تصویر کھینچوانے میں معصیت بوجہ اعانت معصیت ہے، پھر اگر بخوشی ہو تو بلاشبہ خود کھینچنے ہی کے مثل ہے، یونہی اگر اسے کھنچوانا مقصود نہیں بلکہ دوسرا مقصد مباح مثلاً کوئی جائز سفر مگر قانونا تصویر دینی ہوگی تو اگر وہ مقصد و حاجت صحیحہ موجب حرام وضرورت مشقت شدیدہ تک نہ پہونچا جب بھی ناجائز کہ منفعت کیلئے ناجائز جائز نہیں ہوسکتا اور اگر یہ حالت ہے تو ایسی صورت میں فعل کی نسبت فاعل پر مقتصر رہتی ہے اور یہ اس سے بری اور اپنے اوپر سے دفع حرج و ضرر کا قاصد ہونے کے سبب ''لاتزر وازرة وزر اخرى'' اور ''انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوای'' کا فائدہ پاتا ہے''۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۱ رصفحہ ۲۵)

اور یہاں مقصد سفر حج ہے جو فرض اور ضرورت کے دائرہ میں آتا ہے مگر دقت یہ ہے کہ بغیر تصویر کے حج کو جانا قانونا ممکن نہیں تو گویا اس کے بغیر امن طریق حاصل نہ ہوگا۔ اور امن طریق کو نفس وجوب کی شرط مانیں یا وجوب ادا کی بہر صورت ابھی حج کی فرضیت ثابت نہیں۔ جب فرضیت ثابت نہیں تو اسقاط فرض کی ضرورت متحقق کہاں ہوئی کہ اس کیلئے ارتکاب معصیت کے جواز کا قول کیا جاسکے۔ یہاں صرف ضرورت یا حاجت بمنزلہ ضرورت جس کی تعبیر دفع حرج سے بھی کی جاتی ہے مؤثر ہے، تعامل کا کوئی زثر نہیں، کیوں کہ تعامل صرف انہی مواقع پر تصویر کھینچوانے میں نہیں، ان کے علاوہ جہاں ضرورت وحاجت متحقق نہیں ہے وہاں بھی تعامل پایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہاں اس کی اجازت نہیں ہوسکتی۔ لہذا اگر یہ متحققا ہو جائے کہ بلا تصویر کے امن طریق اسے حاصل ہے جب تو اجازت ہوگی اور اگر بلا تصویر کے سفر حج اس کیلئے پر امن نہیں ہے تو یہ اعتراض بہر حال قائم ہے کہ ابھی حج کی فرضیت ہی ثابت نہیں تو اسقاط فرض کی ضرورت کیلئے ارتکاب معصیت کا قول کیوں کر درست ہوگا۔ و اللہ تعالی اعلم

(۶) میری ناقص رائے میں اس حرمت سے بچنے کیلئے اگر کوئی صاحب استطاعت حج نہ کرے تو عند اللہ وہ گنہگار نہ ہوگا۔ اور اس کی یہ تاویل مذموم نہیں۔ شرعا محمود اور قابل ستائش سمجھی جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(۷) یہ ساری گفتگو اس تقدیر پر تھی کہ حج فرض ہو۔ حج نفل یا عمرہ کیلئے تصویر کھینچوانے کی اجازت بہر حال نہیں دی جائے گی۔ جبکہ حج بدل کا حکم حج فرض کی طرح ہوگا۔ اگر حج فرض کیلئے تصویر کی اجازت ہو جائے تو حج بدل کے لئے بھی ہوگی کہ اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی شریعت نے دوسرے کی ضرورت کا بھی لحاظ کیا ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے۔ ''پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا، مثلاً دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالانکہ ابطال عمل حرام تھا''۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم (فتاوی رضویہ جلد ۲۱ رصفحہ ۲۷)

(۸) حج کی فرضیت کیلئے استطاعت مالی میں نہ تو مطلقا ٹور کے مصارف کا اعتبار ہے نہ مطلقا حج کمیٹی کے مصارف کا جس کے پاس ٹور کے مصارف کے لائق مال ہے اس پر فی الفور حج کی ادائیگی لازم ہوگی اور حج کمیٹی کے ذریعہ جانے کیلئے انتظار کرنا گناہ ہوگا اور جس کے پاس ٹور کے مصارف کے لائق مال نہیں حج کمیٹی کے مصارف ہی برداشت کرسکتا ہے اس کیلئے نام کے آنیکا انتظار کرنا نہ گناہ ہوگا اور نہ ادائیگی

(بقیہ ص ۲۴/ پر ......)

از: حضرت علامہ محمد عالمگیر صاحب رضوی مصباحی عفی عنہ

خادم تدریس و افتاء اسحاقیہ جودھپور راجستھان

مقالہ

قرعہ اندازی کی وجہ سے ادائیگی حج میں تاخیر کا مسئلہ

(۱) وہ عازمینِ حج وزیارت جو قرعہ میں نام آنے کے انتظار کے دوران مرض یا حادثہ یا مالی بحران کا شکار ہوکر حج ادا کر نہ سکیں یا تاخیر سے ادا کریں یا اسی درمیان انکا انتقال ہو جائے، ایسے عازمینِ حج کیلئے کیا حکم شرعی ہے؟

(۲) وہ عازمین حج جنہیں پرائیویٹ ٹورز سے حج میں جانے کی استطاعت ہوتی ہے مگر زیادہ خرچ سے بچنے کیلئے حج کمیٹی ہی سے جانا چاہتے ہیں اور اپنے نمبر کے آنے کا انتظار کرتے ہیں، ایسے عازمین حج کیلئے کیا حکم ہے؟

(۳) پھر اگر یہ عازمین اسی انتظار کے دوران اگر فوت ہو جائیں یا کسی مرض یا حدثہ یا مالی بحران کا شکار ہوکر حج ادا نہ کر پائیں یا تاخیر سے ادا کریں تو کیا ان پر بالقصد ترک حج یا تاخیر حج کا الزام آئیگا اور وہ گنہگار ہوں گے؟

(۴) کیا قرعہ میں نمبر آنے کیلئے رشوت دینا جائز ہے؟ جبکہ اسکا لینا دینا دونوں حرام ہیں؟ کیا سبب معصیت کے وقت طاعت، طاعت نہیں رہتی؟

(۵) اسی کے ساتھ یہ بھی واضح فرمائیں کہ تصویر کھنچوانا حرام ہے جبکہ آج کے دور میں تصویر کے بغیر حج کی ادائیگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا تو آج کے ان بدلتے ہوئے حالات میں کیا حاجت شرعیہ، دفع حرج اور تعامل جیسے اسباب تخفیف کے سہارے اسکے حکم میں کچھ تبدیلی ہوگی؟

(۶) اس حرمت سے بچنے کیلئے اگر کوئی صاحب استطاعت حج نہ کرے تو اسکا کیا حکم ہے؟

(۷) اس تعلق سے حج فرض ونفل یوں ہی عمرہ وحج بدل سب کا حکم یکساں ہوگا، یا اس میں کچھ تبدیلی ہوگی؟

(۸) کیا فرضیت حج کیلئے استطاعت مالی میں ٹور کے مصارف کا اعتبار ہوگا، یا کمیٹی کے مصارف کا؟ یا غنا کے اعتبار سے کسی کیلئے یہ اور کسی کیلئے وہ؟ اس ضمن میں ایک اور سوال پیدہ ہوتا ہے۔

(۱) پرائیویٹ ٹور والے زیادہ سے زیادہ افراد کو اکٹھا کرنے کیلئے مختلف تدبیریں اور اسکیمیں اپنا تے ہیں، چنانچہ ایک اسکیم یہ بناتے ہیں کہ حج وعمرہ کا خرچ مثلاً عام طور سے دو لاکھ روپے ہوتا ہے تو وہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص فلاں تاریخ سے پہلے کل رقم جمع کر دے اسے ہم اپنے ٹور سے بجائے دو لاکھ کے ڈیڑھ لاکھ میں حج وعمرہ کیلئے لے جائیں گے، اور اگر فلاں تاریخ کے بعد جمع کریگا تو دو لاکھ میں ہی لے جائیں گے تو انکا ایسا کرنا اور مسلمانوں کا اس طرح کی اسکیم کے تحت کم خرچ دے کر جانا کیسا ہے؟

الجواب اللّٰھم ھو الملھم بالحق والصواب:

(۱) اصل جواب سے پہلے وجوب حج کے اہم شرائط تحریر کرتے ہیں۔ وجوب حج کے جہاں آٹھ شرائط ہیں انہیں شرائط میں سے زاد راہ اور سواری پر قادر ہونا بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین۔ اور اللہ کے لئے

لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو شخص باعتبار راستہ کے اسکی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔اور حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ من استطاع الیہ سبیلا کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ای طریقا فسرہ ﷺ بالزاد الراحلة رواہ الحاکم وغیرہ۔ومن کفر باللہ او بما فرضہ من الحج فان اللہ غنی عن العلمین ،الانس والجن والملئکة وعن عبادھم (جلالین شریف پارہ ۴ صفحہ ۵۷)۔اور ابراھیم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر۔اس آیت کریمہ کے تحت حضرت امام مسعود کاسانی علیہ الرحمہ الرضوان تحریر فرماتے ہیں:ای ادع الناس ونادھم الی حج البیت وقیل ای اعلم الناس ان اللہ فرض علیھم الحج۔

(بدائع الصنائع الجزء الثانی ص ۲۹۰ کتاب الحج)

حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔وعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من ملک زاداً و راحلةً تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا .وذٰلک ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۔رواہ الترمذی۔ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ما یوجب الحج قال الزاد و الراحلة رواہ الترمذی ،و ابن ماجہ ۔وعنہ قال سأل رجل رسول اللہ ﷺ فقال ما الحاج قال الشعث التفل فقام اخر فقال یا رسول اللہ ای الحج افضل قال الحج و الثج فقام اخر فقال یا رسول اللہ ما السبیل قال زاد و راحلة رواہ فی شرح السنة۔

وعن ابی امامة قال قال رسول اللہ ﷺ من لم یمنعہ من الحج حاجة ظاھرة او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یھودیا وان شاء نصرانیا رواہ الدارمی ،(مشکوۃ المصابیح ج اول ص ۲۲۲ کتاب المناسک)

اور ملا علی قاری علیہ الرحمة الباری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں آیت کریمہ وللہ علی الناس الخ کے تحت فرماتے ہیں۔یقول ای فی کتابہ وللہ علی الناس ای واجب بفتح الحاء وکسرھا ویبدل من الناس من استطاع الیہ سبیلا ،ای طریقا وفسرہ ﷺ بالزاد والراحلة رواہ الحاکم وغیرہ کذا فی الجلالین۔

(مرقاۃ مشکوۃ المصابیح الجزء الثالث ص ۱۷۴ کتاب المناسک)

درمختار میں ہیں:(الحج فرض علی ذی زاد) یصح بہ بدنہ ،فالمعتاد اللحم ونحوہ ،اذا قدر علی خبز و جبن لا یعد قادرا (وراحلة)مختصة بہ وھو المسمیٰ بالمقتب اھ

(الدر المختار علی ھامش رد المختار ص ۱۵۴،ج ۲ کتاب الحج)

اور ردالمحتار میں شیخ عبداللہ عفیف کی شرح منسک کے حوالے سے "راحلة" یہ وضاحت نقل کی ہے "یعتبر فی کل ما یلیق بحالہ عادةً وعرفاً فمن لا یقدر الا علیھا (ای علی المحفة وھو التخت المعروف فی زماننا شامی)اعتبر فی حقہ بلا ارتیاب ، وان قدر بالمحمل او المقتب فلا یعذر ولو کان

شریفا او ذا مروۃ اھ (ردالمحتار ص ۱۵۴ ج ۳ کتاب الحج)

فتاوی ہندیہ میں ہے۔" والراحلة تعتبر فی حق کل انسان ما یبلغه فمن قدر علی رأس زاملة وامکنه السفر علیه وجب. والافان کان مترفها فلا بد من ان یقدر علی شق محمل اھ

(فتاوی ہندیه ص ۲۱۷ ج ۱، الباب الاول من کتاب المناسک)

ان عبارات کی ترجمانی فقیہ الامت حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے۔" سواری سے مراد اس قسم کی سواری ہے جو عرفا اور عادۃ اس شخص کے حال کے موافق ہو، مثلاً اگر متمول آرام پسند ہو تو اسکے لئے شقدف درکار ہوگا۔ یوں ہی توشہ میں اسکے مناسب غذائیں چاہئے معمولی کھانا میسر آنا فرض ہونے کے لیئے کافی نہیں۔ جبکہ وہ اچھی غذا کا عادی ہے" منسک۔

(بہار شریعت حصہ ۶، ص ۱۰۰ حج کا بیان)

اور بدائع الصنائع میں ہے۔ قوله ﷺ اعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم حجوا بیت ربکم وادوا زکوٰۃ اموالکم طیبة بها انفسکم تدخلوا جنة ربکم (ج ۲، ص ۲۹۰ کتاب الحج)

اور حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ الرضوان شرح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں۔ واعلم ان الحج فرض عین علی کل مکلف مسلم مستطیع واختلفوا فی وجوب الحج هل هو علی الفور او التراخی فقال الشافعی وابو یوسف وطائفة هو علی التراخی الا ان ینتهی الی حال یظن فواته لو اخره عنها وقال ابو حنیفة و مالک وأخرون هو علی الفور۔

(مسلم شریف جلد اول ص ۳۷۲، کتاب الحج)

فتاوی عالمگیری میں ہے: وهو فرض علی الفور وهو الاصح فلا یباح له التاخیر بقدر الامکان الی العام الثانی کذافی خزانة المفتیین۔

(ج ۱، ص ۲۱۶ مکتبه زکریا)

درمختار میں ہے: علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروائیتین عن الامام ومالک واحمد فیفسق ترد شهادته بتاخره ای سنیناً. (ج ۱، ص ۴۵۴ مکتبه زکریا)

البحر الرائق میں ہے۔ و یاثم بالتاخیر لترک الواجب وثمرة الخلاف تظهر فیمااذا اخره فعلی الصحیح یاثم ویصیر فاسقاً مردود الشهادة وعلی قول محمد لا.

(ج ۲، ص ۵۴۲ مکتبه زکریا)

مذکورہ بالا آیات کریمہ اور احادیث نبویہ اور فقہی شواہد وجزئیات سے روز روشن کی طرح ظاہر اور عیاں ہوگیا کہ ہر عاقل، بالغ، قادر و مستطیع مسلمان پر حج ادا کرنا علی الفور فرض ہے۔ بلا وجہ شرعی تاخیر کی صورت میں گنہگار ہوگا لہذا جو عازمین حج صرف حج کمیٹی سے ہی حج کرنے کی طاقت و استطاعت رکھتے ہیں۔ اور پرائیویٹ ٹورز سے حج میں جانے کی قدرت و استطاعت نہیں رکھتے ہیں۔ اور حج وزیارت کرنے کیلئے قرعہ اندازی میں اپنے نام آنے اانتظار کرتے ہیں۔ جسکی بنیاد پر انکو دو یا تین یا کئی سالوں تک قرعہ اندازی میں اپنے نمبر کے آنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اسی حالت انتظار میں حج کی ادائیگی کی معمولی یا غیر معمولی تاخیر کی صورت میں عازمین حج شرعاً گنہگار نہیں ہونگے۔ اگر اسی حالت انتظار میں ایسے عازمین حج کسی مرض یا حادثہ سے دوچار ہوکر یا مالی بحران کا شکار ہوکر حج ادا نہ کرپائیں تو ان پر

تاخیر حج کا الزام شرعاً عائد نہ ہوگا اور وہ شرعاً گنہگار نہ ہوں گے۔

یا اسی انتظار میں ایسے عازمین حج بتقاضۂ مشیت ایزدی داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ تو ان پر ترک حج کا الزام شرعاً عائد نہ ہوگا اور وہ مرتکب گناہ بھی نہ ٹھریں گے۔ بلکہ شرعاً معذور قرار دیے جائیں گے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ لا یکلف اللّٰہ نفسا الاّ وسعها۔ اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسکی طاقت بھر۔ (البقرة آیت ،۲۸٦)

نیز ارشاد فرمایا۔ لاتکلف نفس الا وسعها۔ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے مگر اسکی مقدور بھر۔

(البقرة آیت ،۲۳۳)

مزید ارشاد فرمایا۔ لانکلف نفساً الا وسعها۔ ہم جان کر کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسکے مقدور بھر۔

(الانعام آیت ،۱۵۲۔ المؤمنون آیت ،٦۲۰)۔

حدیث شریف میں ہے۔ عن عمران ابن حصین قال :کانت بی بواسیر ،فسألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰة فقال:۔

"صل قائماً، فان لم تستطع فعلی جنب"

زاد النسائی :فان لم یستطع فمستلقیاً، لایکلف اللّٰه نفساً الا وسعها ۔ذکره البخاری عقیب صلوٰة المسافر۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیمار تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا فرمایا۔ کھڑے ہوکر پڑھو۔ اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اسکی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی کہ وسعت ہو۔ (نصف الرایه لاحا دیث الهدایه باب صلوٰة المریض ص۱۷۵۔ ج،۲۔ بخاری شریف ص:۱۵۰۔ ج،۱۔ ابو دائود شریف باب صلوٰة القاعد ص:۱۴۴،ترمذی شریف باب ما جاء ان صلوٰة القاعد علی النصف من صلوٰة القائم ص:۴۹،ج،۱۔ ابن ماجه باب صلوٰة المریض ص:۸۷۔ مستدرک حاکم ص:۳۱۵)

اور تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔ (وما جعل علیکم فی الدین من حرج)ضیق ،بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطهارة والصلوٰة والحج بالتیمم وبالایماء وبالقصر والافطار لعذر السفر والمرض وعدم الزاد والراحلة اھ۔ سب میں تمہیں رخصت وسہولت دی ہے۔ مثلاً وضو کی جگہ تیمم رکوع وسجود کی جگہ اشارہ ،سفر میں چار رکعت نماز کی جگہ دو رکعت اور سفر نیز بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے اور زاد سفر و سواری نہ ہونے کے سبب حج کی رخصت عطا فرمادی ہے۔

(تفسیر مدارک التنزیل ص :۱۱۲ ج،۳ ۔سورة الحج :۲۲)

تفسیر جلالین میں ہے۔ (وما جعل علیکم فی الدین من حرج) ای ضیق بان سهله عند الضرورات کالقصر والتیمم، واکل المیتة، والفطر للمرض والسفر اھ۔

"اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی" کہ ضرورت کے وقت حکم کو سہل وآسان فرمادیا جیسے نماز میں قصر وضو وغسل کی جگہ تیمّم۔ مردار کھانا اور بیماری وسفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا۔

(تفسیر جلالین ص:۴۲٦،سورة الحج مجلس البرکات)۔

صاوی شریف میں ہے۔ (وما جعل علیکم فی الدین من حرج)المراد "بالدین" اصوله

وفروعه حيث لم يشدد عليهم كما شدد على من قبلهم اھ .

ارشاد ربانی ''دین میں تنگی نہ رکھی'' میں دین سے مراد اس کے اصول وفروع ہیں خدائے کریم نے اپنے بندوں پر پہلی امتوں کی طرح سخت احکام نہیں نافذ کئے نہ اصولی حیثیت سے، نہ فروعی حیثیت سے۔(حاشية العلامة الصاوى على الجلالين ص:۱۱۱، ج:۳، سورة الحج :۲۲)

اشباہ کے قاعدہ رابعہ المشقة تجلب التيسير میں تخفیف بوجہ حرج کی بہت سی مثالیں پیش کی ہے۔ اور وہاں حرج حاجت وضرورت دونوں کو عام ہے۔ اس قاعدہ کا ماخذ بیان کرتے ہوئے صاحب اشباہ محقق ابن نجیم رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: والاصل فيها قوله تعالىٰ "يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر" و قوله تعالىٰ "وما جعل عليكم فى الدين من حرج" قال العلماء! يتخرج على هذه القاعدة جميع رخص الشرع وتخفيفاته اھ.

اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات ہیں۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے وہ تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا۔ اور اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔ علماء فرماتے ہیں کہ شریعت کی تمام رخصتیں اور تخفیفات اسی قاعدے پر مبنی ہیں (الاشباه والنظائر ص:۹۶/۹۵. القاعدة الرابعة من الفن الاول المشقة تجلب التيسير. مطبع نول كشور لكناؤ). هذا ما عندى والعلم بالحق عند ربى عز وجل وعلمه اتم و احكم والله تعالى اعلم.

(۲) وہ عازمین حج جنہیں پرائیویٹ ٹورز سے حج پر جانے کی قدرت واستطاعت ہوتی ہے مگر زیادہ خرچ سے بچنے کیلئے حج کمیٹی ہی سے جانا چاہتے ہیں اور قرعہ اندازی میں اپنے نمبر کے آنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور قدرت واستطاعت کے وجود وتحقق کی صورت میں بھی پرائیویٹ ٹورز سے حج کیلئے نہیں جاتے ہیں تو تاخیر حج کی ادائیگی کی بنا پر وہ شرعاً گنہگار ہونگے حدیث شریف میں ہے۔ عن على رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ من ملک زادا و راحلة تبلغه الى بيت الله فلا عليه ان يموت يهودياً او نصرانياً و ذلک ان الله تبارک وتعالىٰ يقول ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً رواه الترمذى (مشكوٰة شريف الاول ص:۲۲۲ كتاب المناسک) البحر الرائق میں ہیں۔ ويا ثم بالتاخير لترک الواجب وثمرة الاختلاف تظهر فيما اخره فعلى الصحيح ياثم ويصير فاسقاً" اھ .(ج: ۲ ص:۵۴۲ مكتبه زكريا) اور فتاوی عالمگیری میں ہے۔ وهو فرض على الفور فلا يباح له التاخير بقدر الامكان الى العام الثانى كذا فى خزانة المفتيين "اھ (ج:۱ ص:۲۱٦ مكتبه زكريا) هذا ما عندى والعلم بالحق عند ربى عزوجل وعلمه اتم واحكم والله تعالىٰ اعلم.

(۳) وہ عازمین حج جو پرائیویٹ ٹورز سے حج پر جانے کی قدرت واستطاعت رکھنے کے باوجود پھر بھی قرعہ اندازی میں نمبر آنے کے انتظار میں بتقضائے مشیت ایزدی فوت ہو جائیں ان پر بالقصد ترک حج کا الزام شرعاً عائد ہوگا کیونکہ اس صورت میں شرائط وجوب ادائے حج کے وجود و تحقق کے باوجود پرائیویٹ ٹورز سے حج پر نہیں گئے جسکی

بنیاد پر ان پر ترک حج کا شرعاً الزام عائد ہوگا اور وہ شرعاً گنہگار ہونگے۔

یوں ہی اگر ایسے عازمین حج کسی مرض یا حادثہ یا مالی بحران کا شکار ہوکر حج فرض ادا نہ کر پائیں تو ایسی صورت میں ان پر تاخیر حج کا الزام عائد ہوگا اور وہ شرعاً گنہگار ہونگے کیونکہ ایسے عازمین حج کے حق میں حج کرنے کیلئے جانے پر قدرت واستطاعت پائی گئی پھر بھی انہوں نے ایسا نہیں کیا جسکی بنا پر حکم مذکور ان پر عائد ہوگا فتاوی ہندیہ میں ہے .والراحلة تعتبر فی حق کل انسان ما یبلغه فمن قدر علی رأس زاملة وامکنه السفر علیه وجب والا فان کان مترفها فلا بد ان یقدر علی شق محمل .ا.ھ (ج :ا ص:۲۱۷ الباب الاول من کتاب المناسک).اور شارع علیہ السلام نے حج کے راستے کی استطاعت رکھنے کی تشریح وتعبیر وتوضیح زادوراحلہ پر استطاعت وقدرت سے کی ہے جو مسئلہ دائرہ میں محقق ہے جیسا کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان من استطاع الیه سبیلاً کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ای طریقاً فسره ﷺ بالزاد والراحلة رواه الحاکم وغیره (جلالین شریف پارہ ۴ ص:۵۷)هذا ما سنح لی والعلم بالحق عند ربی عز وجل و علمه اتم و احکم والله تعالی اعلم.

(۴) گوکہ مذہب مہذب مذہب اسلام میں رشوت لینا اور دینا دونوں ناجائز وحرام وگناہ ہے ارشاد باری تعالی ہے.ولاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل .آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ. نیز ارشاد رسالت ہے.الراشی والمرتشی فی النار .رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں'' اھ (الترغیب والترھیب للمنذری ج :۳ ص: ۱۸۰ کتاب القضا مطبع مصطفی حلوی و مجمع الزوائد للهیثمی ج :۴ص:۱۹۹ کتاب القضا مطبع قدسی والمعجم الصغیر للطبرانی ج :ا ص:۲۸ و اتحاف السادةالمتقین ج :۳ص:۸ و کنز العمال ج:۱۵حدیث ۷۷) مگر اپنا حق ثابت وصول کرنے کیلئے یا اپنے اوپر سے ظلم کو ٹالنے کیلئے رشوت دینے کی اجازت ہے.جبکہ حدیث شریف لعن رسول الله ﷺ الراشی والمرتشی کے تحت حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں. الرشوة ما یعطی لابطال حق او لاحقاق باطل اما انا اعطی لیتوصل به الی حق او لیدفع به عن نفسه ظلماًفلا بأس به (مرقاةج:۴ .ص: ۱۵۳)تو جس طرح اپنا مردہ حق زندہ کرنے کیلئے اور اپنے اوپر سے ظلم ٹالنے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ومباح ہے اسی طرح اپنا حق پانے کیلئے یا اپنے اوپر سے ظلم دفع کرنے کیلئے رشوت دینا بھی جائز ومباح ہے.درمختار میں ہیں. الکذب مباح لاحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعریض لان عین الکذب حرام .اپنا مردہ حق زندہ کرنے کیلئے اور اپنے اوپر سے ظلم ٹالنے کیلئے جھوٹ بولنا مباح ہے اور جھوٹ سے مراد پہلودار بات ہے اس لئے کہ خالص کذب حرام ہے.رد المختار میں تبیین المحارم اور احیاء العلوم سے ہے .وان امکن التوصل الیه بالکذب وحده فمباح ان ابیح تحصیل ذلک المقصود اور اگر غرض محمود کا حصول تنہا جھوٹ بول کر ہی ممکن ہو تو جھوٹ بولنا مباح ہے اور عقل ونقل کا ضابطہ

کلیہ ہے. من ابتلی ببلیتن اختار اھونھما. جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو ان میں سے جو آسان ہو اسے اختیار کرے. درمختار میں ہے الکذب مباح لاحیاء حقہ کالشفیع یعلم بالبیع باللیل فاذا اصبح یشھد و یقول علمت الأن وکذا الصغیرۃ تبلغ باللیل وتختار نفسھا من الزوج و تقول رأیت الدم الأن. (فتاوی رضویہ ج:۹نصف اول .ص:۱۷۷/۱۷۸ کتاب الحظر والاباحۃ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی).

مذکورہ فقہی شواہد و جزئیات سے روز روشن کی طرح عیاں وثابت ہوگیا کہ جسطرح اپنا مردہ حق زندہ کرنے کیلئے اور اپنے اوپر سے ظلم ٹالنے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ومباح ہے اسی طرح اپنا حق پانے کیلئے یا اپنے اوپر سے ظلم دفع کرنے کیلئے رشوت دینا بھی جائز و مباح ہے اسی طرح قرعہ اندازی میں نمبر آنے کیلئے رشوت دینا جائز ومباح ہے اور سبب معصیت کے وقت طاعت، طاعت رہتی ہے. جیسا کہ بحرالرائق میں ہے" وما قال الصفار من انی لا اری الحج فرضا من حین خرجت القرامطة وما علل بالفتاوی الظھیریة بان الحاج لا یتوصل الی الحج الا بالرشوۃ لقرامطة وغیرھا فیکون الطاعة سبباً للمعصیة مردود بان ھذا لم یکم من شانھم لانھم طائفة من الخوارج کانوا یستحلون قتل المسلمین و اخذما لھم وکانوا یغلبون علی اماکن و یترصدون للحاج وعلی تقدیر اخذھم الرشوۃ فالا ثم فی مثله علی الأخذ لا المعطی ولا یترک الفرض لمعصیة عاص"(ج: ۲ ص :۵۵۰ مکتبہ زکریا)سوال نامہ ص: ۲)اور فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمہ والرضوان اپنے شہرۂ آفاق تصنیف بہار شریعت میں درمختار و ردالمحتار کے حوالے سے لکھتے ہیں اگر امن کیلئے کچھ رشوت دینا پڑے جب بھی جانا واجب ہے اور یہ اپنے فرائض ادا کرنے کیلئے مجبور ہے لہذا اس دینے والے پر مواخذہ نہیں (بہار شریعت حصہ ٦ صفحہ ۱۲)اور درمختار کی اصل عبارت یہ ہے: امن الطریق بغلبة السلامه ولو بالرشوه علی ما حققه الکمال بحوالہ فتاوی افضل المدارس ص:۹۱ باب الحج .اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں جو دوسروں کا حق دبانے کیلئے یا اپنا کام بنانے کیلئے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے دفع ظلم کیلئے جو کچھ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اسکا لینا مطلقاً حرام ہے کسی حالت میں جائز نہیں (فتاوی رضویہ ج:۹ص:۳۰۰ نصف أخر)ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمه اتم واحکم والله تعالیٰ اعلم.

(۵) حالت زمانہ واشخاص کے بدلنے سے بہت سے احکام شریعہ میں نت نئی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں جن کی وجہ سے رفق ویسر کے دروازے ہر حال میں کھلے رہتے ہیں. کم من حکم یختلف باختلاف الزمان کما فی العالمگیریہ۔ (بحوالہ فتاوی رضویہ ج:۸ ص:۱۸۵) (طحطاوی علی الدر ج :۴ص :۳۰ کتاب الاجارۃ) قابل تخفیف وتغییر احکام میں مجدد اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے بیان کردہ اسباب ستہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے آپ رقمطراز ہیں چھ باتیں جن کے سبب قول امام بدل جاتا ہے. لہٰذا قول ظاہر کے خلاف عمل ہوتا ہے اور

وہ چھ باتیں یہ ہیں. (۱) ضرورت (۲) دفع حرج (۳) عرف (۴) تعامل (۵) دینی ضروری مصلحت کی تحصیل (۶) کسی فساد موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ، ان سب میں بھی حقیقۃً قول امام پر ہی عمل ہے (حاشیہ فتاوی رضویہ جلد اول ص:۳۸۵ رسالہ اجلی الاعلام) امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان انکی کتاب المستصفیٰ میں ہے. مقصود الشرع من الخلق خمسة وهو ان يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم (المستصفى من علم الاصول فوق فواتح الرحموت ج:۱ ص:۲۸۷) مجدد اعظم سیدنا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں پانچ چیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے. دین و عقل و نسب و نفس و مال عبث محض کے سوا تمام افعال انھیں میں دورہ کرتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ ج:۹ ص:۱۹۹ نصف آخر)

گوکہ ذی روح کی تصویر کھنچوانا ناجائز و حرام و سخت گناہ ہے مگر حاجت شدیدہ و ضرورت شرعیہ کے تحقق کی صورت میں تصویر کھنچوانے کی اجازت ہے ضرورت کی تعریف کرتے ہوئے مشہور حنفی فقیہ حضرت علامہ سید احمد حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح اشباہ میں فتح القدیر کے حوالے سے لکھتے ہیں: الضرورت بلوغه حدا ان لم يتناول الممنوع هلك او قارب اھ . ضرورت یہ ہے کہ بھوک اس حد تک پہنچ جائے کہ ممنوع کو تناول نہ کرنے کی صورت میں انسان ہلاک ہو جائے یا ہلاکت کے قریب پہنچ جائے (غمز العيون والبصائر شرح الاشباه والنظائر ص:۱۰۸ القاعدة الخامسة)

حضرت علامہ میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب کتاب التعریف میں اسکی تعریف یہ لکھتے ہیں: الضرورة مشقة من الضرر وهو النازل مما لا مدفع له . ضرورت ضرر سے مشتق ہے اور یہ وہ افتاد ہے جسکو ٹالا نہ جا سکے (كتاب التعريفات صفحه ۱۳۸ دار الكتب العلميه) ضرورت شرعیہ کا اثر یہ ہے کہ محظورات اس کی وجہ سے مباح ہو جاتے ہیں چنانچہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے. الضرورات تبيح المحظورات . ضرورت (حد درجہ کی شرعی مجبوری) ممنوع چیزوں کو مباح بنا دیتی ہے (الاشباه والنظائر) حاجت کا اثر اور دائرہ اثر. فقہ کے جن ابواب میں ضرورت تغیر احکام و تخفیف احکام کی باعث ہے فرق یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے قطعی، ظنی ہر قسم کے محظورات و ممنوعات مباح ہو جاتے ہیں جبکہ حاجت کی وجہ سے صرف وہ ممنوعات مباح ہوتے ہیں جو ظنی ہوں یعنی حاجت کا دائرہ اثر حرام ظنی، مکروہ تحریمی، ترک واجب، ترک سنت مؤکدہ تک ہے فتاوی رضویہ میں ہے ضرورت مرتبہ فرض میں ہے اور حاجت واجب اور سنن مؤکدہ، تو جس عضو کا دھونا فرض ہے اسکے ذرے ذرے پر ایک بار پانی بہہ جانا مرتبۂ ضرورت میں ہے. کہ بے اسکے طہارت ناممکن، اور تثلیث مرتبہ حاجت میں ہے یوں ہی وضو میں منہ دھونے سے پہلے کی سنن ثلاث کہ یہ چاروں مؤکدات ہیں اور انکے ترک میں ضرر" من زاد او نقص فقد تعدى و ظلم (فتاوى رضويه صفحه ۱۵۹ جلداول رساله بارق النور . فى مقادير ماء الطهور رضا اكيڈمى) صاحب مسلم الثبوت و فواتح الرحموت نے ضرورت اور حاجت کا تعارف کرانے کے بعد خاص طور پر "حاجت بمنزلۂ ضرورت" کی طرف توجہ مبذول فرمائی، وہ حضرات رقمطراز ہیں و ثانيها: حاجية

:غیر واصلة الی حد الضرورة کالبیع و الاجارة والمضاربة الا قلیلا من جزئیات بعض العقود فانها بفواتها یفوت واحد من الضروریة کاستئجار المرضعة الطفل مثلاً اذلو لم یشرع تلف نفس الولد فوصل الی ضرورة حفظ النفس وکذا شراء مقدار القوت واللباس یتقی به من الحر والبرد وامثالها لکن لقلتها لا تخرج کلیات العقود عن الحاجیة. حاجیہ(کے درجے والے امور)وہ ہیں جوضرورت کی حدتک نہ پہنچے ہوں جیسے بیع ’’اجارہ‘‘مضاربت.مگربعض عقود کے چند جزئی مسائل جن کے فوت ہونے سے دین یا جان وغیرہ ضروری مقاصد میں سے کوئی فوت ہو جائے تو وہ’’ حاجت بمنزلۂ ضرورت‘‘ ہونگے.جیسے شیرخوار بچے کیلئے دایہ کا اجارہ، یونہی غذاولباس کی خریداری جس کے باعث مخمصہ اور گرمی وٹھنڈی سے بچیں لیکن یہ قلیل ہونے کی وجہ سے حاجیہ سے بالکل خارج نہیں ہوتے.(مسلم الثبوت و فواتح الرحموت ص:۲۶۲ج:۲ فصل فی العلة)اور حاجت جب ترقی کرکے درجۂ ضرورت میں پہنچ جاتی ہےتو اسکی تاثیر وہی ہو جاتی ہے جوضرورت شرعیہ کی ہے اور اسکی تاثیر کے دلائل بھی وہی ہیں جوضرورت کی حجیت کے دلائل ہیں.ویسے صاحب اشباہ نے اس شق پر بھی روشنی ڈالی ہے وہ فرماتے ہیں’’الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً کانت او خاصةً‘‘ ولهذا جوّزت الاجارة علیٰ خلاف القیاس للحاجة ولذا قلنا لاتجوز اجارة بیت بمنافع بیت لاتحاد جنس المنفعة فلا حاجة ،بخلاف ماذا اختلف ومنها ضمان الدرک جوّز علی خلاف القیاس ومن ذلک جواز السلم علی خلاف القیاس لکونه بیع المعدوم دفعاً لحاجة المفالیس ،ومنها جواز الاستصناع للحاجة وفی القنیة والبغیة یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح(الاشباه والنظائر ص:۱۱۵ القاعدة الخامسة من الفن الاول) .حاجت عام ہو یا خاص کبھی’’ درجۂ ضرورت میں پہنچ جاتی ہے (۱) یہی وجہ کہ خلاف قیاس اجارے کو جائز قرار دیا گیا (۲)اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ گھر کا اجارہ کسی گھر کی منفعت کے عوض میں ناجائز ہے کہ جنس منفعت ایک ہے اور اسکی کوئی حاجت نہیں اسکے برخلاف اگر یہ اجارہ کسی متاع یا روپے کے عوض ہو تو جائز ہے کہ اسکی حاجت پائی جاتی ہے (۳) بیع کی کفالت بصورت استحقاق کا جواز بھی اسی حالت کے بنا پر ہے (۴) بیع مسلم در اصل بیع معدوم ہے جو ناجائز ہے مگر مفلسوں کی حاجت کا لحاظ کرکے خلاف قیاس اسکی اجازت ہوئی (۵) بیع استصناع (جو فرمائش کرکے کچھ بنوانا) کا جواز بھی اسی حاجت کی بنا پر ہے (۶)اور قنیہ اور بغیہ میں ہے کہ محتاج کیلئے سودی قرض لینا جائز ہے .(یہاں محتاج سے مراد وہ شخص ہے جسکی حاجت ’’درجۂ ضرورت‘‘ میں ہو)اس عبارت میں ضمان درک ’’اور مسئلہ محتاج‘‘ حاجت خاصہ کی مثالیں ہیں جو انسانی زندگی سے حد درجہ جڑ جانے کی وجہ سے ضرورت کا اختیار کر چکی ہیں بہرحال فقیر راقم الحروف کے نزدیک حاجت شرعیہ اور ضرورت شرعیہ دونوں کا تحقق ہو چکا ہے جس کی بنا پر حج کی ادائیگی کیلئے تصویر کھنچوانا جائز ودرست ہے هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل والله تعالی اعلم.

(۶) تصویر کھنچوانے کی حرمت سے بچنے کیلئے اگر کوئی

صاحب استطاعت حج نہ کرے تو اس پر بالقصد ترک حج کا الزام عائد ہوگا. کیونکہ جب ضرورت شرعیہ کے تحقق کی صورت میں تصویر کشی کی حرمت اباحت میں بدل گئی اور تصویر کشی اسکے لئے مباح ہوگئی تو اسکے صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں اس پر حج فرض ہے وہ حج کرے. اگر حج نہ کریگا تو اس پر ترک کا الزام عائد ہوگا کیونکہ وہ من استطاع الیه سبیلا میں داخل وشامل ہے اور جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے. الضرورات تبیح المحظورات ،الحاجة تنزل منزلة الضرورة (الاشباہ والنظائر ص:۱۱۵) ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمه اتم واحکم والله تعالیٰ اعلم.

(۷) حج فرض حج بدل کی ادائگی کیلئے تصویر کشی کی اجازت ہوگی اور حج نفل وعمرہ کیلئے تصویر کشی کی اجازت نہیں ہوگی کیونکہ ذی روح کی تصویر کشی کی حرمت احادیث حد تواتر پر ہیں حدیث پاک میں ہے. ان اشد الناس عذاباً عند الله المصورون "اھ اور دوسری روایت میں ہے. اشد الناس عذاباً یوم القیامة الذین یضاھون بخلق الله اھ

(بخاری شریف ج:۲ ص:۸۸۰)

مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور انکے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا حدیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں یہاں بعض مذکور ہوتی ہیں۔

حدیث (۱) صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت عبد الله بن عباس رضی الله عنہما سے ہے رسول الله ﷺ فرماتے ہیں. کل مصور فی النار یجعل الله له لکل صورة صورھا نفسھا فتعذبه فی جھنم. ہر مصور جہنم میں ہے الله تعالی ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کریگا کہ وہ جہنم میں اسے عذاب کریگی۔

حدیث (۲) انہیں میں حضرت عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنہ سے ہے رسول الله ﷺ ارشاد فرماتے ہیں. ان اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون بیشک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔

حدیث (۳) انہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے ہے رسول الله ﷺ فرماتے ہیں. قال الله تعالیٰ. ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلق فیخلقوا ذرة او یخلقوا حبة او یخلقوا شعیرة۔ الله عزوجل ارشاد فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنائے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جَو کا دانہ تو بنا دیں۔

حدیث (۴) صحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنہما سے ہے رسول الله ﷺ فرماتے ہیں. ان الذین یصنعون ھذه الصور یعذبون یوم القیامة یقال لھم احیوا ما خلقتم. بیشک یہ جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے ان سے کہا جائیگا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھی ان میں جان ڈالو۔

حدیث (۵) مسند احمد وسنن نسائی میں حضرت عبد الله بن عباس رضی الله عنہما سے ہے رسول الله ﷺ فرماتے ہیں من صور صورة فان الله معذبه حتیٰ ینفخ

فیھا الروح ولیس بنافخ. جوکوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالیٰ اسے عذاب کریگا یہاں تک کہ اس میں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول صفحہ ۱۴۴)

الاشباہ والنظائر میں ہے: قاعدۃ خامسۃ وھی درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح فاذا تعارضت مفسدۃ و مصلحۃ قدّم دفع المفسدۃ غالباً لان اعتناء الشرع بالمنھیات اشد من اعتنائہ بالمامورات ولذا قال علیہ الصلاۃ والسلام اذا امرتکم بشئی فأتوا منہ ما استطعتم و اذا نھیتکم عن شئی فاجتنبوہ ومن ثم جاز ترک دفعاًللمشقۃ .ولم یسامح فی الاقدام علی المنھیات خصوصاًعلی الکبائر اھ۔

(الاشاہ والنظائر ص:۱۱۴ .القاعدۃ الخامسۃ من الفن الاول،نول کشور)

پانچواں قاعدہ: ''مفاسد کا ازالہ مصالح کے حصول سے اہم وراجح ہے'' لہٰذا جب کسی محل میں مفسدہ بھی پایا جائے اور مصلحت بھی تو زیادہ تر مفسدہ کے ازالہ کو ترجیح ہوگی .اس لئے کہ شریعت نے مامورات سے زیادہ ممنوعات کے ازالے کو اہمیت دی ہے یہی وجہ ہیکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا'' جب تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے بجا لاؤ جتنی تمہیں استطاعت ہو .اور جب تمہیں کسی چیز کا روکوں تو اس سے بچو احتراز کرو'' (یعنی ممنوعات سے بچنے میں استطاعت کی قید نہیں رکھی).اور یہی وجہ ہیکہ دفع مشقت کیلئے ترکِ واجب جائز ہے .لیکن ممنوعات خصوصاً کبائر پر اقدام کی اجازت نہیں دی گئی بہرحال حج فرض حج بدل کی ادائیگی کیلئے تصویر کشی کی اجازت ہوگی اور حج نفل وعمرہ کیلئے تصویر کشی کی اجازت نہیں ہوگی پھر بھی اگر کوئی تصویر کھنچوا کر حج نفل وعمرہ ادا کریگا تو اسکا حج نفل وعمرہ ادا ہو جائیگا مگر تصویر کشی کے بنا پر وہ گنہگار ہوگا اور اگر ارباب فقہ و افتاء کے نزدیک تصویر کشی مین عموم بلوا کا تحقق ہو چکا ہے تو پھر حج نفل وعمرہ کی ادائیگی کیلئے تصویر کشی کی بنا پر حج نفل وعمرہ ادا کرنے والے گنہگار نہیں ہونگے .ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمہ اتم واحکم واللہ تعالیٰ اعلم.

(۸) فرضیت حج کیلئے استطاعت مالی میں نہ صرف حج ٹور کے مصارف کا اعتبار ہوگا نہ صرف حج کمیٹی کے مصارف کے اعتبار ہوگا بلکہ حج کرنے والے کی غنا کے اعتبار سے کسی کیلئے فرضیت حج کیلئے استطاعت مالی میں ٹور کے مصارف کا اعتبار ہوگا اور کسی کیلئے فرضیت حج کیلئے استطاعت مالی میں حج کمیٹی کے مصارف کا اعتبار ہوگا بلفظ دیگر اگر حج کرنے والے کے پاس اتنا مال اکھٹا ہو گیا ہے کہ وہ حج کمیٹی کے مصارف برداشت کر سکتا ہے مگر متمول اور آرام پسند ہے اور یونہی اچھی غذا کھانے کا عادی ہے تو جب تک اسکے پاس اتنا مال نہ اکھٹا ہو جائے کہ جس سے وہ تمول اور آرام پسندی اور مناسب وعمدہ زادراہ کے ساتھ حج کر سکے تو اس پر حج فرض نہیں ہوگا اگرچہ وہ حج کمیٹی سے حج کیلئے جانے پر قدرت رکھتا ہو مگر پھر بھی ایسی صورت میں اس پر حج فرض نہیں ہوگا یونہی اگر اس کے پاس اتنا مال اکھٹا ہو گیا کہ وہ حج کمیٹی سے حج کیلئے جا سکتا ہے مگر وہ عادۃً متمول اور آرام پسند اور اچھی غذا کا عادی نہیں ہے تو اس پر اسی وقت حج کی ادائیگی فرض ہوگی اور اگر کسی کے پاس اتنا مال اکھٹا ہو گیا کہ وہ حج ٹور کے مصارف برداشت کر سکتا ہے مگر وہ شخص عادۃً متمول اور آرام پسند اور عمدہ غذا کا عادی نہیں ہے تو بھی اسی وقت اس پر حج کی ادائیگی فرض ہے اور اگر اسکے پاس اتنا

مال اکھٹا ہوگیا کہ حج ٹور سے حج پر جا سکتا ہے اور وہ عادۃً متمول اور آرام پسند اور اچھی غذا کا عادی ہے تو بھی اس پر فرض ہے کہ حج ٹور سے حج کیلئے جائے بہر حال حج کرنے والے کی غنا کے اعتبار سے فرضیت حج کیلئے استطاعت مالی میں کبھی ٹور کے مصارف کا اعتبار ہوگا اور کبھی حج کمیٹی کے مصارف کا اعتبار ہوگا ان دونوں کے مصارف میں سے کسی ایک کے مصارف کے اعتبار سے تعیین وتشخیص نہیں ہوسکتی جیسا کہ حسب ذیل فقہی شواہد و جزئیات سے یہی مستفاد ہوتا ہے اور یہی متعین ہے درمختار میں ہے: الحج فرض علی ذی زاد یصح به بدله فالمعتاد اللحم ونحوه اذا قدر علی خبز او جبن لا یعد قادراً و راحلة مختصة به وهوالمسمیٰ بالمقتب اھ

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ص: ۱۵۴ ج: ۲ کتاب الحج)

اور ردالمحتار میں شیخ عبداللہ عفیف کی شرح منسک کے حوالے سے "راحلة" کی یہ وضاحت نقل کی ہے یعتبر فی کل ما یلیق بحاله عادة و عرفاً، فمن لا یقدر الا علیها (ای علی المحفة وهو التخت المعروف فی زماننا ۔شامی) اعتبر فی حقه بلا ارتیاب وان قدر بالمحمل او المقتب فلا یعذر ولو کان شریفاً او ذامروة اھ (رد المحتار الجلد الثانی ص: ۱۵۴ کتاب الحج) فتاوی ہندیہ میں ہے: والراحلة تعتبر فی حق کل انسان ما یبلغه فمن قدر علی رأس زاملة و امکنه السفر علیه واجب والا فان کان مترفها فلا بد من ان یقدر علی شق محمل اھ۔ (فتاوی هندیه ص: ۲۱۷ ج: ۱ الباب الاول من کتاب المناسک)

ان عبارات کی ترجمانی فقیہ الامت حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان الفاظ میں فرمائی ہے "سواری سے مراد اس قسم کی سواری ہے جو عرفاً اور عادۃً اس شخص کے حال کے موافق ہو مثلاً اگر متمول آرام پسند ہو تو اسکے لئے شقدف درکار ہوگا یونہی توشہ میں اسکے مناسب غذائیں چاہئے معمولی کھانا میسر آنا، فرض ہونے کیلئے کافی نہیں۔ جب کہ وہ اچھی غذا کا عادی ہے۔ (بہار شریعت حصہ ٦ صفحہ ١٠ حج کا بیان)

بہر حال جہاں شریعت نے اپنے کلمات ونصوص کو مطلق چھوڑ دیا ہے اور کسی قرینہ سے اسکا مقصود معلوم ہو وہاں عرف لفظی کا اعتبار کیا جائیگا مثلاً حج کیلئے "استطاعت" بندوں کیلئے سہولت کی فراہمی ہے تو عرفاً جو سواری اور زادراہ سہولت کیلئے مناسب اور طبیعت ومزاج کے موافق سمجھے جائیں وہ استطاعت سبیل میں داخل ہونگے۔ هذا ما ظهر لی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمه اتم واحکم والله تعالیٰ اعلم.

(۱) اگر پرائیویٹ ٹور والے اسکیم یہ بناتے ہیں کہ حج وعمرہ کا خرچ مثلاً عام طور سے دو لاکھ روپئے ہوتا ہے تو وہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص فلاں تاریخ سے پہلے کل رقم جمع کردے تو اسے ہم اپنے ٹور سے بجائے دو لاکھ کے ڈیڑھ لاکھ میں حج وعمرہ کیلئے لے جائیں گے اور اگر فلاں تاریخ کے بعد جمع کریگا تو دو لاکھ میں ہی لے جائیں گے ان پرائیویٹ ٹور والوں کا ایسا کرنا اور مسلمانوں کا ایسی اسکیم کے تحت آپس میں باہمی رضامندی کے ساتھ کم خرچ دیکر حج وعمرہ کیلئے جانا شرعاً جائز و درست ہے تو جس طرح بائع نقد مال خریدنے والوں کو دس روپئے میں بیچتا ہے وہی مال ادھار خریدنے والوں کو دس روپئے کی بجائے بارہ، پندرہ

(بقیہ ص ۲۴ پر..........)

از: شہزادۂ تاج الشریعہ
حضرت علامہ محمد عسجد
رضا خان قادری

سوال مع مقالہ

ناظم اعلیٰ: مرکز الدراسات
الاسلامیہ جامعۃ الرضا، شرعی
کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

میموری کارڈ، سی ڈی اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ کے محفوظ کرنے اور ایسی سی ڈی وغیرہ کا حکم

قرآن کریم اللہ رب العزت کی وہ مقدس کتاب ہدایت ہے جو ایمان کی اصل اور دین کی اساس ہے جس کی حفاظت اللہ رب العزت نے اپنے ذمہ کرم پر فرمالیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون"

(پارہ ۱۴ رکوع ۱)

نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرام نے اپنے مبارک سینوں میں اس عظیم و جلیل امانت کو محفوظ فرما کر اس کی حفاظت فرمائی۔ لکڑیوں، پتیوں، ہڈیوں، چمڑوں اور کاغذ وغیرہ پر تحریر فرما کر اس کی حفاظت کو محکم فرمایا۔ حفظ و جمع کے یہ راہ نما نقوش شارع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میمون سے آج تک دنیائے اسلام میں قائم و دائم ہیں۔ جیسے جیسے تحقیقات و اکتشافات کا دائرہ وسیع ہوا، آلات و اسباب نے عروج و ارتقا کی منزلیں طے کیں، حفظ و جمع کا طریقہ بھی ترقی پذیر ہوا، ایک دور آیا کہ مونو گرام کی پلیٹوں اور کیسٹوں کی ریلوں میں حفظ و جمع کا اہتمام ہوا اور انسانی عقل کے لئے حیرت انگیز ثابت ہوا۔ آج ایک مختصر سی میموری میں وافر مواد اور معانی کو محفوظ کر لیا جاتا ہے اور اس میموری کو لیپ ٹاپ، کمپیوٹر اور موبائل وغیرہ میں ڈال کر ان مواد و معانی کو دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ قرآن کریم جو اللہ رب العزت کا کلام معجز نظام ہے جس کی تعظیم واجبات دین سے ہے اور اہانت و استخفاف کفر ہے، اسے اس مختصر سی میموری میں محفوظ کر لیا جاتا ہے، خوش الحان قاری کی قراءت بھی محفوظ کر لی جاتی ہے، قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر اور اسلامی ذخائر کے دفتر ساتھ لے کر چلنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس میموری سے وہ سارے کام لئے جاسکتے ہیں جو مصحف شریف اور اس کے ترجمہ و تفسیر وغیرہ سے لئے جاتے ہیں، اس میموری میں دینی مضامین کے ساتھ میوزک کے ساتھ نعتیں، منقبتیں، غزلیں، فلمی گانے، قوالیاں، فحش مناظر، مخرب اخلاق حکایات و واقعات اور ذی روح کی تصویریں بھی محفوظ کی جاتی ہیں۔ جنہیں بنانا، بنوانا، موضع تعظیم و تکریم میں رکھنا اور نگاہ شوق سے دیکھنا سخت حرام ہے، جن کی اہانت و ترک تعظیم پر شارع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن نصوص وارد ہیں۔ اس مقام پر غور طلب یہ ہے کہ جس میموری و سی ڈی میں اللہ عزوجل کا مقدس کلام محفوظ ہے، جس کی تعظیم ایمان مومن ہے، جسے ابتذال و استخفاف و اہانت سے بچانا واجبات دین اور فرائض ایمانیات سے ہے، اس میں ان ساری چیزوں کو محفوظ کرنا اور اسکرین پر نگاہ شوق سے دیکھنا، اس کے اوپر کسی چیز کو رکھنا، اس کی طرف پشت و پاؤں کرنا، بے طہارت اسے چھونا، کافر و مرتد کا اسے فروخت کرنا، جہاں چاہے جس طرح رکھنا، اس میموری کے آلہ کو (جس میں ہے) پیشاب خانہ و پاخانہ وغیرہ میں لے

جانا اور اس میں لہو ولعب کو لانا کس شرعی نقطہ نظر سے جائز و درست ہے؟ ہمارے فقہائے کرام رحمہم المتعال نے مصحف شریف کے بارے میں فرمایا کہ اس کے اوپر کسی چیز کو رکھنا، اس کی طرف پشت اور پاؤں کرنا، پاؤں کو اس سے اونچا کرنا، بے طہارت اسے چھونا، اس میں لہو ولعب لانا، جس کاغذ پر اسم جلالت مکتوب ہو اس میں کوئی چیز رکھنا، قرآن کریم کے آداب کے خلاف ہے۔ فقہائے کرام نے اس بارے میں صاف اور کھلی تصریحیں فرمائیں۔

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

"قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے، اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو"

(بہار شریعت ۱۶/ ۱۱۸ و ۱۱۹)

نیز فرماتے ہیں:

"جس کاغذ پر اللہ کا نام لکھا ہو اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تھیلے پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس میں روپیہ، پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔" (بہار شریعت ۱۶/ ۱۱۹)

فقیہ اسلام مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"جس انگوٹھی پر اللہ عزوجل یا اس کے حبیب پاک کا نام مکتوب ہو اس کو پہن کر بیت الخلا جانے کی ممانعت ہے، اور شک نہیں کہ وقت استنجا اس انگشتری کا جس پر اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ہو یا کوئی متبرک لفظ ہو اتار لینا صرف مستحب ہی نہیں قطعاً سنت اور اس کا ترک ضرور مکروہ ہے، بلکہ اساءت ہے، بلکہ کچھ لکھا ہو حروف کا ادب چاہیے۔ ردالمحتار میں ہے: "نقلوا عندنا ان للحروف حرمة ولو مقطعة وذكر بعض القراء ان حروف الهجاء قرآن نزل على هود عليه الصلاة والسلام"۔ (فتاویٰ رضویہ ۱/ ۱۷۱ و ۲/ ۱۴۴)

نیز فرماتے ہیں:

"غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اساءت ادب کا مظنہ ہے بلکہ مطلقاً اسمائے الٰہیہ ونقوش مظہرہ نہ دیں کہ ان کی بھی تعظیم واجب، بلکہ دیں تو اعداد لکھ کر دیں"۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۳/ ۳۹۷)

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"وكره ان يجعل في قرطاس كتب فيه اسم الله تعالىٰ شيء كانت الكتابة في ظاهره او باطنه بخلاف الكيس لان الكيس يعظم والقرطاس يستهان" (۶/ ۳۵۴)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"واذا كان في جيبه دراهم مكتوب فيها اسم الله تعالىٰ او شيء من القرآن فادخلها مع نفسه المخرج يكره وان اتخذ لنفسه مبالا طاهرا في مكان طاهر لا يكره۔ وعلىٰ هذا اذا كان عليه خاتم وعليه شيء من القرآن مكتوب او كتب عليه اسم الله تعالىٰ فدخل المخرج معه يكره وان اتخذ لنفسه مبالا طاهرا في مكان طاهر لا يكره"۔

مراقی الفلاح میں ہے:

"وكره الدخول للخلاء ومعه شيء مكتوب فيه اسم الله" (مراقی الفلاح فصل فی الاستنجاص ۳۰)

فتح القدیر میں ہے:

"ولو كانت رقية في غلاف متجاف لم يكره

دخول الخلاء به والاحتراز عن مثله افضل "۔

(فتح القدیر کتاب الطہارات باب الحیض والاستحاضہ ۱/ ۱۷۳ مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات)

فتاوی رضویہ میں ہے:

"گراموفون سے قرآن مجید سننا ممنوع ہے کہ اسے لہو ولعب میں لانا بے ادبی ہے"۔ (فتاوی رضویہ ۱۰/ ۱۳۴ نصف اخیر)

بہت سے موبائل ایسے ہوتے ہیں جن پر اسمائے مقدسہ، اسم جلالت ورسالت، کلمات طیبہ اور مقامات مقدسہ کے نقوش واشکال ثبت ہوتے ہیں اور گھنٹی کے مقام پر اذان ونعت پاک اور صلاۃ وسلام وغیرہ اذکار طیبہ کی سیٹنگ ہوتی ہے اور انہیں مواضع استنجا وغیرہ میں لے جاتے اور بسا اوقات گھنٹی کی جگہ یہ اذکار طیبہ وہیں شروع ہو جاتے ہیں۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ ! نفس حروف قابل ادب ہیں اگر چہ جدا جدا لکھے ہوں، جیسے تختی یا مصلّی پر خواہ ان میں برا نام لکھا ہو جیسے فرعون، ابوجہل وغیرہما تاہم حرفوں کی تعظیم کی جائے گی اگر چہ ان کافروں کا نام لائق اہانت وتذلیل ہے۔ فی الهندية: "اذا كتب اسم فرعون او كتب ابو جهل على عض يكره ان يرموا اليه لان لتلك الحروف حرمة كذا في السراجية" (فتاوی رضویہ ۹/ ۲۵ نصف اول)

مزید فرماتے ہیں:

"قرآن عظیم ہی کے حکم میں اشعار حمد ونعت ومنقبت و جملہ عبارات وکلمات معظمہ دینیہ کہ نہ ان کو نجس چیز میں لکھنا جائز یہ وجہ اول ہوئی، نہ انہیں کھیل تماشہ بنانا جائز یہ وجہ دوم ہوئی، نہ انہیں لہو ولغو بتانے کے جلسے میں شریک ہونا جائز اگر چہ اپنی نیت لعب کی نہ ہو یہ وجہ سوم ہوئی، نہ ان کی خریداری واستعمال سے لہو بنانے والوں کی مدد جائز یہ وجہ چہارم ہوئی"۔ (فتاوی رضویہ ۱۰/ ۲۶)

ان حقائق کے روشن ہو جانے کے بعد درج ذیل سوالات خاص توجہ کے طالب ہیں۔ امید کہ جواب با صواب سے شاد کام فرما کر ہمارے دست وبازو کو قوت، عزم کو استحکام اور حوصلہ کو بلندی بخشیں گے اور امت مسلمہ کی راہ نمائی میں تعاون فرمائیں گے۔

سوالات:

(۱) سی ڈی کی وضع گراموفون کی طرح لہو ولعب محفوظ کرنے کے لئے ہے یا مطلقاً کسی قسم کی معلومات محفوظ کرنے کے لئے ہے؟

(۲) جس سی ڈی ومیموری میں قرآن کریم محفوظ ہوتا ہے، مرسوم ہوتا ہے یا غیر مرسوم بہر صورت اس کے آداب کیا ہیں؟ کیا اس کی تعظیم تقاضائے ایمان مومن ہے جسے بے طہارت چھونا، غیر مسلم کے ہاتھوں فروخت کرنا اور اس پر غیر قرآن کریم کو رکھنا ناجائز ہے؟

(۳) جس سی ڈی ومیموری میں قرآن کریم محفوظ ہے اس میں میوزک کے ساتھ نعتوں، منقبتوں، قصیدوں، غزلوں، فلمی گانوں، فرضی حکایتوں، ذی روح کی تصویروں کو محفوظ کرنا تعظیم کے ساتھ ان کا دیکھنا اور ان سے تلاوت قرآن پاک واذکار طیبہ سننا، اور اس کے نقوش سے وضو، بے وضو تلاوت قرآن کرنا، دینی مضامین پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) سی ڈی ومیموری وغیرہ میں قرآن کریم اور اسلامی مضامین محفوظ کرنے پر مالی عوض لینا کون سا عقد شرعی ہے؟ معقود علیہ از قبیل اعیان ہے یا اعراض ہے، بہر حال یہ عقد اور اس کا عوض لینا کیسا ہے؟

☆☆☆

مقالہ

از: حضرت علامہ محمد
عالمگیر صاحب رضوی
مصباحی عفی عنہ

خادم تدریس و افتاء
اسحاقیہ جودھپور
راجستھان

میموری کارڈ، سی ڈی، اور کمپیوٹر میں آیات قرآنیہ و دینی معلومات وغیرہ کے محفوظ کرنا اور ایسی سی ڈی وغیرہ کا حکم

(۱) سی ڈی کی وضع گراموفون کی طرح لہو ولعب محفوظ کرنے کیلئے ہے یا مطلقاً کسی قسم کی معلومات محفوظ کرنے کیلئے ہے.

(۲) جس سی ڈی یا میموری میں قرآن کریم محفوظ ہوتا ہے، مرسوم ہوتا ہے یا غیر مرسوم بہر صورت اسکے آداب کیا ہے؟ کیا اسکی تعظیم تقاضائے ایمان مؤمن ہے. جس سے بے طہارت چھونا، یا غیر مسلم کے ہاتھوں فروخت کرنا اور اس پر غیر قرآن کریم کو رکھنا ناجائز ہے؟

(۳) جس سی ڈی و میموری میں قرآن کریم محفوظ ہے اس میں میوزک کے ساتھ نعتوں، منقبتوں، قصیدوں، غزلوں، فلمی گانوں، فرضی حکایتوں، ذی روح کی تصویر کو محفوظ کرنا تعظیم کے ساتھ انکو دیکھنا اور ان سے تلاوت قرآن پاک و اذکار طیبہ سننا، اور اس کے نقوش سے وضو، بے وضو تلاوت قرآن کرنا، دینی مضامین پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) سی ڈی میموری وغیرہ میں قرآن کریم اور اسلامی مضامین محفوظ کرنے پر مالی عوض لینا کونسا عقد شرعی ہے؟ معقود علیہ از قبیل اعیان ہے یا اعراض ہے. بہر حال یہ عقد اور اسکا عوض لینا کیسا ہے؟

الجواب: ہو الملہم بالحق والصواب.

(۱) فقیر راقم الحروف کے نزدیک سی ڈی کی وضع گراموفون کی طرح لہو ولعب کیلئے نہیں ہوئی ہے بلکہ کسی بھی قسم کی معلومات کو محفوظ کرنے کیلئے اسکی وضع ہوئی ہے اس میں جہاں قرآن کریم محفوظ ہوتا ہے وہیں نعت، منقبت، قصائد، اذکار طیبہ، دینی مضامین وغیرہ محفوظ ہوتے ہیں تو جو امور جائز ہیں ان امور کے استعمال کیلئے سی ڈی کا استعمال جائز ہے اور جو امور ناجائز ہیں ان امور کیلئے سی ڈی کا استعمال ناجائز ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان گراموفون کے تعلق سے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں گراموفون کے ریکارڈ اوس آواز کے محافظ ہوتے ہیں جو اون میں بھری گئی ہے۔ لہٰذا جو حکم اوس آواز کا تھا وہ اب بھی باقی ہے اگر وہ آواز ایسی تھی جسکا سننا جائز تھا تو اب بھی جائز ہے اور ناجائز تھا تو اب بھی ناجائز ہے۔

(فتاوی امجدیہ ج: ۴ ص: ۲۰۳)

تو مذکورہ بالا فتویٰ میں جس طرح گراموفون کے استعمال کی دو حیثیت ذکر کی گئی کہ ایک حیثیت سے اسکا استعمال جائز ہے اور ایک حیثیت سے اسکا استعمال ناجائز ہے اسی طرح مِن و عَن سی ڈی کے استعمال کی بھی دو حیثیت ہے ایک حیثیت سے اسکا استعمال جائز ہے اور ایک حیثیت سے اسکا استعمال ناجائز ہے. ھذا ماعندی

والعلم بالحق عند ربی عز وجل وعلمه اتم و احکم والله تعالیٰ اعلم .

(۲) جس سی ڈی ومیموری میں قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے وہ غیر مرسوم ہوتا ہے اور اگر اس سی ڈی میں مرسوم بھی ہو تو بھی اس سی ڈی ومیموری کو بے وضو چھونا اور غیر مسلموں کے ہاتھوں فروخت کرنا اور اس سی ڈی ومیموری پر غیر قرآن کریم کو رکھنا جائز و درست ہے جس طرح ٹیپ ریکارڈ میں قرآن کریم کی تلاوت محفوظ ہوتی ہے تو اسکو محدث (بے وضو) چھوسکتا ہے مِــن و عَــن اسی طرح جس سی ڈی ومیموری میں قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے خواہ وہ مرسوم ہو یا غیر مرسوم ہو اس سی ڈی ومیموری کو بے وضو چھونا جائز و درست ہے یونہی اس سی ڈی ومیموری کو غیر مسلموں کے ہاتھوں فروخت کرنا اور اس پر غیر قرآن کریم کو رکھنا جائز و درست ہے مگر بہتر نہیں ہے اولاً جس سی ڈی ومیموری میں قرآن مجید محفوظ ہوتا ہے تو حروف قرآنی ایسی شکل وصورت میں نہیں لکھے جاتے ہیں کہ انہیں پڑھا جاسکے انکی حیثیت الفاظ کے نقوش کی نہیں بلکہ عکس کی ہے ان پر قرآن حکیم کا اطلاق نہیں ہوسکتا ہے.

ثانیاً مرسوم ہونے کی صورت میں اگر انکو پڑھا بھی جاسکتا ہے مگر ان پر مکتوب فی المصاحف کا اطلاق نہیں ہوسکتا ہے اس وجہ سے ان پر قرآن حکیم کا اطلاق نہیں ہوسکتا ہے اصطلاح شرع میں قرآن پاک کی تعریف وتحدید یہ ہے کتاب الله فی المصطلح الشرعی هو القران المنزل علیٰ رسول الله ﷺ المکتوب فی المصاحف المنقول عن النبی ﷺ نقلاً متواترا بلا شبه وهو النظم والمعنیٰ شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں قرآن وہ ہے جو حضور اقدس ﷺ پر نازل ہوا اور جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور آپ سے تواتر کے ساتھ وہ منقول ہوتا چلا آرہا ہے جسکی نقل میں ایک ادنیٰ شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا ہے اور قرآن پاک لفظ و معنیٰ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے (شرح الاصول للبزدوی) اور نور الانوار میں ہے تعریف الکتاب کے تحت ہے وقال واما الکتاب فالقران المنزل علی الرسول علیه السلام المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلاً متواتراً بلا شبة وهو اسم للنظم والمعنیٰ جمیعاً. (نور الانوار ص:۹/۱۰ تعریف الکتاب)

بہر حال جس سی ڈی ومیموری میں قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے وہ غیر مرسوم ہوتا ہے اور اگر سی ڈی ومیموری میں مرسوم بھی ہو تو بھی اس سی ڈی ومیموری کو بے وضو چھونا اور غیر مسلموں کے ہاتھوں فروخت کرنا اور اس سی ڈی ومیموری پر غیر قرآن کو رکھنا درست ہے مگر اس سی ڈی ومیموری کو بے وضو چھونا بہتر نہیں اور غیر مسلموں کے ہاتھوں فروخت کرنا بہتر نہیں یونہی اس سی ڈی ومیموری پر غیر قرآن پاک رکھنا بہتر نہیں جائز بہر صورت ہے. هذا ماعندی والعلم بالحق عند ربی عز وجل وعلمه اتم و احکم والله تعالیٰ اعلم.

(۳) جس سی ڈی ومیموری میں قرآن کریم محفوظ ہوتا ہے تو ان سے تلاوت قرآن پاک اور اذکار سننا اور انکے نقوش سے با وضو و بے وضو تلاوت قرآن حکیم کرنا دینی مضامین پڑھنا شرعاً جائز و درست ہے اس سی ڈی ومیموری میں میوزک کے ساتھ نعتوں، منقبتوں، قصیدوں، غزلوں، فلمی گانوں، فرضی حکایتوں اور ذی روح کی تصویروں کو محفوظ کرنا اور تعظیم وتکریم کے ساتھ ان ذی روح کی تصویروں کو دیکھنا سب ناجائز وحرام وگناہ ہے یونہی میوزک کے ساتھ

نعتوں، منقبتوں، قصیدوں، غزلوں، فلمی گانوں، فرضی حکایتوں کو سننا بہرصورت ناجائز وحرام وگناہ ہے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ومن الناس من يشترى لهو الحديث الآية قيل نزلت فى النضرابن الحرث بن كلدة وكان يتجر فيأتى الحيرة ويشترى اخبار العجم ويحدث بها قريشاً ويقول ان محمداً يحدثكم بحديث عاد و ثمود وانا احدثكم بحدث رستم واخبار الاكاسرة فيستمعون حديثه ويتركون استماع القرآن فانزل هذه الأيةوقيل هو شراء القنيات والمغنين ومعنى الأيةومن الناس من يشترى ذات لهو اوذالهو الحديث وروى البغوى باسناد الثعلبى عن ابى امامة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺلا يحل تعليم المغنيات ولا بيعهن واثمانهن حرام وفى مثل ذلك نزلت هذه الأية ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله وما من رجل يرفع صوته بالغناء الا بعث الله له شيطانين احدهما على هذا المنكب والأخر على هذا المنكب فلا يزالا يضربانه بارجلهما حتى يكون هو الذى يسكت اخرجه الترمذى وهذا لفظه عن اسامة ان رسول الله ﷺقال لا تبيعوا القنيات والمغنيات ولا تشتروهن ولاتعلموهن ولا خير فى تجارة فيهن وثمنهن حرام وفى مثل هذا نزلت ومن الناس من يشترى لهو الحديث الأية وعن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه ان النبى ﷺنهى عن ثمن الكلب وكسب المزمار وقال مكحول من اشترى جارية ضرابة ليمسكها الغنائم وضربها مقيماًعليه حتى يموت لم أصل عليه ان الله تعالى يقول ومن الناس من يشترى لهو الحديث الأية وعن ابن مسعود وابن عباس و الحسن وعكرمة وسعيد بن جبير قالوا لهو الحديث هو الغناء والأية نزلت فيه ومعنى يشترى يستبدل ويختار الغناء والمزامير و المعازف على القران وقال ابو الصهباء سألت ابن مسعود عن هذه الأية فقال هو الغناء والله الذى لا اله الا هو يرددها ثلاث مرات وقال ابراهيم النخعى ينبت النفاق وقيل هو كل لهو ولعب وقيل هو الشرك ليضل عن سبيل الله اى عن دين الاسلام وسماع القرآن بغير علم ويفعله عن جهل وحسب المرء من الضلالة ان يختار حديث الباطل على حديث الحق ويتخذها هزواً اى يتخذ آيات الله هزوا اولئك يعنى الذين هذه صفتهم (لهم عذاب مهين) والمراد بالحديث الحديث المنكر كما جاء فى الحديث الحديث فى المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش او للتبعيض كانه قيل ومن الناس من يشترى بعض الحديث الذى هو اللهو منه۔(تفسير خازن المجلد الثالث ص:۴۷۸) مدارك التنزيل المجلد الرابع ص:۱۲۸).

حدیث شریف میں فرمایا ہے: امرنى ربى بمحق المعازف میرے پروردگار نے مجھے باجوں کے مٹانے کا

حکم دیا ہے دوسری حدیث پاک میں قیامت کی نشانیوں میں نے فرمایالیکونن اقوام یستحلون الحرو الحرير والخمر و المعازف ن ایسی قوم پیدا ہوگی جوآزاداور ریشم اورشراب اور باجوں کوحلال جانیگی (حاشیہ فتاوی امجدیہ جلد ثانی ص: ۱۱/ ۱۲) اورذی روح کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ناجائز وحرام وگناہ ہے یونہی تعظیم وتکریم کے ساتھ انکا دیکھنا ناجائز وحرام وگناہ ہے حدیث پاک میں ہےان اشد الناس عذاباً عند الله المصورون دوسری روایت میں ہےاشد الناس عذابأيوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله (بخاری شریف جلد ثانی ص:۸۸۰) اورامام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا حضور اعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا اور بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور انکے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا احادیث اس بارے میں حدتواتر پر ہیں یہاں بعض مذکور ہوتی ہیں صحیحین ومسند امام میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کل مصور فی النار يجعل الله له بكل صورة صورها نفسها فتعذبه فی جهنم ہر مصور جہنم میں ہے اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کریگا کہ وہ جہنم میں اسے عذاب کرے انہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قال الله تعالیٰ ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقی فیخلقوا ذرة او ليخلقوا حبة او ليخلقوا شعيرة . اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اس سے بڑھکر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں کا دانہ تو بنادیں ۔ صحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:ان الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم احيوا ماخلقتم بیشک یہ جوتصویر بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے ان سے کہا جائیگا یہ صورتیں جوتم نے بنائی تھی ان میں جان ڈالو۔ مسند احمد وصحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:من صور صورة فان الله معذبه حتی ينفخ فيها الروح وليس بنافخ جو کوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالیٰ اسے عذاب کریگا یہاں تک کہ اسمیں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج:۹ نصف اول ص: ۱۴۳/ ۱۴۴)

امام اہلسنّت سیدنا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی اقول کے تحت فرماتے ہیں:ولا قرة عين فيه لمن يمسك التصاوير فی صندوقه للنظر فيها متى شاء فانها وان كانت مستورة مادامت فی الصندوق لكنه يفتحه و يخرجها فتظهر فيأتی التحريم والامساك لامر ممنوع ممنوع (فتاوی رضویه ج:۹ص:۵۸ نصف اخر كتاب الحظر والاباحة) اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ تصویر کھینچنا یا کھینچوانا یا اسے بر وجہ تعظیم رکھنا ناجائز وحرام ہے۔(فتاوی امجدیہ جلد ۴ ص:۱۷۲) اور حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام (فتاوی رضویہ ج:۹/صفحہ ۲۱۸،نصف اوّل)یونہی بے اصل وباطل

روایات کا پڑھنا سننا حرام وگناہ ہے (فتاوی رضویہ ج:۹ ص:۱۵۴ نصف اول) اور ایسا ہی فتاوی امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۱۴ پر بھی ہے۔ هذا ماعندی والعلم بالحق عند ربی عز وجل وعلمه اتم و احکم والله تعالیٰ اعلم۔

(۴) اولاً سی ڈی ومیموری بلاشبہ مال ہیں اور جب سی ڈی ومیموری مال ہیں اور عین ہیں تو انکی خرید وفروخت شرعاً جائز ودرست ہے یونہی سی ڈی ومیموری میں جو قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے اور ان میں جو بھی اسلامی مضامین محفوظ ہوتے ہیں تو وہ متعلق بالعَین ہیں اور متعلق بالعین ہونے کی حیثیت سے ان کے مال ہونے میں کلام نہیں کیا جاسکتا ہے لہذا بالواسطہ وتبعاً انکی خرید وفروخت جائز ودرست ہے عنایہ شرح ہدایہ میں ہے ان محل البيع انما الاعيان التی هی اموال اوحق يتعلق بها (العنايه علی هامش الفتح ج:۶ ص:۶۶ مبحث بيع الطريق و هبته) اور فتح القدیر میں ہے والبيع لا بد ان يكون احدهما ای مالاً او حقاً متعلقاً بالمال (ج: ۶ ص: ۶۴)۔ ثانیاً شعاعوں کے ذریعہ سی ڈی ومیموری میں قرآن پاک واسلامی مضامین کو محفوظ کیا جاتا ہے اور شعاعیں عند التحقیق موجود تو ہیں البتہ بغیر ظرف کے واسطہ کے مقدور التسلیم نہیں اور بواسطۂ ظرف مقدور التسلیم اشیاء کی بیع صحیح ہے جیسے دودھ، رقیق گھی، سیال ادویہ، تیزاب، آکسیجن، ایل، پی، جی، مائے صافی، سرکہ، روغنیات، وغیرہ کی بیع ان کے ظروف کے ساتھ ہی ہوتی ہے اور بلاشبہ صحیح ہوتی ہے ایسا نہیں ہے کہ ایل، پی، جی، آکسیجن اور روغنیات کی بیع ان کے ظروف سے جدا کر کے ہو جائے پھر اگر بائع نے اس طرح کے کسی رقیق کو اپنے ظرف سے بائع کے ظرف میں منتقل کر دیا تو رقیق مشتری کا مقبوض ہو جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل جزئیات سے ظاہر وعیاں ہے فتاوی ہندیہ میں ہے اشتری من اخر دهناً معيناً و دفع اليه قارورة ليزنه فيها فوزن بحضرة المشتری صار المشتری قابضاً و ان كان فی دكان البائع او فی بيته وان كان وزن بغيبته المشتری قيل يصير قابضاً وهو الصحيح كذا فی جواهر الاخلاطی وفی البزازية وكل مكيل او موزون اذا دفع اليه الوعاء فكاله او وزنه فی وعائه كذا فی البحر الرائق ولو كان الدهن غير معين لا يصير قابضاً ولا مشترياً سواء وزن بغيبته او بحضرته ولا يحل للمشتری تصرف المالك فيه وهو المختار للفتوىٰ هكذا فی جواهر الاخلاطی۔ (ج:۳ ص:۱۸ الباب الرابع)۔

نیز اسی میں ہے ولو اشتری من آخر عشرة ارطال دهن بدرهم فجاء بقارورة ودفعها اليه وامره ان يكيل له فيها والدهن معين فلما وزن رطلا انكسرت القارورة وسأل الدهن ووزن الباقی وهما لا يعلمان بالانكسار فلما وزن قبل الانكسار فهلاكه علی المشتری وما وزن بعد الانكسار فهلاكه علی البائع وان بقی بعد الانكسار شئ مما وزن قبل الانكسار وصب البائع فيه دهناً آخر كان ذلك لبائع وضمن مثله للمشتری كذا فی الظهيرة (فتاوی هنديه ص:۱۹ ج:۳ الباب الرابع من كتاب البيوع)۔ نیز اسی میں ہے وذكر فی المنتقی رجل اشتری سمناً ودفع الی البائع ظرفاً وأمره بان يزن فيه

وفی الظرف خرق لا یعلم به المشتری والبائع یعلم به فتلف کان التلف علی البائع ولا شیٔ له علی المشتری وان کان المشتری یعلم بذلک والبائع لا یعلم او کانا یعلمان جمیعاً کان المشتری قابضاً للبیع وعلیه جمیع الثمن (فتاوی هندیه ص:۱۹ج:۳ الباب الرابع من کتاب البیوع)۔ مبیع کا قابل رویت ہونا بیع کے لزوم کیلئے ضروری ہے بیع کے انعقاد اور صحت کیلئے نہیں اسکا مطلب یہ ہوا کہ بغیر مبیع کو دیکھے ہوئے بھی بیع منعقد اور صحیح ہو جائیگی مگر مشتری کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ مبیع کو دیکھنے کے بعد کوئی عیب نظر آئے تو بیع کو رد کردے فتاویٰ ہندیہ میں ہے شراء مالم یره جائز کذافی الحاوی .....من اشتری شیئاً لم یره فله الخیار اذا راٰه ان شاء اخذه بجمیع ثمنه وان شاء رده سواء راٰه علی الصفة التی وصفت له او علی خلافها کذا فی فتح القدیر ....ولا یمنع ثبوت الملک فی البدلین ولکن یمنع اللزوم کذافی محیط السرخسی اھ (ج:۳ص:۵۸ الباب السابع فی خیار الرویة من البیوع)۔ مذکورہ فقہی جزئیات سے روز روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہوگیا کہ جس طرح دودھ، رقیق گھی، سیال ادویہ، تیزاب، آکسیجن، ایل، پی، جی، مائے صافی، سرکہ، روغنیات وغیرہ کی بیع انکے ظروف کے ساتھ ہی ہوتی ہے اور بلاشبہ یہ بیع صحیح ہوتی ہے من وعن اسی طرح سی ڈی ومیموری میں قرآن حکیم کی جو تلاوت محفوظ ہوتی ہے اور ان میں جو بھی اسلامی مضامین محفوظ ہوتے ہیں ان کی بھی بیع بواسطۂ ظرف (سی ڈی ومیموری) صحیح ودرست ہے اور جب قرآن پاک اور اسلامی مضامین سی ڈی ومیموری میں شعاعوں کے ذریعہ محفوظ کیا جاتا ہے اور شعاعیں اعیان سے ہیں، مال متقول ہیں، مقدور التسلیم ہیں اور جن چیزوں میں یہ محفوظ کی جاتی ہے وہ انکے ظروف ہیں جیسے ٹیوب اور گیس سلینڈر ہوا اور ایل، پی، جی، کے ظروف ہیں۔ لہٰذا انکی بیع بالواسطہ و تبعاً جائز ودرست وصحیح ومنعقد ہے لہذا فقیر راقم الحروف کے نزدیک جب سی ڈی ومیموری کی بیع وشراء کی جائے تو اس وقت معقود علیہ اعیان کے قبیل سے ہوگا اور جب سی ڈی و میموری میں جو قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے اور ان میں جو اسلامی مضامین محفوظ ہوتے ہیں انکی بیع وشراء کی جائے تو اس وقت معقود علیہ اعراض کے قبیل سے ہوگا۔ شعاعوں کے مال ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ فقہائے کرام نے مال کی جو تعریف کی ہے وہ ان پر بخوبی صادق آتی ہے یعنی ذخیرہ اندوزی کے قابل ہونا اور اپنے حسب منشا اس میں تصرف کرنا جیسا کہ درج ذیل فقہی عبارات سے عیاں ہے الکشف الکبیر پھر بحر پھر ردالمحتار میں ہے: المراد بالمال مایمیل الیه الطبع ویمکن ادخاره لوقت الحاجة والمالیة تثبت بتمول الناس کافة او بعضهم و التقوم یثبت بها وباباحة الانتفاع به شرعاً اھ ملتقطاً (رد المحتار، اول کتاب البیوع ص:۳ج:۴ ماجدیه) نیز ردالمحتار میں ہے وفی البحر عن الحاوی القدسی المال اسم لغیر الآدمی خلق لمصالح الآدمی وامکن احرازه والتصرف فیه علی وجه الاختیار اھ (رد المحتار ص:۳ج:۴ ماجدیه) نیز اسی میں ہے وفی التلویح من بحث القضاء والتحقیق ان المنفعة ملک لا مال لان الملک مامن شانه ان یتصرف فیه لوصف

الاختصاص والمال مامن شانه ان يدخر للانتفاع وقت الحاجة والتقويم يستلزم المالية عند الامام اه .(رد المحتار اول كتاب البيوع ج:۴ص:۳ماجديه) . ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ مال وہ چیز ہے (۱) جو مصالح انسانی کیلئے پیدا کی گئی ہو (۲) اس کی طرف انسان کی طبیعت مائل ہو، (۳) اور وقت حاجت کیلئے اسکی ذخیرہ اندوزی ممکن ہو (۴) اپنے اختیار سے اس میں تصرف کیا جا سکے کہ چاہیں تو اسے خرچ کریں اور چاہیں تو نہ خرچ کریں. مال کی تعریف ان چار اوصاف سے کی گئی ہے اور برقی شعاعوں میں یہ چاروں اوصاف یقیناً موجود ہیں. برق ہو یا برقی شعاعیں یہ سب مصالح انسانی کیلئے ہیں انکی طرف طبائع مائل ہوتے ہیں بلکہ ہر شخص کو یہ اشتیاق ہوتا ہے کہ اسے برقی انوار اور شعاعیں حاصل رہیں اور تھوڑی دیر کیلئے بھی انکا رشتہ کاروبار زندگی سے منقطع نہ ہو، وقت حاجت کیلئے انکی ذخیرہ اندوزی کا تجربہ روزمرہ کی زندگی میں سبھی کو ہے، موبائل، ٹارچ، لیپ ٹاپ انوٹر کی بیٹری، سولر لائٹ، سولر کوکر وغیرہ میں انہیں برقیات کو چارج کرکے محفوظ کیا جاتا ہے پھر ہم اس میں اپنے اختیار سے تصرف کرتے ہیں، جی میں آتا ہے تو خرچ کرتے رہتے ہیں یا روک لیتے ہیں، ٹھیک یہی حال برقی شعاعوں کا بھی ہے، اسلئے برقی شعاعوں پر مال کی تعریف صادق آتی ہے. اور برقی شعاعیں شرعاً مال ہیں جیسا کہ عرفاً بھی مال ہیں.

{ایک شبہ} ممکن ہے کسی کے دل میں یہ شبہ آئے کہ مال کیلئے عین یعنی مادی ہونا ضروری ہے جو کچھ جگہ گھیرے اور قائم بالذات ہو چنانچہ فتح القدیر میں ہے. المال عين يمكن احرازها و امساكها . مال وہ عین یعنی مادی چیز ہے جسے جمع کرکے رکھا جا سکے (فتح القدير مع الكفاية وغيرها ص:۶۴ ج:۶). المراد بالمال عين يجرى فيه التنافس و الابتذال (الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر اه ص:۳ ج:۲). ان محل البيع اما الاعيان التى هى اموال او حق يتعلق بها اه (العناية على هامش الفتح ص:۲۶ ج:۶) فتاوی ہندیہ میں ہے. واما انواعه فبالنظر .... الى المبيع اربعة . بيع العين بالعين وهى المقايضة ...وبيع الدين بالدين كأكثر البياعات هكذا فى بحر الرائق اه (ص:۳ ج:۳ الباب الاول من كتاب البيوع).

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مبیع عموماً عین ہوتا ہے اور بیع صرف میں دین ہوتا ہے مگر دین سے مراد یہاں سونا چاندی ہے اسلئے وہ بھی عین ضروری ہے الغرض مال ایسی چیز کو کہتے ہیں جو مادی ہو جگہ گھیرے قائم بالذات ہو اور برقی شعاعیں تو اعراض کے قبیل سے ہیں وہ عین یا مادی نہیں ہیں کہ قائم بالذات نہیں بلکہ وہ کسی عین مثلاً تانبے کے تار وغیرہ کے ساتھ قائم ہیں۔

{ازالۂ شبہ} (الف) مال کے جو اوصاف اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ فی الواقع عین کے ہی اوصاف ہیں اور جب یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ شعاعوں میں وہ تمام اوصاف موجود ہیں تو یہیں سے شعاعوں کا عین ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے. (ب) اعراض کا اپنا کوئی مستقل وجود نہیں ہوتا جیسے اوصاف، منافع، حرکات، کہ یہ کسی مستقل چیز کے ضمن میں ہی وجود پذیر ہوتے ہیں سکونت کسی مکان کے ضمن میں ہوتی ہے. حرکت کسی چلنے والے کا وصف ہے ہنسا کسی انسان کے ساتھ پایا جاتا ہے یعنی انکا وجود مکان، ماشی، انسان کے تابع ہے وہ نہ ہوں تو یہ بھی نہ ہوں. اسکے برخلاف برق اور

برقی شعاعوں کا اپنا مستقل وجود ہے ہماری دنیا کی پوری فضا برق سے بھری پڑی ہے اس کے ذریعہ ہم موبائل، ٹیلی فون، ریڈیو، انٹرنیٹ وغیرہ سے ساری دنیا میں آناً فاناً پیغامات بھیجتے اور سنتے ہیں. اور تانبے کا تار موبائل، انونٹر کی بیٹری، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، سولر کولر وغیرہ اسکے ظروف ہیں انھیں ظروف کے ذریعہ برق اور برقی شعاعوں کو ہم کنٹرول کرکے اپنے تصرف میں لاتے ہیں ایسا نہیں ہیکہ ان اشیاء کے ضمن میں برق کا وجود ہوتا ہے جیسے مشی کے ضمن میں حرکت کا اور مکان کے ضمن میں سکونت کا وجود ہوتا ہے. اسکی دلیل یہ ہے کہ جب یہ چیزیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں تو بھی یہ کرۂ بسیط شعاعوں سے بھرا پڑا تھا. اور اب بھی بھرا پڑا ہے یعنی جیسے. یہ شعاعیں تار، بیٹری وغیرہ میں مقید ہوکر موجود رہتی ہیں ویسے ہی ان سے آزاد کردہ بھی اسلئے یہ چیزیں ظرف ہوئیں. برق قدرتی بھی ہوتی ہے اور مصنوعی بھی اور دونوں عین ہیں اور دونوں کی ہی ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے جو ان کے اعیان سے ہونے کی واضح دلیل ہے پہلے کے زمانے میں برق اور برقی شعاعوں کو محفوظ کرنے کیلئے کوئی ظرف نہیں تھا. اسلئے یہ ناقابل تسلیم و تسلّم تھے مگر آج کے زمانے میں سائنس جدید کے اکتشافات سے ایسا ظرف بلکہ ظروف ایجاد ہو گئے ہیں جن میں برق اور برقی شعاعوں کو محفوظ کرلیا جاتا ہے اسلئے انکا تسلیم و تسلّم ممکن بلکہ واقع ہوگیا ہے۔ لہٰذا مطلقاً شعاعوں کی بیع بھی صحیح ہے اور مخصوص شعاعوں کی بھی.

{نظائر} اب ہم حقیقت کو واضح کرنے کیلئے برقی شعاعوں کے چند نظائر پیش کرتے ہیں. (الف) اسکی واضح نظیر شمسی شعاعیں ہیں جن نے دنیا کو بے پناہ توانائی حاصل ہوتی ہے مگر ہزاروں برس تک دنیا اسکو محفوظ کرنے کا انتظام نہ کرسکی. اور اب اسکو محفوظ کرنے کیلئے مختلف اقسام کے ظروف ایجاد ہو چکے ہیں جیسے سولر کوکرس، باکس ٹائپ کوکر، شمس تندور، سولر لائٹ کتاب دھوپ چولھا میں ہے. سولر کوکر میں جو گرمی شمس شعاعوں سے جذب کی جاتی ہے ان سے کھانا پکتا ہے (ص ۹۵) شمس کوکر، اور تندور کے تعلق سے پوری تفصیل، اس کتاب میں موجود ہے شمس توانائی کے تعلق سے کتاب، بائیو گیس پلانٹ، کی یہ عبارت گزر چکی. سورج لگا تار اپنے اندرونی نیوکلیر فیوزن (nuclear) fusion کے عمل سے ۳۸۰ ملین میگا واٹس (380 million maga watts) توانائی خارج کرتا جس سے اسکا وزن چار ملین ٹن فی سیکنڈ (4million tonnes per second) کم ہوتا رہتا ہے (ص ۲۸). میگاواٹ بجلی ناپنے کا پیمانہ ہوتا ہے اور یہاں توانائی سے شمس شعاعیں ہی مراد ہیں اور ان شعاعوں کو بھی برقی شعاعوں کی طرح ....واٹ ناپا جاتا ہے۔

{شعاعوں کے بارے میں علماء کے آرا}

شمسی شعاعوں کے تعلق سے سائنس جدید کے اکتشافات سے پہلے علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے بعض علماء نے فرمایا کہ یہ شعاعیں جسم ہیں اور بعض نے فرمایا کہ جسم نہیں. بلکہ کیف و عرض ہیں چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واختلف الناس فی ان الشعاع الفائض من الشمس هل هو جسم او عرض؟ والحق انه عرض وهو كيفية مخصوصة (التفسير الكبير ص:۲۲۵ ج: ۸) علامہ آلوسی لکھتے ہیں: من الناس من زعم انه اجسام صغار تنفصل عن المضى وتتصل بالمستضئ وهو باطل. لان الشمس اذا طلعت من الافق

یستبین وجه الارض کله دفعة ومن البعید ان تنتقل تلک الاجزاء من الفلک الرابع الی وجه الارض فی تلک اللحظة اللطیفة سیما والخرق علی الفلک محال عندهم اه ملتقطاً.(تفسیر روح المعانی ص:۲۷۳/۷۷ ج:۷) یہ دلیل بہت ضعیف ہے .کیونکہ سورج کی شعاعیں زمین پر اتر چکی ہیں اسلئے قلیل وقفہ میں وہ روئے زمین پر پھیل کر اسے منور کر دیتی ہے اور فلک کا خرق والتیام ہم اہل حق کے نزدیک محال نہیں ممکن ہے .امام صاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اعلم ان حقیقة النور کیفیة تدرکها الباصرة اولاً وتدرک بواسطتها سائر المبصرات کالکیفیة الفائضة من النیّرین علی الاجرام .الکثیفة المحاذیة لها وهو بهذا المعنی مستحیل اطلاقه علی الله تعالی والنور کما یطلق علی الکیفیة یطلق علی الظاهر فی نفسه المظهر لغیره وهو بهذا المعنی یصح اطلاقه علی الله تعالی فهو سبحانه وتعالیٰ نور بمعنی مظهر الاشیاء من العدم الی الوجود اھ.(حاشیة الصاوی علی الجلالین ص:۱۳۹ ج:۳/دار احیاء التراث العرجی) امام ابن حجر علیہ الرحمہ حدیث "اللهم اجعل فی قلبی نوراً وفی بصری نوراً" کے تحت فرماتے ہیں والتحقیق فی معناه ان النور مظهر مانسب الیه وهو مختلف بحسبه فنور السمع مظهر المسموعات ونور البصر کاشف للمبصرات ونور القلب کاشف عن المعلومات اھ. (فتح الباری ص:۱۱۸ ج:۱۱ دار نشر الکتب ونحوه فی عمدة القاری.ص:۲۸۷ ج:۲۲،ادارة الطباعة المنیرة).ان عبارات سے عیاں ہوتا ہے کہ نور اپنی حقیقت کے لحاظ سے جسم ہے .یا کیف وعرض اس بارے میں اختلاف ہے، قائلین عرض کے اپنے جو بھی دلائل ہیں لیکن بنیادی طور پر انکی فکر کا مرکز یہی امر ہے .کہ نور کا احراز واذخار نہیں ہوتا مگر اب تو سب کچھ ہوتا ہے جیسا کہ یہ امر یقینیات و بدیہیات سے ہے .علاوہ ازیں نور کی ایک تعریف ہے، جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو بھی ظاہر کردے اس تعریف کے لحاظ سے نور جسم ہے اور یقیناً برقی اور شمسی شعاعیں بجائے خود ظاہر اور دوسری بہت سی اشیاء کیلئے مظہر ہیں اسلئے وہ جسم ہی ہیں.(ب) گیس بھی پہلے ہمارے کنٹرول سے باہر تھی اور جب سے اسکو کنٹرول کرنے کیلئے ظروف ایجاد ہوئے ہیں انسان اپنے اختیار سے اس میں تصرف کرتا ہے گیس مختلف طرح کی ہوتی ہے جیسے.

(۱)ہائیڈروجن

Hydrogen..............H

دونوں کے مرکب کا استعمال

(۲)ہیلیم

Helium............He

غبارے بھرنے میں کیا جاتا ہے

(۹)

(۳)نائٹروجن

Nitrogen..............N

(۴)آکسیجن

Oxygen............O

(۵)فلورین

Fluorine............F

(۶)نی آن

Neon............Ne

(۷) آرگن

Argon............Ar

(۸) کرپٹان

Krypton........Kr

(۹) زینان

Xenon........Xe

(۱۰) ریڈان

Radon...........R

(۱۱) کلورین

Cllorine...........Cl

یہ گیس بھی مادی ہیں اور انکی تسلیم وتسلّم ممکن ہے انکے مادی ہونے کے ثبوت میں یہ امر کافی ہے کہ آکسیجن اور ہائیڈروجن دو گیسوں کے اشتراک سے پانی تیار ہوتا ہے اور پانی بلا شبہ جسم ہے جو عین ہے نیز زیادہ تر گیسیں مخصوص حالات میں رقیق میں اور کبھی ٹھوس میں بھی بدل جاتی ہیں یہ بھی انکے اعیان سے ہونے کی دلیل ہے ان میں کچھ گیسیں بے رنگ ہیں وہ نظر نہیں آتیں اور کچھ رنگین وہ نظر آتی ہیں اسکی تفصیل مختصراً یہ ہے۔

{سوال} برقی شعاعوں کی بیع عموماً یوں ہوتی ہے کہ مبیع خرچ ہوتا رہتا ہے یکجا نہیں ہوتا خواہ روشنی کیلئے شعاعوں کا استعمال ہو یا مشین وغیرہ چلانے لئے تو ان تمام صورتوں میں مبیع پر قبضہ کہاں ہوا؟

{جواب} برق یا برقی شعاعیں اپنی مشین، پنکھا، ٹیوب لائٹ، بلب وغیرہ میں پہونچتے ہی مقبوض ہوجاتی ہے کہ یہ سب چیزیں اپنے قبضے میں ہیں جیسے بائع مشتری کے بورے میں گیہوں بھردے تو وہ مشتری کا مقبوض ہوجاتا ہے اور مقبوض ہونے کے بعد ہی انکا استعمال شروع ہوتا ہے بیع تام ہونے کیلئے مطلقاً قبضہ ضروری ہے قبضۂ دوام کی حاجت نہیں پھر یہ قبضہ بھی اس وقت ضروری ہے جب خریدی ہوئی چیز کو بیچنا ہو بیچنے کی حاجت نہ ہو تو بیع بغیر قبضہ کے بھی تام ہوتی ہے بس اتنا ضروری ہیکہ مبیع قابل تسلیم وتسلّم ہو فتاوی عالمگیری میں ہے: ومنها القبض فی بیع المشتری المنقول وفی الدین اھ

(الفتاوی الهندیه ص:۳ ج:۳، الباب الاول)

بہار شریعت میں عالمگیری سے ہے. بیع کا حکم یہ ہیکہ مشتری مبیع کا مالک ہوجائے اور بائع ثمن کا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بائع پر واجب ہیکہ مبیع کو مشتری کے حوالے کردے اور مشتری پر واجب ہیکہ بائع کو ثمن دیدے یہ اس وقت ہے کہ بیع بات (قطعی) ہو۔ (بہار شریعت ص:۱۰ حصہ۱۱)

اسی لئے بیع کی ایک شرط یہ ہے کہ مبیع مقدور التسلیم ہو۔ نیز بہار شریعت میں ہدایہ وغیرہ کے حوالے سے ہے. غلہ خریدا اور مشتری نے اپنی بوری بائع کو دیدی اور کہہ دیا کہ اس میں ناپ یا تول کر بھردے تو ایسا کردینے سے مشتری کا قبضہ ہوگیا بائع نے مشتری کے سامنے اس میں بھرا ہو یا غیبت میں دونوں صورتوں میں قبضہ ہوگیا (بہار شریعت ص:(۱۰)۳۱ حصہ ۱۱). نیز اسی میں ہے مبیع اگر منقولات کی قسم میں سے ہے تو بائع کا اس پر قبضہ ہونا ضروری ہے قبل قبضہ کے چیز بیچ دی بیع ناجائز ہے ہدایہ وغیرہ (بہار شریعت ص:۱۷ حصہ ۱۱) ان مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ شعاعیں اعیان سے ہیں مال متقوم ہیں مقدور التسلیم ہیں اور جن چیزوں میں یہ محفوظ کی جاتی ہیں وہ انکے ظروف ہیں جیسے ٹیوب اور گیس سلینڈر رہوا، اور ایل، پی، جی کے ظروف ہیں لہذا انکی بیع جائز ودرست وصحیح ومنعقد ولازم ہے بہر حال

شعاعوں کی بیع جائز و درست ہے خواہ وہ برقی شعاعیں ہوں یا شمسی اور برق خواہ قدرتی ہو یا مصنوعی ہر حال میں انکی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ شعاعیں جواہر و اعیان کے قبیل سے ہیں اور مال متقوم ہیں یہ صحیح ہیکہ برقی شعاعیں برق سے شمسی شعاعیں شمس سے پھوٹتی ہیں اور انکا وجود اصالۃً برق و شمس کی ذات سے ہی پایا جاتا ہے مگر اسکی وجہ سے یہ برق و شمس کے تابع نہ ہوئیں نہ ہی عرض ہوگئیں کیونکہ یہ انکے اجزاء کی حیثیت سے انکے اندر جلوہ فگن ہوتی ہیں اور اجزاء کا ذات شی میں مستقل وجود ہوتا ہے جیسے دودھ جانوروں کے تھن سے گھی دودھ سے جوس پھلوں سے ماء اللحم گوشت سے تیل مختلف قسم کے پھلوں پھولوں دانوں سے کشد ہوتا ہے مگر یہ ان اشیاء کے تابع اور عرض نہیں بلکہ انکے اجزاء ہیں جنکا مستقل وجود ہے تو معلوم ہوا کہ برق و شمس سے شعاعیں پھوٹنا انکے عرض ہونے کی دلیل نہیں اور اگر ارباب فقہ و افتاء کے نزدیک برق و شمس سے شعاعوں کا پھوٹنا انکے اعراض کے قبیل سے ہونے کی دلیل ہے تو بھی فقیر راقم الحروف کے نزدیک ان شعاعوں کی خرید و فروخت تبعاً جائز و درست ہے تو بہر حال جب سی ڈی و میموری کی بیع و شراء کی جائے تو اس وقت معقود علیہ اعیان و جواہر کے قبیل سے ہوگا اور جب سی ڈی و میموری میں جو قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے اور جو ان میں مضامین محفوظ ہوتے ہیں انکی بیع و شراء کی جائے تو اس وقت معقود علیہ اعراض کے قبیل سے ہوگا تو گویا کہ پہلی حیثیت سے معقود علیہ اعیان و جواہر کے قبیل سے ہوگا اور دوسری حیثیت سے معقود علیہ اعراض کے قبیل سے ہوگا تو بہر حال سی ڈی و میموری کی بیع و شراء اصالۃً ہے اور جو ان میں قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے اور جو ان میں اسلامی مضامین محفوظ ہوتے ہیں انکی بیع و شراء بالواسطہ و تبعاً ہے لہٰذا سی ڈی و میموری کی بیع اصالۃً جائز و درست ہے اور ان میں جو قرآن پاک محفوظ ہوتا ہے اور جو ان میں اسلامی مضامین محفوظ ہوتے ہیں انکی بیع بالواسطہ و تبعاً جائز و درست ہے اور بہر دو صورت یہ بیع مطلق ہے جیسا کہ بالواسطہ مقدور التسلیم اشیاء کی بیع کے تحت ہدایہ فتح القدیر کفایہ بحر الرائق فتاوی ہندیہ وغیرہا کتب معتمدہ کے فقہی جزئیات کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ھذا ماعندی والعلم بالحق عند ربی عز وجل
وعلمہ اتم و احکم واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد عالمگیر الرضوی المصباحی عفی عنہ
خادم تدریس و افتاء اسحاقیہ جودھپور راجستھان
۲۸ / جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

(.........بقیہ ص ۶۷/۱۷)

ان حالات میں درجہ ذیل سوالات حل طلب ہیں امید کہ جواب دے کر شاد کام فرمائیں گے۔

(۱) ٹشو پیپر، کاغذ کی قسم سے ہے یا کوئی اور شئی، بہر صورت وہ قابل احترام ہے یا نہیں؟

(۲) کھانے کے بعد ٹشو پیپر کے ذریعہ ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء حاصل کرنا مکروہ ہے یا حرام، اگر مکروہ ہے تو تحریمی یا تنزیہی؟

(۳) علت کراہت کاغذ کی حرمت کی پامالی ہے یا کچھ اور؟

(۴) کیا آج کے زمانے میں کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کے لئے اس کے استعمال میں لوگوں کا ابتلا یا تعامل متحقق ہے؟ اور اس میں کچھ گنجائش نکل سکتی ہے؟

فقط والسلام
قاضی فضل احمد مصباحی
مفتی ضیاء العلوم بنارس (یوپی)

☆☆☆

از: عالیجناب عتیق احمد حشمتی، عالیجناب قاضی غلام مجتبیٰ رضوی
استاذ شعبۂ عصریات
مرکز الدراسات الاسلامیہ
جامعۃ الرضا، بریلی شریف

مقالہ

میموری کارڈ، سی ڈی، ڈی وی ڈی، ہارڈ ڈسک اور کمپیوٹر سوفٹ ویئر کا بیان

سی ڈی، ڈی وی ڈی اور ہارڈ ڈسک کے بنانے میں استعمال ہونے والی اشیاء

۱- پولی کاربونیٹ پلاسٹک
۲- تھن المونیم لیئر
۳- ایکرالائک کوٹنگ

(الف) پولی کاربونیٹ پلاسٹ: یہ ایک ایسا پلاسٹک ہوتا ہے جس میں ایک جانب سے دوسری جانب کا دیکھا جا سکے۔ (Transparent)

(ب) تھن المونیم لیئر: یہ ایک المونیم کی پتلی تہہ ہوتی ہے۔

(ج) ایکرالائک کوٹنگ: یہ ایک قسم کی پالش ہوتی ہے، جو ڈاٹا کو محفوظ کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔

ان سب چیزوں کو ملا کر اور کچھ کیمیکل کی مدد سے سی ڈی، ڈی وی ڈی اور ہارڈ ڈسک کو بنایا جاتا ہے۔

المونیم کو مخصوص لیبوریٹریز میں خود کار مشینوں کی مدد سے (جہاں پر صاف صفائی کا معاملہ اسپتالوں کے مقابلے میں سو گناہ زیادہ ہوتا ہے) میں بہت تیز درجۂ حرارت کے الیکٹرک کرنٹ سے اس شی کو پگھلایا جاتا ہے جس سے وہ سیال ہو جاتی ہے۔ اور اس المونیم میں ڈاٹا کو محفوظ کرنے کی طاقت (چمک) پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی سیال کو ایک تہہ کی شکل میں پھیلا دیا جاتا ہے اور اس تیز کرنٹ کو بند کردیا جاتا ہے۔ جس سے کہ درجۂ حرارت گر جاتا ہے اور یہ سیال جم کر ایک تہہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ڈاٹا کو محفوظ رکھنے کی قوت کو برقرار رکھنے کے لئے اس پر بعد میں ایکرالائک کوٹنگ (پالش) کردی جاتی ہے جس سے کہ ڈاٹا محفوظ رہتا ہے۔

میموری کارڈ

میموری کارڈ سیلیکان کی چپ سے بنایا جاتا ہے۔ اور سیلیکان چپ سینڈ سے (ایک خاص وادی کی ریت) سے مشینوں و کیمیکل کی مدد سے بنایا جاتا ہے سیلیکان چپ پر (IC) انٹی گریٹیڈ سرکٹس لگی ہوتی ہیں جن کے اندر بہت قلیل مقدار کا قوت حافظہ پایا جاتا ہے اور انہیں کثیر تعداد آئی سی کو سیمی کنڈکٹرس کی مدد سے ایک دوسرے سے جوڑ دیا جاتا ہے جس سے کہ بڑی مقدار کا قوت حافظہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ آئی سی ایک سیلیکان چپ پر لاکھوں کی تعداد میں سیمی کنڈکٹر کی مدد سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں جتنی زیادہ تعداد ہوگی اتنا ہی زیادہ قوت حافظہ پیدا ہوگا۔

ڈاٹا محفوظ کرنے کا طریقہ

واضح رہے کہ کمپیوٹر کے اندر دنیا کی کسی بھی زبان کو یا

گنتی کو سمجھنے کی قوت سوائے اس کے اپنے مخصوص بائنری نمبر (1/0) جو کہ صرف دو عددوں سے بنا ہوتا ہے، کوئی حرف یا گنتی کا بٹن کی بورڈ پر دبایا جاتا ہے تو اس سے ایک مخصوص قسم کا کرنٹ پیدا ہوتا ہے اس کرنٹ کو کمپیوٹر اپنے مخصوص نمبر سسٹم میں تبدیل کر کے سمجھتا ہے اور اسکرین پر ہمارے دبائے گئے بٹن کے نشان کو ظاہر کر دیتا ہے جس کو ایک کیرکٹر کہا جاتا ہے، اس ایک کیرکٹر کو محفوظ کرنے کے لئے کمپیوٹر زیادہ سے زیادہ (8 Bit) آٹھ بٹ قوت حافظہ کا استعمال کرتا ہے۔ اور آٹھ بٹ سے ایک بائٹ (Byte) بنتا ہے ایک ہزار چوبیس بائٹ سے ایک کلو بائٹ بنتا ہے اور ایک ہزار چوبیس کلو بائٹس سے ایک میگا بائٹ اور اسی طرح گیگا بائٹ و ٹیرا بائٹ بنتے ہیں۔ کمپیوٹر کی میموری کو مذکورہ بالا پیمانوں سے ناپا جاتا ہے۔

آج کل اسٹوریج ڈیوائیسز بہت ہی چھوٹے سرکٹ سے مل کر بنے ہوتے ہیں جو کہ ایک سیلکان چپ پر نقش ہوتے ہیں بٹ کو محفوظ کرنے والے بھی عناصر کو چپ کے اندر اتنی چھوٹی سی جگہ پر رکھا جاتا ہے کہ ایک چپ لاکھوں بٹس کو محفوظ کر سکتا ہے۔

کمپیوٹر کی کامیابی اس کی رفتار اور کافی حد تک خطا سے محفوظ رہنے کی بنیاد پر ہے روز افزوں نئی نئی ایجادات میں کمپیوٹر کی رفتار و اسٹوریج میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اور اس رفتار کا عالم یہ ہے کہ انہیں آدھے سیکنڈ سے بھی کم وقت میں کھولا جا سکتا ہے۔

"مذکورہ بالا امور چاہے وہ ڈاٹا اسٹور کرنا ہو یا مٹانا ہو یا اسے کھول کر دیکھنا ہو یا سننا ہو سسٹم سوفٹ ویئر کی مدد سے ہی انجام پذیر ہوتے ہیں۔ بغیر ان سوفٹ ویئر کی مدد سے مذکورہ بالا امور عمل میں نہیں لائے جا سکتے ہیں"۔

ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر کا تعلق

ہارڈ ویئر ان تمام آلات یا پرزوں کو کہتے ہیں جن سے کہ کمپیوٹر یا موبائل فون یا کوئی بھی مشین بنے ہوتے ہیں یا اس کے اندر لگے ہوئے ہوتے ہیں، جن کو ہم اپنی آنکھوں سے نہ صرف مشاہدہ کر سکتے ہیں بلکہ انہیں ہم چھو بھی سکتے ہیں اور محسوس بھی کر سکتے ہیں۔ انہیں آلات کو ہارڈ ویئر کہا جاتا ہے۔ اگرچہ ان آلات میں یا پرزوں میں از خود کوئی کام کر لینے کی کوئی صلاحیت نہیں ہوتی ہے، ان کو کام کرنے کے لائق بنانے کے لئے یا ان سے کام لینے کے لئے مخصوص پروگرام جنہیں سافٹ ویئر کہا جاتا ہے کو ان مشینوں میں انسٹال کیا جاتا ہے۔ ان سافٹ ویئرس کے انسٹال ہو جانے کے بعد چاہے کمپیوٹر ہو یا موبائل فون یا کوئی اور مشین کیوں نہ ہو میں کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے تبھی ان سے کام لیا جا سکتا ہے۔

واضح رہے یہ سافٹ ویئر خاص زبانوں میں لکھے گئے پروگرام ہوتے ہیں جن کو نہ تو دیکھا جا سکتا ہے نہ چھوا جا سکتا ہے نہ ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ان پروگرام کو اس مشین کی میموری میں فولڈر اور اس کے وزن کی شکل میں مشین کی مدد ہی سے دیکھا جا سکتا ہے۔

از: شعبۂ عصریات

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف

۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ / مطابق ۲۴ جون ۲۰۱۱ء

از: حضرت علامہ مولانا
قاضی فضل احمد مصباحی

سوال مع مقالہ

مفتی ضیاء العلوم
بنارس (یوپی)

کھانے کے بعد یا استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم

تہذیب جدید اور نئی روشنی جس کو نئی اندھیری کہنا زیادہ زیبا ہے، اس نے اقوام دنیا کے آئین، تمدن و معاشرت اور اخلاق واعمال، سیرت وصورت میں جونظر فریب، مگر مہلک انقلاب پیدا کیا ہے، اس کی تباہی و بربادی اہل بصیرت پر تو پہلے ہی سے واضح تھی، اور وہ لوگوں کو اس پر متنبہ بھی کرتے رہے، لیکن نوخیز طبائع پر ایک نیا نشہ چڑھا ہوا تھا، جس نے نہ کوئی نصیحت سنی اور نہ سننے دی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اس نئی تہذیب کو سرمایہ سعادت سمجھتے ہیں، اور اسی کی نقل اتارنے کو قوم کی فلاح و بہبود تصور کرتے ہیں۔

مثلاً اسلامی طریقہ یہ ہے کہ انسان بیٹھ کر کھائے پیئے، اللہ کے رسول ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا، حضرت قتادہ کہتے ہیں، ہم نے کہا یا رسول اللہ جب کھڑے ہوکر پینا منع ہے تو کھڑے ہوکر کھانے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: "ذلک اشد واخبث" (مسلم) شرح معانی الآثار میں ہے: قال ابو جعفر فذهب قوم الى كراهة الشرب قائماً واحتجوا فى ذالك بهذه الآثار وخالفهم فى ذالك آخرون فلم يروا بالشرب قائما باسا" (شرح معانی الآثار ج ۵ ص ۳۹۸)

اس تعلق سے امام احمد رضا قدس سرہٗ رقمطراز ہیں:

سوائے زمزم شریف وبقیۂ وضو کھڑے ہوکر پینا مکروہ ہے اس کی حدیثیں وفقہی بحث کتب علماء میں موجود ہیں"۔ (فتاوی رضویہ ج دہم نصف آخر ص ۳۰۴)

جب کہ آج شادی بیاہ کے موقع پر کھڑے ہوکر کھانے کو موڈرن تہذیب کا حصہ سمجھا جاتا ہے، ان بلاؤں کا شکار ایک تو وہ طبقہ ہے جس کو شریعت کی موافقت ومخالفت کی طرف کوئی التفات ہی نہیں لیکن ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو کچھ نہ کچھ اس کی فکر رکھتا ہے، مگر ناواقفیت یا غفلت کی وجہ سے اس میں مبتلا ہے، ایسے لوگوں کے لئے ضرورت ہے کہ ان کو صحیح احکام سے آگاہ کیا جائے۔ اسی تناظر میں کھانے کے بعد یا استنجا کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا مسئلہ زیر بحث ہے، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت اور حدیث سے ثابت ہے۔ امام ترمذی نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں" میں نے توریت میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد رضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے، اس بات کو میں نبی کریم صلی سے ذکر کیا حضور نے ارشاد فرمایا" برکۃ الطعام الوضو قبلہ و الوضو بعدہ" کھانے کی برکت اس سے پہلے ہاتھ دھونے کو سنت قرار دیتے ہیں، چنانچہ فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

"سنت یہ ہے کہ قبل طعام و بعد طعام دونوں ہاتھ

گٹوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ فقط انگلیاں دھولیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں، اس سے سنت ادا نہیں ہوتی''

(بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۸)

عالمگیری میں ہے: ''والسنة غسل الایدی قبل الطعام وبعده قال نجم الائمة البخاری وغیره غسل الید الوحدة او اصابع الیدین لایکفی لسنة گسل الیدین قبل الطعام لان المذکورة غسل الیدین وذالک الی الرسغ کذا فی القنیة۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۰)

البحرائق میں ہے: ''ویستحب غسل الیدین قبل الطعام فان فیه برکة وفی البرهانیة والسنة ان یغسل الایدی قبل الطعام وبعده''۔ (البحرائق ج ۸ ص ۲۳۷)

المحیط البرہانی میں ہے: ''ویستحب غسل الیدین قبل الطعام وبعده فان فیه برکة''۔

(المحیط البرہانی ج ۵ ص ۲۰۴)

ان فقہی جزئیات سے معلوم ہوا کہ کھانے کے بعد یا اس سے پہلے با قاعدہ گٹوں تک ہاتھ نہ دھونا بلکہ صرف انگلیوں کے دھونے پر اکتفاء کرنے سے سنت ادا نہیں ہوتی، ظاہر ہے کہ جہاں سے ہاتھ ہی نہ دھویا جائے، اور اس کی جگہ کاغذ استعمال کیا جائے اس سے سنت کیوں کر ادا ہوسکتی ہے، اس لئے فقہائے کرام اسے خلاف سنت اور مکروہ قرار دیتے ہیں، چنانچہ فتاویٰ عالم گیری میں ہے: ''حکی الحاکم عن الامام ان کان یکره استعمال الکواغذی فی ولیمة لیمسح بها الاصابع وکان یشدد فیه ویزجر عنه زجراً بلیغاً کذافی المحیط''۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۴۸۸)

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

''کھانے کے بعد کاغذ سے ہاتھ نہ پونچھنا چاہئے''۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۰)

جب کاغذ سے ہاتھ صاف کرنا درست نہیں تو اس سے استنجاء حاصل کرنا کس قدر شنیع ہوگا، علماء فرماتے ہیں کہ سادہ کاغذ بھی قابل احترام ہے، چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''کاغذ سے استنجا مکروہ وممنوع وسنت نصاریٰ ہے، کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے، اگر چہ سادہ ہو، اور لکھا ہوا ہو تو بدرجۂ اولیٰ۔

درمختار میں ہے: ''کره تحریماً بشئی محرم''۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۰۳)

(بقیہ ص ۵۸ پر............)

(............بقیہ ص ۷۳ کا)

اللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) علت کراہت کاغذ کے حرمت کی پامالی اور اتلاف مال ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) استنجاء حاصل کرنے میں تو نہیں۔ ہاں۔ البتہ کھانے کے بعد ٹیشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنے کا رواج کہیں کہیں ہے مگر چونکہ تعامل کیلئے عوام وخواص سب کا ابتلاء ضروری ہے۔ صرف عوام کا تعامل کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اور آج بھی نہ یہ کہ صرف خواص اس سے اجتناب بلکہ شرفاء بھی اس سے بچتے ہیں۔ لہٰذا یہ تعامل اولا تو عام نہیں ثانیا صرف عوام تک محدود، خواص اس سے دور ہیں اس لئے اس کا اعتبار نہیں اور نہ اس کی وجہ سے تخفیف ہوسکتی ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

از: حضرت علامہ محمد
عالمگیر صاحب رضوی
مصباحی عفی عنہ

خادم تدریس و افتاء
اسحاقیہ جودھپور
راجستھان

مقالہ

کھانے کے بعد یا استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم

(۱) ٹشو پیپر، کاغذ کی قسم سے ہے یا کوئی اور شئی، بہرصورت وہ قابل احترام ہے یا نہیں؟

(۲) کھانے کے بعد ٹشو پیپر کے ذریعہ ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء حاصل کرنا مکروہ ہے یا حرام اگر مکروہ ہے تو تحریمی یا تنزیہی؟

(۳) علت کراہت کاغذ کی حرمت کی پامالی ہے یا کچھ اور؟

(۴) کیا آج کے زمانہ میں کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کیلئے اس کے استعمال میں لوگوں کا ابتلا یا تعامل متحقق ہے یا اور اس میں کچھ گنجائش نکل سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: اللھم ہو الملہم بالحق والصواب۔

(۱) کاغذ سے ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء کرنا مکروہ و سنت نصاریٰ ہے جیسا کہ امام اہلسنّت مجدد اعظم سیدنا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کھانے کے بعد کاغذ سے ہاتھ نہ پوچھنا چاہئے۔ (فتاوی رضویہ شریف ج:۱ص:۳۰)

مزید تحریر فرماتے ہیں کاغذ سے استنجاء مکروہ و ممنوع و سنت نصاری ہے کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگر چہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجۂ اولیٰ (فتاوی رضویہ شریف ج:۴ص:۶۰۳)

کاغذ سے ہاتھ صاف کرنا اور اس سے استنجاء کرنا مکروہ ہے اس کے کئی اسباب ہیں ایک تو یہ کہ کاغذ چکنا ہوتا ہے دوسرے قیمتی ہوتا ہے اور تیسرے وہ لکھنے پڑھنے کا ذریعہ ہے اس لئے اسکا احترام ضروری ہوتا ہے جیسے آدمی اپنے کپڑے اور دامن سے کوئی گندی چیز صاف نہیں کرتا درمختار میں ہے: کرہ تحریماً بشئی محترم اور ردالمحتار میں ہے: ورق الکتابۃ لصقالتہ و تقومہ ولہ احترام ایضاً لکونہ آلۃ لکتابۃ العلم۔ (ج:۱ص: ۳۱۵)

مگر سوال نامہ میں جس ٹشو پیپر کے تعلق سے سوال کیا گیا ہے وہ ٹشو پیپر گو کہ کاغذ ہی کی قسم سے ایک قسم ہے مگر ٹشو پیپر کاغذ کی ایک ایسی مخصوص قسم ہے جس کی وضع کتابت علم کیلئے نہیں ہوئی ہے بلکہ اسکی وضع صرف ہاتھ صاف کرنے اور استنجاء کیلئے ہوئی ہے تو جب اسکی وضع کتابت علم کیلئے نہیں ہوئی ہے بلکہ استنجاء اور ہاتھ صاف کرنے کیلئے ہوئی ہے جیسا کہ ڈکشنری اوف کیمسٹری (Dictionary of chemistry) میں ہے ٹشو کا مطلب ہوتا ہے، پتلا۔ اور پیپر کا مطلب ہوتا ہے، کاغذ اور کوئی بھی کاغذ سیلولوز سے بنتے ہیں سیلولوز کی پتلی چٹائی تیار کر کے اسے الگ الگ روپ میں کاٹ دیا جاتا ہے یہی کاغذ ہوتا ہے (ڈکشنری اوف کیمسٹری پیگون ریفرینس انگلینڈ صفحہ ۱۹۵) تو بہرصورت شرعاً اسکے احترام کی جو علت تھی وہ یہاں متحقق نہیں ہوئی کیونکہ اسکا احترام آلہ علم ہونے کی وجہ سے ہے اور ٹشو پیپر کی وضع کتابت علم کیلئے ہوئی ہی نہیں ہے بلکہ اسکی وضع صرف ہاتھ صاف کرنے اور حصول استنجاء کیلئے ہوئی ہے تو جب اسکی وضع کتابت علم کیلئے نہیں ہوئی ہے بلکہ صرف حصول استنجاء اور ہاتھ صاف کرنے کیلئے ہوئی ہے تو جب علت احترام کا تحقق نہ ہوا تو وہ قابل

احترام نہ رہا ہاں صرف مال متقوم ہونے کی بنا پر وہ قابل احترام ہے اور امام اہلسنّت مجدد اعظم سیدنا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب مستطاب فتاوی رضویہ میں یہ جو تحریر فرمایا ہے ''کہ کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگر چہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجۂ اولیٰ تو فقیر راقم الحروف کے نزدیک اس کاغذ سے مراد وہ سادہ کاغذ ہے جس کی وضع ہی کتابت علم کیلئے ہوئی ہو گرچہ بروقت اس سادہ کاغذ پر کچھ بھی مکتوب و مرقوم نہ ہو پھر بھی وہ سادہ کاغذ (جسکی وضع کتابت علم ہی کیلئے ہو) لائق تعظیم و تکریم اور قابل احترام ہے اور جسکی وضع کتابت علم ہی کیلئے ہوئی ہے اگر اس پر کچھ مکتوب و مرقوم ہو تو بدرجۂ اولیٰ وہ لائق تعظیم و تکریم ہے فتاوی رضویہ جلد ۴ رصفحہ ۶۰۳ رکی مذکورہ بالا فقہی عبارت کا یہی مفاد و محمل و مصداق ہے مگر ٹشو پیپر کی وضع کتابت علم کیلئے نہیں ہوئی ہے (بلکہ استنجاء کے حصول اور ہاتھ صاف کرنے کیلئے ہوئی ہے) تو جب اسکی وضع کتابت علم کیلئے نہیں ہوئی ہے تو وہ شرعاً قابل احترام نہیں ہے کیونکہ جب عدم علت ہوگا تو عدم حکم ہوگا جیسا کہ نور الانوار کی بحث وجوہ فاسدہ میں صراحت ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ سید محمد ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں لکن نقلوا عندنا ان للحروف حرمة و مقطعة ام ومفاده الحرمة بالمكتوب مطلقاً (رد المحتار ج: ۱ ص: ۲۱۵) زید تحریر فرماتے ہیں وله احترام ايضاً لكونه ألة لكتابة العلم (رد المحتار ج: ۱ ص: ۲۳۷) اور جیسا کہ مفتی ہالینڈ مفتی عبد الواحد صاحب قادری ٹشو پیپر کی وضع کے مقصد اور اسکے استعمال کے تعلق سے جواباً تحریر فرماتے ہیں: عام کتب فقہیہ میں کاغذ سے نجاست صاف کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ کاغذ تعلیم و تعلم کا ذریعہ ہے ٹولیٹ پیپر بھی اگر چہ کاغذ ہی کی قسموں میں سے ایک ہے لیکن اسکے بنانے والوں نے اسے تعلیم و تعلم کیلئے نہیں بلکہ خاص اس کام کیلئے بنایا ہے اسی لئے وہ کھردرا اور جاذب ہے پھر وہ یورپی ممالک میں مٹی کے ڈھیلوں سے زیادہ سستا اور سہل الحصول ہے پھر ڈیلوں کے استعمال کے بعد ہفتہ، عشرہ میں بیریل (کھڈی) کی صفائی پر جس قدر صرفہ ہوتا ہے اسی قدر صرفہ سے اتنا زیادہ ٹولیٹ پیپر خریدا جا سکتا ہے جو سالوں سال کام آسکے۔ ان دونوں باتوں کے پیش نظر یہ بات بالکل واضح ہیکہ ٹولیٹ پیپر کے استعمال میں نہ تو ذریعہ تعلیم و تعلم کی توہین ہے اور نہ ہی تضیع مال ہے بلکہ پاکیزگی و نظافت حاصل کرنے کا آسان اور کم قیمت ذریعہ ہے لہٰذا اسکے استعمال میں کوئی حرج و کراہت نہیں ہونی چاہئے۔

(فتاوی یوروپ ص:۱۱۰)

هذا ما عندي والعلم بالحق عند ربي عزوجل وعلمه اتم واحكم والله تعالىٰ اعلم

(۲) کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے یونہی پانی سے استنجاء کرنا بھی سنت ہے تو پانی پر قدرت کے تحقق کی صورت میں کھانے کے بعد ٹشو پیپر کے ذریعہ ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء کرنا دونوں خلاف سنت و مکروہ تنزیہی ہے اور پانی پر عدم قدرت کے تحقق کی صورت میں ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء کرنا دونوں بلا کراہت تنزیہی جائز و درست ہے جس طرح نماز پڑھنے کیلئے نمازی کے پاس دوسرے کپڑے موجود ہیں پھر بھی وہ نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے اور اگر اسکے پاس دوسرے کپڑے موجود نہ ہو تو اسکی نماز نیم آستین یا بنیائن پہن کر بلا کراہت تنزیہی جائز و درست ہے جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی شہرۂ آفاق

تصنیف فتاوی امجدیہ میں تحریر فرماتے ہیں'' کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے اور کپڑے موجود نہیں تو بھی کراہت نہیں معاف ہے۔

(فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۱۹۳ باب مکروہات الصلوٰۃ)

ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمه اتم واحکم والله تعالیٰ اعلم.

(۳) فقیر راقم الحروف کے نزدیک ٹشو پیپر کاغذ کی ایک مخصوص قسم ہے. جس کی وضع ہی ہاتھ صاف کرنے کیلئے اور استنجاء کرنے کیلئے ہوئی ہے .نہ کہ کتابت علم کیلئے تو علت کراہت کاغذ کی حرمت کی پامالی نہیں .علت کراہت کاغذ کی حرمت کی پامالی اس وقت ہوتی جبکہ ٹشو پیپر کو کتابت علم کیلئے وضع کیا جاتا جبکہ اسکو عندالتحقیق ہاتھ صاف کرنے کیلئے اور استنجاء کرنے ہی کیلئے وضع کیا جاتا ہے .تو علت کراہت کاغذ کی حرمت کی پامالی نہیں ٹھہری .بلکہ علت کراہت پانی پر قدرت کے تحقق کی صورت میں پانی کے استعمال کو چھوڑ کر خلاف سنت ٹشو پیپر کو استعمال کرنا ہے اور بس. ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمه اتم واحکم والله تعالیٰ اعلم.

(۱) عصر موجود میں کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کیلئے ٹشو پیپر کے استعمال میں نہ ہی ابتلاء متحقق ہے اور نہ ہی تعامل ناس متحقق ابتلاء کا تحقق تو اس وجہ سے نہیں کہ ابتلاء وہ حالت و کیفیت ہے جس کے باعث عوام وخواص سبھی کو محظور شرعی میں مبتلاء ہوں اور دین، جان، عقل، نسب مال یا ان میں سے کسی ایک کے تحفظ کیلئے اس سے بچنا متعذر یا حرج وضرر کا سبب بنتا ہو بہر حال ابتلاء کی تعریف وتحدید یہاں کی گئی وہ یہاں متحقق نہیں اور تعامل ناس اس وجہ سے متحقق نہیں کہ تعامل ناس کے تحقق کیلئے حاجت ناس کی بھی درکار ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس پر علماء وسبھی کا عمل در آمد بھی ہوا اور یہاں پر دونوں متحقق نہیں۔

لہٰذا تعامل ناس متحقق نہیں جیسا کہ بیع استصناع بوجہ تعامل ہی جائز ہے اور اس تعامل کی بنا حاجت پر ہے اسی لئے بعض فقہاء کرام نے جواز الاستصناع للحاجة ذکر فرمایا اور امام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان عرف وتعامل کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں (علماء نے) ہمیشہ لاجرم اپنے ہی قطر کے علاوہ بلاد کثیرہ میں عمل غالب کا نام عرف وتعامل رکھا اور اسکو بنائے احکام قرار دیا ہے (فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۳۱) عرف و تعامل میں علماء و جہلاء و سب کا عمل در آمد ملحوظ ہے۔

(ج:۸ ص:۲۱۳) ردالمحتار میں ہے: التعامل هو الاكثر استعمالا (ج:۳ ص:۴۱) بہر حال فقہاء امت نے تعامل کی جو تعریف وتحدید کتب فقہ وفتاوی میں کی ہے اور تعامل کے تحقق کیلئے جن قیود وشروط کو ذکر فرمایا ہے وہ یہاں پر متحقق نہیں لہٰذا تعامل ناس متحقق نہیں پھر بھی کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کیلئے ٹشو پیپر کا استعمال پانی پر قدرت کے تحقق کی صورت میں خلاف سنت ومکروہ تنزیہی وخلاف اولیٰ ہے جس سے احتراز انسب ہے اور پانی پر عدم قدرت کے تحقق کی صورت میں کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کیلئے ٹشو پیپر کا استعمال بلا کراہت تنزیہی جائز ودرست ہے جبکہ مراقی الفلاح مصری صفحہ میں ۲۸ میں ہے والافضل الجمع بين استعمال الماء و الحجر مرتباً فيمسح ثم يغسل فكان الجمع سنة على الاطلاق فی كل زمان وهو الصحيح وعليه الفتوىٰ و يجوز ان يقتصر على الماء فقط او حجر .هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل وعلمه اتم واحكم والله تعالیٰ اعلم.

☆☆☆

از: حضرت علامہ قاضی
فضل احمد مصباحی
مفتی ضیاء العلوم
بنارس (یوپی)

مقالہ

کھانے کے بعد یا استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم

کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد ہاتھ کی صفائی کیلئے پانی کا استعمال مسنون ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ بـركـة الـطـعـام الـوضـوء قبله والوضوء بـعـده۔ یہی وجہ کہ فقہاء کرام کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کو سنت قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ بہار شریعت، عالمگیری، البحر الرائق، المحیط البرھانی وغیرہ میں ہے۔ عبارتیں سوال نامہ میں موجود ہیں۔ ہاتھ پوچھنے سے سنت ادا نہیں ہوتی اور خلاف سنت جو کام ہو وہ مکروہ ہوتا ہے کاغذ شئی محترم اور مال متقوم ہے اور پانی کے سواء کسی شئی محترم و متقوم کا استعمال ان مواقع پر درست نہیں، یہی وجہ کہ ہمارے امام دعوت کے موقع پر ہاتھ پوچھنے کیلئے کاغذ کے استعمال کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور اس باب میں شدت کے ساتھ زجر فرمایا کرتے ہیں۔ چنانچہ عالمگیری میں ہے:

حکی الحاکم عن الامام انه کان یکره استعمال الکواغذ فی وسمية یمسح بها الاصابع وکان یشدد فیه یزجر عنه زجرا بلیغا کذا فی الموحیط۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۵۸۸)

کاغذ کی حرکت کے پیش نظر ہی علماء نے استنجاء کیلئے اس کے استعمال کو مکروہ قرار دیا۔ البحر الرائق میں ہے۔

والورق قیل انه ورق الکتابة و قیل انه ورق الشجر وای ذالک کان فانه مکروه (البحر الرائق ج ۱ ص ۴۲۱)

نہر الرائق میں ہے:

وذاد فی العنا یة الورق فقیل هو ورق الکتابة وقیل ورق الشجر وکل منهما مکروه۔ (النہر الفائق ج ۱ ص ۱۵۴)

کاغذ سے ہاتھ صاف کرنے یا اس سے استنجاء کرنے میں کاغذ کے حرمت کی پامالی ہے اور اتلاف مال بھی ہے بلکہ یہ فقر و محتاجی بھی لاتا ہے۔

ویکره الاستنجاء بعظم وشئی محترم لتقومه دیباج وقطن الاتلاف المالية وبها یو رث الفقر۔

(مراقی الفلاح ص ۲۸)

قنیہ میں ہے:

الاستنجاء بمالة قیمة لایجوز۔ (قنیہ ص ۲)

دار الحکام میں ہے:

(قوله کدر وخشب وتراب) اشار به الی انه لا یستنجی بها بماله قیمة غیر الماء و (دار الحکام ج ۱ ص ۲۱۲)

اس عبارت میں جس صراحت ذکر کا وعدہ کیا ہے وہ یہ ہے:

(ویکره بعظم وطعم) للانسان لما فیه من تحقیر المال المحترم شرعا و للبهائم کا لحشیش لما فیهمن تنجیس الطعام بلا ضرورة (وردث واجر وخزف وفحم وجص وشئی محترم) بن الناس کخرقة الدیباج ونحوها لانه ینافی الاحترام مع وردوالنهی عن الاشیاء الذکورة۔ (درر الحکام شرح غرر الاحکام ج ۱ ص ۲۱۴)

مجمع الانہر میں ہے۔

وکذا الاستنجی بعلف الحیوان مثل الحشیش وغیرہ وکذا بخزف وآجر ومخم و زجاج و محترم کخرقة الدیبا ج و نحوها فلو استنجی بهذه الاشیاء جارمع لکر ہةفلا یکون مقیما للسنة۔

(مجمع الانهر شرح ملتقیٰ الابحرج ۱ ص ۱۶۸)

اسی احترام کے پیش نظر مسجد کے کوڑے کرکٹ اور ماء زمزم سے استنجاء حاصل کرنا درست نہیں ہے درخت کے پتہ سے بھی نہیں کہ یہ جانور کا چارہ ہے یا اتنا نرم ہے کہ اس سے نجاست دور ہونے کی بجائے اور پھیل جائے گی ،جبکہ کاغذ سے صقالت ،تقوم اور احترام کی وجہ سے مکروہ ہے ، بلکہ بعض علماء نے تو کاغذ کے احترام کو دین کے آداب سے شمار کیا ہے۔چنانچہ ردالمختار میں ہے :

(قوله شئی محترم)ای ماله احترام واعتبار شرعا فیدخل فیه کل متقوم الا الماء کما قد مناه الطاهر انه یصدق بما یساوی فلیسا لکراهة اتلافیه کما مر ویدخل فیه جزاء الآدمی ولوکافرا او میتا ولذا لایجوز کسر عظمه وصرح بعض الشافعیة بان من المحترم جزاء حیوان متصل به ولو فارة بخلاف عن حیوان غیرآ دمی ام وینبغی ان یدخل فیه کنا سته مسجد ولذا لاتلقی فی محل ممتهن ودخل ایضا ماء زمزم کما قد مناه اول فصل المیاء ویدخل ایضا الورق قال فی السراج قیل انه ورق الکتابة وقیل ورق الشجر و ایهما کان فانه مکروه واقره فی البحر وغیره والنظر ما العلة فی ورق الشجر ولعلها کو نه علفا للدواب او لغومۃ فیکون ملوثا غیر مزیل وکذا ورق الکتابة لصوالة وتقومه وله احترام ایضا لکونه آلة لکتابة العلم ولذا علله فی التارخانیة بان تعظیمه من ادب الدین۔ (ردالمختار ج ۱ ص ۲۲۷)

علامہ شامی نے ابتداء بعض شوافع کی کتابوں کے حوالہ سے یہ نقل کیا کہ جس کاغذ پر حدیث وفقہ جیسے قابل احترام کی باتیں لکھی ہوں تو اس سے استنجاء حاصل کرنا درست نہیں ،اور اگر ایسا علم لکھا ہو جو قابل احترام نہیں ہے جیسے فلسفہ یا توریت وانجیل کی وہ باتیں جن کے بارے میں یہ معلوم ہو چکا کہ ان میں تحریف کی جا چکی ہیں اور کوئی اسم معظم نہ ہو تو اس سے استنجاء حاصل کرنا درست ہے۔پھر اپنے علماء کا قول نقل کر کے کہ حروف مقطعات کی بھی تعظیم واجب ہے شوافع کے مزکورہ قول کو رد کر دیا۔چنانچہ راقم ہیں۔

وفی کتب الشافعیة کا یجوز بما کتب علیه شئی من العلم المحترم کا الحدیث والفقه وما کان آلة لذلک اما غیر المحترم کفلسفه وتوراة وانجیل علم تبدلهما وخلوهما من اسم معظم فیجوز الاستنجاء به ونقل الفقهتانی الجواز بکتب الحکمیات عن الاسنوی من الشافعیة واقرة قلت لکن نقلو عند نا ان للحروف حرمة ولو مقطعة وذکر بعض القراء ان حروف الهجاء قرآن انزلت علی هو وعلیه السلام ومفادةه الحرمة با لمکتوبة مطلقا۔ (ردالمختار ج ۱ ص ۲۲۷)

جدالممتار میں ہے:

(قوله کفلسفة وتوراة وانجیل)اقول هذا استشبع جدا فانه وان علم تحریفهما فلا سبیل الی العلم بانه لم یبق فیهما لفظ من االالفاظ الحقة فلا یجد عن الحکم باالاحترام و تحریم الاستخفاف لاسیما بمثل هذا۔ (جدالممتار ج ۱ ص ۱۸۴)

یہی وجہ کہ امام اہلسنّت نے کاغذ سے استنجاء کو مطلقا مکروہ وممنوع بتایا کہ اس میں کاغذ کی حرمت کی پامالی ہے۔

چنانچہ راقم ہیں۔

کاغذ سے استنجاء مکروہ وممنوع وسنت نصاریٰ ہے کہ کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگر چہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجۂ اولیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۶۰۳)

الحاصل: سادہ کاغذ سے استنجاء کی کراہت کی علت اس کا آلہ کتابت اور متقوم اور شئی محترم ہونا ہے۔ لہٰذا اگر کاغذ کا اتنا چھوٹا سا ٹکڑا ہو کہ وہ لکھنے کے قابل نہ ہو اور قیمتی بھی نہ ہو تو حکم جواز ہونا چاہئے۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے۔

واذا كانت العلة فى الا بيض كونه آلة الكتابة كما ذكرنا يو خذ منهما عدم الكراهة فيما لا يصلح لهما اذا كان قالعا للنجاسة غير متقوم كما قدمناه من جوازه بالخرق الموالى۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۲۷)

لیکن ظاہر یہی ہے کہ کاغذ کا اتنا ٹکڑا ملتا نہیں جو لکھنے کے قابل نہ ہو اور اس میں تقوم کی صلاحیت نہ ہو لھذا کسی صحیح سالم کاغذ کا قول منقول ہے مگر ابتداء کاغذ کو کاٹ چھانٹ کر چھوٹا کرنا پھر اسے غیر قابل کتابت بنانا مکروہ ہے اور اتلاف مالیت تو اس میں واضح ہے شامی میں ہے۔

و هل واذا كانت متقوما ثم قطع منه قطعة لا قيمة لها بعد القطع يكره الاستنجاء بها ام لا بان وجد غيره لان نفس القطع اتلاف والله تعالىٰ عالم۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۲۷)

ان تفصیلات کی روشنی میں پوچھے گئے سوالوں کے جوابات کچھ اس طرح ہیں:

(۱) ٹیشو پیپر انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے باریک کاغذ جو تصویر وغیرہ پر حفاظت کیلئے لگا دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس حیثیت سے وہ کاغذ کی ایک قسم ہے، کاغذ کے علاوہ اور کوئی دوسری شئی نہیں۔ کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے میں جو کاغذ استعمال ہوتا ہے ظاہر ہے کہ وہ بھی لکھنے کے قابل ہوتا ہے اس کا باریک ہونا اس کے منافی نہیں کہ اس میں لکھا نہ جا سکے۔ زمانۂ قدیم میں یعنی چار سو سال پہلے کیا آج کی طرح چکنا اور صاف کاغذ ملتا تھا، ہرگز نہیں اس وقت کاغذ کی حالت ٹشو پیپر وغیرہ سے کوئی زیادہ اچھی نہ رہی ہوگی۔ اور جب وہ کاغذ ہے تو یقیناً قابل احترام ہے کہ وہ آلہ کتابت علم ہے کما مرعن ردالمحتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کھانے کے بعد ٹیشو پیپر کے ذریعہ ہاتھ صاف کرنا خلاف سنت، اور کاغذ کے احترام کی پامالی اور اتلاف مالیت کی وجہ سے مکروہ ہے، اور استنجاء کرنا تو بدرجہ اولی کہ اس میں کاغذ جو آلہ کتابت علم ہے اس کا استخفاف زیادہ اور سنت نصاریٰ کو اپنانا ہے۔ چنانچہ لباب میں ہے:

(والاستنجاء سنة) للرجال والنساء (بجزی فيه) لاقامة السنة (الحجر وما قام مقامه) من كل عين طاهر قالعة غير محترمة ولامتقومة كدريمسحه حتى ينقيه۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج ۱ ص ۲۷)

اور یہاں کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے اس لئے کہ علماء نے اس باب میں کراہت کو مطلق رکھا ہے اور جب کراہت مطلق بولی جائے تو کراہت تحریمی مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ ردالمحتار بحر کے حوالہ سے ہے۔

قال فى البحر واعلم ان المكروه اذا اطلق فى كلامهم فالمراد منه التحريم الا ان ينص على كراهة التحريم فقد قال المصنف فى المصفى لفظ الكراهة عند الاطلاق يراد بها التحريم قال ابو يوسف قلت لابى حنيفه فى شئى اكرهه فما راء يك فيه قال التحريم۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۵)

(بقیہ ص ۶۷/ پر......)

از: حضرت علامہ مولانا
محمد رفیق عالم رضوی

استاذ جامعہ نوریہ رضویہ
باقر گنج، بریلی شریف

مقالہ

کھانے کے بعد یا استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم

سوال نمبر (١): ٹیشو پیپر کاغذ کے قسم سے ہے، یا کوئی اور شئی ہے، بہرصورت وہ قابل احترام ہے یا نہیں۔

جواب (١): ٹیشو پیپر کاغذ ہی کی ایک قسم ہے، جسے کیمیکل کے ذریعے نرم اور ملائم بنایا جاتا ہے۔ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں۔ (٥٨٤)

Tissu paper very thin soft paper

ہندی کی ایک ڈکشنری میں ہے:

Tissu paper ..ek patla naram kagaj.

اور یہ قیمتی اشیاء میں ایک چیز ہے اور ہر قیمت والی چیز قابل احترام ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ قابل احترام ہے۔

ردالمختار کتاب الطہارۃ میں ہے:

(وبشئی محترم)ای مالہ احترام واعتبار شرعا فیہ خل فیہ کل متقوم الا الماء کما قدمناہ والظاھر انہ یصدق بما یساوی لکراھۃ اتلافہ کما مر۔
(ج١ص٥٥٢)

سوال نمبر (٢): کھانے کے بعد ٹشو پیپر کے ذریعہ ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء حاصل کرنا مکروہ ہے یا حرام، اگر مکروہ ہے تو تحریمی ہے یا تنزیہی؟

جواب (٢): کھانے کے بعد ٹشو پیپر کے ذریعہ ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء حاصل کرنا حرام نہیں، حرام اس لئے نہیں کہ ثبوت حرمت کے لئے دلیل قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ کی حاجت ہوتی ہے، کیونکہ حرام وہ ہوتا ہے جس کی نہی یا جس کا ممنوع ہونا ایسی دلیل سے ثابت ہو جو ثبوت و دلالت دونوں اعتبار سے قطعی ہو۔

فتاوی رضویہ میں ہے: فان النھی المتعلق بہ قطعی قطعی الثبوت والدلالۃ فحرام۔

اور یہاں ایسی دلیل اس کی ممانعت پر موجود نہیں اس لئے وہ حرام نہیں ہے بلکہ وہ تحریمی ہے۔ اگر اسکی عادت پڑجائے ورنہ اساءت وتبرا ہے۔ ٹشو پیپر سے استنجاء حاصل کرنے کی ممانعت اور اس کے مکروہ تحریمی ہونے پر مندرجہ ذیل فقہی عبارتیں دلالت کررہی ہیں۔

امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کاغذ سے استنجاء سنت نصاری ہے اور شرعاً منع ہے جبکہ قابل کتابت یا قیمتی ہو اور ایسا نہ بھی تو بلاضرورت سنت نصرانی سے بچنا ضروری ہے۔ (فتاوی رضویہ مترجم ج ٤ ص ٦٠)

فتاوی رضویہ میں ہے۔ کاغذ سے استنجاء کرنا مکروہ وممنوع وسنت نصاری ہے کاغذ کے تعظیم کا حکم ہے اگرچہ سادہ ہو اور لکھا ہو تو بدرجہ اولی۔ (ایضا ص٥٩٩)

درمختار میں ہے: وکرہ تحریما بعظم ۔وبشئی محترم۔
(ج١ص٥٥١)

اور ٹشو پیپر قیمت دار چیزوں میں سے ہونے کی وجہ سے قابل احترام ہے۔ جیسا کہ ابھی ابھی سوال نمبر ایک کے جواب میں ثابت کیا گیا۔

اسی طرح کھانے کے بعد اس سے ہاتھ صاف کرنا اور

ہاتھ کو نہ دھونا بھی مکروہ تحریمی ہے۔فتاوی عالمگیری کی مندرجہ ذیل کی عبارت اس پر دال ہے۔

حکی الحاکم عن الامام ان کان یکرہ استعمال لکواغذ فی ولیمة یمسحاالاصابع وکان یشدد فیه ویزجر عنه زجرا بلیغا ،کذا فی المحیط۔ (ج۵ ص۳۲۸)

اس عبارت میں اگر چہ مطلق کراہت کا لفظ آیا ہے لیکن اس سے مراد کراہت تحریمی ہے، اس لئے کہ جب فقہاء کرام مطلق کراہت بولتے ہیں۔اور کراہت تحریمی کا کوئی صارف موجود نہیں ہوتا،تو اس سے مکروہ تحریمی مراد لیتے ہیں۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

اقول :اس میں کلام نہیں کہ فقہاء بار بار کراہت مطلق بولتے ہیں اور اس سے خاص مکروہ تنزیہی یا تنزیہی وتحریمی دونوں کو مراد لیتے ہیں ،مگر یہ وہاں ہے کہ ارادہ کراہت تحریمی سے کوئی صارف موجود نہ ہو،مثلا دلیل سے ثابت یا خارج سے معلوم ہو کہ جسے یہاں مطلق مکروہ کہا مکروہ تحریمی نہیں ،یا جو افعال یہاں گنے ان میں مکروہ تنزیہی بھی ہیں،کما یفعلونه فی مکروهات الصلوة،بے قیام دلیل ہمارے مذہب میں اصل وہی ارادۂ تحریمی ہے۔

(مترجم ج۱ص۶۸۳)

ان مذکورہ عبارتوں سے واضح ہوگیا کہ کھانے کے بعد ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنا یا اس سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے،حرام نہیں۔

سوال نمبر (۳)علت کراہت کاغذ کی حرمت کی پامالی ہے یا کچھ اور؟

جواب نمبر (۳) کراہت کی علت کاغذ کی حرمت کی پامالی بھی ہے اور سنت متوارثہ کے خلاف ہونا بھی۔حرمت کی پامالی اس لئے کہ ٹشو پیپر قیمت والی شئی ہونے کیوجہ سے قابل احترام ہے،اور اس سے ہاتھ صاف کرنے یا اس سے حصول استنجاء کے لئے استعمال کرنے میں اس کی حرمت کی پامالی ہے اور سنت متوارثہ کے خلاف ہے کہ حضور ﷺ کے عہد مبارک سے لیکر آج تک مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے کہ کھانے کے بعد ہاتھوں کو دھوتے ہیں، پانی یا ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء حاصل کرتے ہیں اور خلاف سنت ہونا خود کراہت پر دلیل شرعی ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

اقول: خلاف سنت ہونا خود کراہت پر دلیل شرعی ہے۔

(مترجم ج۱ص ۶۷۴)

سوال نمبر (۴): کیا آج کے زمانے میں کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کے لئے اس کے استعمال میں لوگوں کا ابتلاء یا تعامل متحقق ہے؟اور اس میں کچھ گنجائش نکل سکتی ہے؟

جواب (۴): کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال میں نہ لوگوں کا ابتلاء ہے اور نہ ہی اس کے استعمال میں تعامل تحقق ہے، اولا اسلئے کہ عموم بلوی (ابتلاء) کا تحقق وہاں ہوتا ہے جہاں محظور شرعی سے بچنا دشوار ہو فتح القدیر میں ہے: (ج۱ص۱۷۹) **لانها انما یتحقق با غلبیة عسراہ نفکائه**۔اور کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال سے بچنا دشوار نہیں ہے۔ثانیا اس لئے کہ عموم بلوی اس حالت وکیفیت کا نام ہے،جس کے باعث عوام وخواص بھی محظور شرعی میں مبتلاء ہوں،اور دین،جان،عقل،نسب، مال یا ان میں سے کسی ایک کے تحفظ کے لئے اس سے بچنا متعذر یا حرج وضرر کا باعث ہو،اور بحمد اللہ ٹشو پیپر کا استعمال اس حد کو نہیں پہنچا ہے کہ جس کے عدم استعمال سے امور خمسہ میں سے کسی کا تحفظ

خطرے میں پڑ جائے گا، یا حرج وضرر کا باعث ہوجائے گا اس لئے کہ گھروں یا شادی ہالوں میں بلکہ ہر جگہ پانی دستیاب ہوہی جاتا ہے اسی طرح اس کے استعمال میں تعامل کا بھی تحقق نہیں ہے، اس لئے کہ تعامل وہ ہے جس پر عام طور سے لوگوں کا عمل درآمد ہوتا ہے، یعنی عوام وخواص سبھی اسے اچھا جان کر کرتے ہیں ردالمختار میں ہے۔ التعامل هولاكثر استعمالا۔ اور ٹشو پیپر کے استعمال میں بھی عوام وخواص شریک نہیں ہیں، بلکہ کچھ لوگوں کا یہ عمل ہے، لہٰذا تعامل کا تحقق نہیں ہوا۔

علاوہ ازیں تعامل کا اعتبار اسیوقت کیا جاتا ہے جب وہ عام ہو یا اکثری ہو، الاشباہ میں ہے: انما تعتبر العادة اذا اطردت او غلبت اور مسئلہ مجوس عنہا میں اس کا استعمال نہ عام طور پر ہے اور نہ اکثری طور پر، لہٰذا تعامل کا تحقق نہ ہوا۔ بہر حال اس کے استعمال میں نہ لوگوں کا ابتلاء ہے اور نہ ہی تعامل کا تحقق ہے۔ اس کی گنجائش نہ نکالی جائے، بلکہ لوگوں کو طریقۂ نصاری سے بچنے اور سنت نبوی پر عمل کرنے کی ہدایت ونصیحت کی جائے۔

ہاں اگر ہاتھ صاف کرنے کے لئے ٹشو پیپر کے علاوہ دوسری چیز میسر نہ ہو تو دفع حرج کی بنیاد پر اس کے استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔

خلاصه جواب:

سوال نمبر (۱) ٹشو پیپر کاغذ کی قسم سے ہے اور وہ قابل احترام ہے، اس لئے کہ وہ قیمت والی شئی ہے اور قیمت والی شئی قابل احترام ہے۔

سوال نمبر (۲) کھانے کے بعد ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنا یونہی اس سے استنجاء حاصل کرنا حرام نہیں ہے اس لئے کہ اس کی حرمت پر ایسی دلیل نہیں ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو بلکہ مکروہ تحریمی ہے، استنجاء کے مکروہ ہونے پر درمختار کی عبارت، وکرہ تحریما العظم وبشی بشی محترم، دلالت کررہی ہے، اور اس سے ہاتھ صاف کرنے کے مکروہ تحریمی پر فتاوی عالمگیری کی عبارت، حکی الحاکم عن الامام ان کان یکرہ استعمال الکواغذ فی ولیمة یمسح الاصابع، دلالت کررہی ہے، یہاں کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے کیونکہ جب اس سے کوئی دلیل صارف نہ ہو تو فقہاء یہی مراد لیتے ہیں۔

سوال نمبر (۳) اس کی حرمت کی علت اس کی پامالی بھی ہے اور اس کا خلاف سنت ہونا بھی ہے۔

سوال نمبر (۴) اس میں نہ عموم بلوی کا تحقق ہے اور نہ ہی تعامل کا اس لئے کہ عموم بلوی کا تحقق وہاں ہوتا ہے جہاں اس محظور سے بچنا متعذر رو دشوار ہو فتح القدیر میں ہے: لانها انما یتحقق با غلبیة عسرا لا اور یہاں اس سے بچنا بحمد اللہ متعذر رو دشوار نہیں ہے اور تعامل کے تحقق کے لئے عوام وخواص سبھوں کا اسمیں عمل ہونا ضروری ہے۔ ردالمختار میں ہے: التعامل هو الاكثر اور یہاں یہ مفقود ہے۔ هذا ما ظهر لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆☆☆

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd No. 17(82) PO. No. BR/211/2011
Vol-8 Annual Subscription Rs.(150)Per Copy(15)

مرکز الدراسات الإسلامیۃ

جامعۃ الرضا

بریلی شریف
یوپی، ھند

دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ



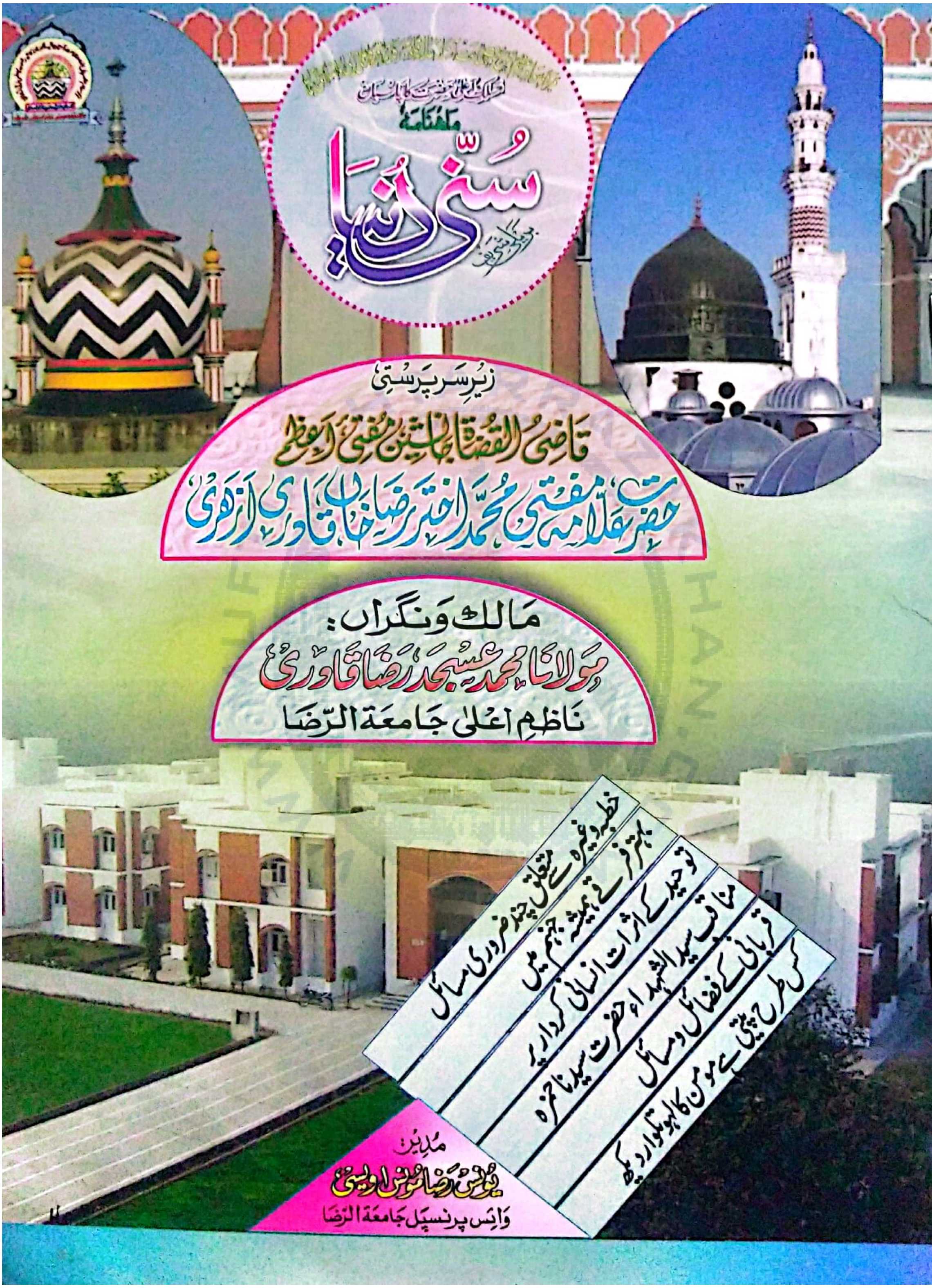
(Only for India)MarkazSMS لائف ٹائم مفت اسلامی

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS چل رہا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں Join MarkazSMS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MarkazSMS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

باھتمام
Under Management

IMAM AHMAD RAZA TRUST امام احمد رضا ٹرسٹ

82, Saudagaran, Bareilly Shareef (U.P.) ۸۲ رسوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف (یوپی)


مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان
ماہنامہ
سنی دنیا
زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری
مالک و نگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا
خطبہ وغیرہ سے متعلق چند ضروری مسائل
بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں
توحید کے اثرات انسانی کردار پر
مناقب سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ
قربانی کے فضائل و مسائل
کس طرح پیتی ہے مومن کا لہو کولا دیکھ
مدیر
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

جلد: ۳۱ — اکتوبر ۲۰۱۱ء — شمارہ: ۹

ترجمانِ اہلسنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیرِ عنایت — زیرِ نگرانی

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ
حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

مرتب و نگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

فن کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی، ہیڈ
جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ● زر سالانہ: ۱۸۰ روپے ● بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے ● لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے ●

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543
فون: 0581-3291453, 2472166

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی)

Visit us: www.hazrat.org
www.alahazrat.in

E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

اشاریہ

عید قرباں اور سماجی رسومات

اداریہ

یونس رضا مونس اویسی

مذہب مہذب دین حنیف ''اسلام'' کے اندر سال کا ہر مہینہ اللہ عزوجل کی خاص خاص نعمتیں لیکر حاضر رہتا ہے، جس پر عارفین، مقربین عمل پیرا ہوکر اپنے درجات کو دوچند کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ بالخصوص رمضان اور ذی الحجہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں نہ جانے کتنی انواع نعم، اللہ عزوجل کی طرف سے بندوں پر وا ہیں۔ ذی الحجہ کا مہینہ، حج و بقر عید سے لوگوں میں معروف ہے۔ اس ماہ میں صاحب نصاب پر دو ذمہ داری شرع کی طرف سے عائد ہوتی ہے۔

(۱) صاحب نصاب ہے اور حج کے تمام لوازمات پر قادر ہے تو حج کرے قدرت کے باوجود اس نے حج نہیں کیا ہے تو جتنی تاخیر کریگا گنہگار ہوگا۔

(۲) صاحب نصاب ہے تو ایام قرباں میں قربانی کرے۔

حج معروف عبادت ہے اور قربانی بھی۔ لہٰذا اسے بتانے کی ضرورت نہیں ہاں مسائل حج و قربانی سے ناواقفیت ضرور توجہ طلب ہیں کہ اکثر ان مسائل سے غافل ہیں اور فرائض وواجبات کی ادائیگی سے محروم ہیں اور انعام میں گناہوں کی گٹھری سر ہے۔

اے میرے بھائیو! دین کے ضروری مسائل فرائض و واجبات سیکھئے اور پڑھئے اگر پڑھنے کا موقع نہیں تو علمائے اہل سنت سے رابطہ کیجئے اور کم از کم فرائض و واجبات سے واقف ہو جائیے ان پر عمل کیجئے اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی مضمر ہے۔

اس ماہ میں یہ دونوں عبادتیں بہت اہم ہیں حج اور قربانی، حج خود ایک طویل موضوع ہے سردست قربانی کے تعلق سے جو خلاف شرع سماجی رواج مسلمانوں میں رائج ہوتا جارہا ہے اسپر تنبیہ مقصود ہے۔

شرع شریف میں قربانی کی اہمیت وعظمت بہت بڑی ہے، صاحب نصاب پر فرض ہے جو قرآن و احادیث سے ثابت ہے، فقہاء کرام نے فقہ کی کتابوں میں اس تعلق سے باضابطہ باب باندھا اور اسکے تمام مسائل مصرح فرمائے۔ محدثین کرام نے احادیث کا استخراج فرمایا، یہ سب اس لئے تاکہ یہ مسئلہ خوب واضح ہوجائے اور بندہ اس پر بآسانی اپنے فرائض وواجبات اور دیگر حقوق کی رعایت کے ساتھ عمل کرے۔

قربانی ہر اس مرد وعورت پر ہے جو صاحب نصاب ہے اور صاحب نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کا مالک ہو یا سونے، چاندی میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور حاجت اصلیہ سے وہ مملوکہ چیزیں زائد ہوں۔ یاد رہے کہ اسکے نصاب میں زکوۃ کی طرح حولان حول (سال کا گذرنا) شرط نہیں۔ جیسا کہ گذشتہ سطور میں ذکر کرآئے ہیں کہ تحریر کا مقصود غلط رواج پر تنبیہ ہے، ملاحظہ کیجئے اور اگر ان میں سے کوئی رواج آپ کے علاقہ، سماج میں ہے تو اسے ختم کیجئے نیز دوسروں کو بھی اس سے باخبر کیجئے۔

(۱) کچھ لوگ زندگی میں ایک بار قربانی کردینا کافی سمجھتے ہیں گرچہ صاحب نصاب ہر سال رہے، یاد رہے کہ اگر ہر سال صاحب نصاب ہے تو ہر سال قربانی بھی واجب ہے نہیں کرے گا، گنہگار ہوگا۔

(۲) گھر میں دس فرد ہیں اور دسوں صاحب نصاب ہوتے ہیں قربانی ایک صاحب کی طرف سے کردیتے ہیں اور اسی کو کافی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے جتنے افراد صاحب نصاب ہیں گرچہ کبھی ساتھ رہتے ہوں، ایک ساتھ کھاتے پیتے ہوں سب کی طرف سے قربانی ضروری ہے۔

(۳) بعض افراد سرکار ﷺ کے نام سے، یا بزرگان دین کے نام سے، مرحوم ماں، باپ کے نام سے قربانی کرتے ہیں اور صاحب نصاب ہوتے ہوئے اپنی طرف سے نہیں کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے پہلے اپنی طرف سے کریں اور استطاعت ہے تو بیشک سرکار علیہ السلام کے نام یا دیگر افراد کے نام سے قربانی کریں اس میں برکت اور ثواب ہے۔

(۴) میاں، بیوی میں سے ہر ایک صاحب نصاب ہوتے ہیں اور قربانی صرف ایک کی طرف سے کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے دونوں کے نام سے ضروری ہے۔

(۵) بعض جوائنٹ فیملی میں صرف گھر کے کارجین کے نام سے قربانی کردی جاتی ہے اور اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے، یہ بھی غلط ہے گھر میں جتنے افراد صاحب نصاب ہیں قربانی ہر ایک کی طرف سے ضروری ہے۔

(۶) بعض علاقوں میں قربانی کا چمڑا یا گوشت اجرت میں دے دیتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور بعض علاقوں میں تو گوشت کافروں کو بھی دے دیتے ہیں یہ بھی جائز نہیں ہے۔

(۷) بعض علاقوں میں کچھ تنظیمیں گھوم گھوم کر اعلان کرتی ہیں کہ قربانی میں حصہ لے لیں اگر گوشت چاہئے تو ۱۰۰۰ر کا حصہ اور گوشت نہیں چاہئے تو ۵۰۰ر کا حصہ نہ جانے اور کیا کیا کر کے روپے وصول لیتے ہیں، ان سے ہوشیار رہیں اگر اعتماد کا ہے تو آپ ان سے معاملات کریں ورنہ ہرگز ہرگز نہ کریں۔ نیز اس شمولیت والی قربانی میں قوی احتمال رہتا ہے کہ اس میں ضرور کسی نہ کسی بدمذہب کا حصہ ہو اگر کسی بدمذہب کا حصہ اس میں شامل ہوا تو سرے سے قربانی ہی نہیں ہوگی، لہذا آپ کی بھی شمولیت والی قربانی میں قربانی نہ ہوئی۔

(۸) بدمذہب (اہلحدیث، سلفی، غیر مقلدین، اہل قرآن، وہابی، دیوبندی، شمع نیازی، مودودی، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت، قادیانی، شیعہ، رافضی) کے حصوں کے ساتھ اپنا حصہ قربانی کیلئے ہرگز نہ رکھیں ورنہ قربانی نہیں ہوگی۔ صرف اور صرف سنیوں کو ہی قربانی کے بڑے جانور میں حصہ دار بنائیں اگر کوئی بھی بدمذہب ایک حصہ کے لئے بھی شامل ہوا کسی کی قربانی نہ ہوگی گرچہ ذبح کوئی سنی ہی کرے۔

(۹) بعض علاقوں میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ قربانی کے جانور کا خون کسی برتن میں اکٹھا کر لیتے ہیں اور اسے بھون کر کھا جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں سال بھر تک کوئی بلا اسے نہیں پہنچے گی یہ خیال غلط ہے اور خون کھانا حرام و ناجائز ہے۔ اسی طرح قربانی کے جانور کا خون ہاتھوں میں لیکر دیواروں وغیرہا پر اس سے نشان لگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے بلائیں نہیں آئیں گی یہ غلط اور بے بنیاد ہے۔

(۱۰) بعض حضرات جلدی میں کسی سے بھی قربانی کرا لیتے ہیں یاد رہے کہ اگر کوئی بدمذہب ہے تو آپ کی قربانی نہیں ہوگی، شہروں میں عموماً وہابیہ چمڑوں کے چکر میں ہاتھ میں چھری لیکر نکل جاتے ہیں اور گھروں، گھروں آوازیں بھی لگاتے ہیں کہ قربانی کرانا ہے، قربانی کرانا ہے اگر کوئی بیچارہ ان جانے میں پھنس کر کرا لیتا ہے تو اس سے فوراً مطالبہ ہوتا ہے چمڑا رکھ دینا ہم ضرور آئیں گے لینے کیلئے اور مدرسہ کو بھی کچھ بھیج دینا۔ ان سے ہوشیار رہیں ان کی قربانی قربانی نہیں، انہیں چمڑے دیکر اعانت علی الاثم کے زمرے میں نہ جائیں، چمڑے کا جو مصرف ہے اس میں صرف کریں یا مساجد اہل سنت، مدارس اہل سنت ہی کو دیں۔

(۱۱) بعض شہروں میں وہابیہ بقرعید کی نمازیں جلد ہی پڑھ لیتے ہیں اور قربانیاں کرنا شروع کر دیتے ہیں جب تک شہر میں کسی سنی مسجد، عیدگاہ میں نماز نہ ہو آپ اپنی قربانی ہرگز نہ کریں کہ شہری کے لئے شہر میں نماز عید سے قبل قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سنیوں کو اپنی عبادتوں کو صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے۔

☆☆☆

تجلیات نعت

آقائے نعمت دریائے رحمت مجدّدِ دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہوکر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہوکر
رخ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہ نقشِ کفِ پا ہوکر
وائے محرومئ قسمت کہ پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہِ زوّارِ مدینہ ہوکر
چمن طیبہ ہے کہ وہ باغ کہ مرغِ سدرہ
برسوں چہکے ہیں جہاں بلبلِ شیدا ہوکر
صرصرِ دشت مدینہ کا مگر آیا خیال
رشکِ گلشن جو بنا غنچۂ دل وا ہوکر
ہے یہ امید رضا کو تری رحمت سے شہا
نہ ہو زندانیِ دوزخ ترا بندہ ہوکر

تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

تیری آمد ہے موت آئی ہے
جان عیسیٰ تری دہائی ہے
کیوں وطن اپنا چھوڑ آئی ہے
کیوں سفر کی مصیبت اٹھائی ہے
سیکڑوں آفتوں میں پھنسنے کو
کیوں بدن میں یہ جان آئی ہے
ان کے جلوے ہیں میری آنکھوں میں
اچھی ساعت سے موت آئی ہے
تم کو دیکھا تو دم میں دم آیا
آپ آئے کہ جان آئی ہے
مر رہا تھا تم آئے جی اٹھا
موت کیا آئی جان آئی ہے
اب تو آؤ کہ دم لبوں پر ہے
چہرے پر مردنی بھی چھائی ہے
آئیے وقت ہے یہ آنے کا
دیکھ لیں سب کی جاں پھر آئی ہے
واہ کیا بات آپ کی نوری
کیا ہی اچھی غزل سنائی ہے

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

سوز نہاں اشک رواں آہ وفغاں دیتے ہیں
کیوں محبت کا صلہ اہل جہاں دیتے ہیں
کون رکھتا تری اس خاص عنایت کا بھرم
بس ہمیں دادِ ستم گریہ کناں دیتے ہیں
اب پس مرگ ابھرتے ہیں یہ دیرینہ نقوش
ہم فنا ہوکے بھی ہستی کا نشانہ دیتے ہیں
کفر ہے دیکھ یہ خوف اور رجا ان سے ندیم
بت بھی کیا تجھ کو بھلا سود وزیاں دیتے ہیں

فریاد روحانی

نہیں جاتی کسی صورت پریشانی نہیں جاتی
الٰہی! میرے دل کی خانہ ویرانی نہیں جاتی
نہ جانے کس قدر صدمے اٹھائے راہِ الفت میں
نہیں جاتی مگر دل کی وہ نادانی نہیں جاتی
پیئے بن ہی یہاں مستی کا یہ عالم معاذ اللہ
قریب مرگ بھی وہ چال مستانی نہیں جاتی
ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی | اللہ کے نام سے شروع جونہایت مہربان رحم والا | آیت نمبر ۱۱۳/۱۱۴

{۱۱۳}اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں{۲۰۰} حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں{۲۰۱}اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی{۲۰۲} تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں (۱۱۳)اور اس سے بڑھ کر ظالم کون{۲۰۳} جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لیئے جانے سے{۲۰۴}اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے{۲۰۵}ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیئے دنیا میں رسوائی ہے{۲۰۶}اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔(۱۱۴)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۱۹۹}اس میں اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ جنت کے فقط وہی مالک ہیں بالکل غلط ہے کیوں کہ دخول جنت مرتب ہے عقیدۂ صحیحہ وعمل صالح پر اور یہ میسر نہیں{۲۰۰}**شان نزول** نجران کے نصاریٰ کا وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہو گیا آوازیں بلند ہوئیں شور مچا یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا اسی طرح نصاریٰ نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور توریت و حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی{۲۰۱} یعنی باوجود علم کے انہوں نے ایسی جاہلانہ گفتگو کی حالانکہ انجیل جس کو نصاریٰ مانتے ہیں اس میں توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق ہے اسی طرح توریت جس کو یہودی مانتے ہیں اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور ان تمام احکام کی تصدیق ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے{۲۰۲} علمائے اہل کتاب کی طرح ان جاہلوں نے جو نہ علم رکھتے تھے نہ کتاب جیسے کہ بت پرست آتش پرست وغیرہ انہوں نے ہر ایک دین والے کی تکذیب شروع کی اور کہا کہ وہ کچھ نہیں انہیں جاہلوں میں سے مشرکین عرب بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے دین کی شان میں ایسے ہی کلمات کہے{۲۰۳}**شان نزول** یہ آیت بیت المقدس کی بے حرمتی کے متعلق نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم کے نصرانیوں نے بنی اسرائیل پر فوج کشی کی ان کے مردان کارزار آزما کو قتل کیا ذریت کو قید کیا توریت کو جلایا بیت المقدس کو ویران کیا اس میں نجاستیں ڈالیں خنزیر ذبح کیئے معاذ اللہ بیت المقدس خلافت فاروقی تک اسی ویرانی میں رہا آپ کے عہد مبارک میں مسلمانوں نے اس کو بنایا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اس میں نماز و حج سے منع کیا تھا{۲۰۴} ذکر نماز خطبہ تسبیح وعظ نعت شریف سب کو شامل ہے اور ذکر اللہ کو منع کرنا ہر جگہ برا ہے خاص کر مسجدوں میں جو اسی کام کے لئے بنائی جاتی ہیں **مسئلہ**: جو شخص مسجد کو ذکر و نماز سے معطل کردے وہ مسجد کا ویران کرنے والا اور بہت بڑا ظالم ہے۔{۲۰۵}**مسئلہ**: مسجد کی ویرانی جیسے ذکر و نماز کے روکنے سے ہوتی ہے ایسے ہی اس کی عمارت کے نقصان پہنچانے اور بے حرمتی کرنے سے بھی۔{۲۰۶} دنیا میں انہیں یہ رسوائی پہنچی کہ قتل کئے گئے گرفتار ہوئے جلاوطن کئے گئے خلافت فاروقی و عثمانی میں ملک شام ان کے قبضہ سے نکل گیا بیت المقدس سے ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔



بہار حدیث



پیشکش: شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا **محمد عسجد رضا خاں** قادری بریلی شریف

(۱) **حدیث**: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں بندہ کہتا ہے: میرا مال ہے میرا مال ہے اور اسے تو اس کے مال سے تین ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا، یا عطا کر کے آخرت کے لئے جمع کیا اور اس کے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لئے چھوڑ جائے گا۔

(۲) **حدیث**: بخاری ونسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں تم میں کون ہے کہ اسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو فرمایا اپنا مال تو وہ ہے جو آگے روانہ کر چکا ہے اور جو پیچھے چھوڑ گیا وہ وارث کا مال ہے۔

(۳) **حدیث**: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اگر میرے پاس احد برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند آتا ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اس میں کا میرے پاس کچھ رہ جائے ہاں اگر مجھ پر دین ہو تو اس کے لئے کچھ رکھ لوں گا۔

(۴) **حدیث**: صحیحین میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا خرچ کر اور شمار نہ کر کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا، کچھ دے جو تجھے استطاعت ہو۔

(۵) **حدیث**: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن آدم بچے ہوئے کا خرچ کرنا تیرے لئے بہتر ہے اور اس کا روکنا تیرے لئے برا ہے اور بقدر ضرورت روکنے پر ملامت نہیں اور ان سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں۔

(۶) **حدیث**: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں جن کے ہاتھ سینے اور گلے سے جکڑے ہوئے ہیں تو صدقہ دینے والے نے جب صدقہ دیا وہ زرہ کشادہ ہو گئی اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے ہر کڑی اپنی جگہ پکڑ لیتی ہے وہ کشادہ کرنا بھی چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتی۔

(۷) **حدیث**: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہیں اور بخل سے بچو کہ بخل نے اگلوں کو ہلاک کیا۔ اسی بخل نے انہیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔

(۸) **حدیث**: نیز اسی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے فرمایا اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو اور لالچ ہو محتاجی کا ڈر ہو اور تونگری کی آرزو یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آجائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور یہ فلاں کا ہو چکا یعنی وارث کا۔ (جامع الاحادیث)

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شرعا سر پر باندھنے کا عمامہ میٹر کے حساب سے کتنے میٹر کی ہونی چاہئے جو کہ شرعا سنت ہے اور کشادگی یعنی عمامہ کی چوڑائی کس قدر ہونی ضروری ہے اور رنگ کونسا ہونا سنت ہے۔

المستفتی: محمد اسماعیل قبولی، دھاروا، کرناٹک

الجواب: عمامہ کی لمبائی ڈھائی گز سے کم نہ ہو اور چھ گز سے زیادہ نہ ہو یہی سنت ہے اور اسکی بندش گنبد نما ہو اور مرقاۃ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا اور رنگ سیاہ، سرخ وغیرہ آئے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف، ۱۰رذیقعدہ ۱۵ھ

صح الجواب اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اور بکر کے مابین اس بات میں تنازعہ پیدا ہو چکا ہے کہ زید کہتا ہے کہ ملک نیپال اور فرانس اور روس میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز ہے اور بکر کا کہنا ہے کہ ملک نیپال، فرانس اور روس میں غیر اسلامی سلطنت ہے لہذا اس میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں۔ زید اور بکر کے قولوں میں کس کا قول درست ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: اختر حسین، ملنگواں، سرلاہی (نیپال)

الجواب: فرضیت جمعہ وصحت وجواز سب کے لئے اسلامی شہر کا ہونا شرط ہے لہذا اسلامی شہر کہ اس میں پہلے اسلامی سلطنت رہی ہو اور جو ملک اور شہر ایسا نہ ہو تو وہاں جمعہ فرض نہیں ہے زید بکر کا کہنا صحیح ہے ان ملکوں میں جمعہ فرض نہیں کہ ان میں کبھی اسلامی سلطنت نہ تھی اور نہ اب ہے۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ سوم دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء ۸۲رسوداگران بریلی شریف

صح الجواب اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) مردار جانور کی بیع از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اکثر مسلمان جنگل یا بستی میں چمڑا یا ہڈی نکلوانے کے لئے مردار جانور کا ٹھیکہ لے لیتے ہیں اور چمڑا نکلوا کر مسلمانوں کی ٹیرلی میں فروخت کرتے ہیں اور اس طرح ہڈیاں بھی فروخت ہوتی ہیں تو صورت مسئولہ میں مسلمانوں

کو اس طرح کے ٹھیکے اور مسلمانوں کے ہی ہاتھ فروخت کر دینا جائز ہوگا یا نہیں براہ کرم دلائل شرعیہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد نبیہ، شاہجہاں پور

الجواب: مردا کی بیع باطل ہے مردار کسی آسمانی دین میں مال نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) جب مردار جانور کی بیع ناجائز وحرام تو اسکا ٹھیکہ بھی جائز نہیں، ہڈی کی بیع جائز ہے لہٰذا اسکا ٹھیکہ بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: ضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ، مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حکومت نے آنے والے الیکشن کے لئے شناختی کارڈ لازمی کردیا ہے جس میں ووٹ ڈالنے والے کی تصویر کا بھی ہونا لازمی ہے جس کے بارے میں منظر اسلام سے شائع ہونے والی رمضان المبارک کی جنتری میں لکھا ہوا تھا کہ حکومت کے خلاف احتجاج کیا جائے کہ وہ اس قانون کو واپس لے۔ لیکن بہیڑی کے عوام میں یہ مشہور ہے کہ آپ نے بوجہ مجبوریِ حکومت شناختی کارڈ حاصل کرنے کے لئے فوٹو (تصویر) کھنچوانے کے بارے میں جواز کا فتویٰ دیدیا ہے کیا یہ صحیح ہے کہ آپ نے شرعی دلائل کے ساتھ جواز کا فتوی صادر فرمایا ہے۔

(۲) یہ جو مشہور ہے کہ سیدی اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہاتھوں سے لکھتے تھے کیا یہ صحیح ہے؟ جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں

المستفتی: حافظ عقیل احمد، مدرسہ جامعہ غوثیہ بشارت العلوم محلہ شیخو پور، قصبہ بہیڑی، ضلع بریلی شریف

الجواب: فوٹو کھنچوانا ناجائز وحرام وگناہ ہے مگر جب مجبوری ہو تو بضرورت مجبوری اس کے جواز کا حکم ہے اور الضرورات تبیح المحظورات کے تحت حکم جواز دیدیا گیا ہے پھر بھی بچنا چاہئے، یہ حکم حرج کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) مشہور ہے اور صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف، ۱رذیقعدہ ۱۴۳۱ھ

صح الجواب: اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید کی بیوی نے کسی کے ایک بچہ کو گود میں لیا اس لئے کہ زید کی بیوی کو کوئی بچہ نہیں ہوا اب زید کی مال کا وارث کون ہوگا وہ بچہ یا اور کوئی۔ اسکا جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) زید کی دو بیوی ہیں ایک بیوی آپریشن ہونے کہ وجہ سے بچہ ہونے سے معذور ہے اس حال میں کیا زید رات کا تنہائی وقت صرف اسی کو دے جن سے اولاد ہونے کی امید ہے اور اس آپریشن والی بیوی کا کوئی حق ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد زاہد، متھرا پور، یوپی

الجواب: صورت مسئولہ میں وہ بچہ زید کے مال کا شرعا وارث نہیں ہے نہ زید کی بیوی کے مال کا شرعا وارث ہوگا اس کے دیگر ورثاء اس کے مال کے وارث ہوں گے ہاں وہ اپنی زندگی میں اپنے طور سے جو دیگا اسکا مالک ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) دونوں کا حق برابر ہے کسی کی حق تلفی جائز نہیں ہے ایک شب اس کے یہاں گزارے اور دوسری رات دوسری کے یہاں گزارے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــہ :محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء
۸۲رسوداگران بریلی شریف، ۱۲رذیقعدہ ۱۴۱۵ھ
صح الجواب اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

ســوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ پانی پت شہر کی تمام مساجد میں امام حضرات غیر مقلد، دیوبندی عقیدے کے ہیں ہم اہل سنت والجماعت اگر نماز جمعہ یا دیگر نمازیں ان حضرات کی اقتداء میں ادکریں تو ان حضرات کی اقتدا ہم اہل سنت والجماعت کے لئے جائز ہے یانہیں؟

(۲) پانی پت شہر میں ایک بہت بڑی دری کی فیکٹری ہے اس فیکٹری میں اکثر اہل سنت والجماعت کے حضرات نوکری کرتے ہیں اگر ہم اہل سنت والجماعت نماز جمعہ فیکٹری میں جماعت کے ساتھ ادا کریں تو ہمارا فیکٹری میں نماز جمعہ ادا کرنا کیسا ہے؟ ادا کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

المستفتی: جملہ اہل سنت والجماعت پانی پت، یوپی

الجواب: وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے فتح القدیر میں ہے "لاتجوز الصلاۃ خلف اھل الاھواء" خواہ نماز جمعہ، عیدین ہوں یا پنجوقتہ وغیرہ ان کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھیں ان کے پیچھے نمازیں نہ ہوں گی بلکہ پڑھنے کا وبال ہوگا سنی حضرات سنی امام کے پیچھے پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعہ کے لئے اذن عام شرط ہے اور وہ فیکٹری میں کہاں متصور وہ بھی ہندوفیکٹری میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر اذن عام ہوتو وہاں بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر سنی امام نہیں ہیں تو ظہر پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــہ :محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء
۸۲رسوداگران بریلی شریف، ۱۲رذیقعدہ ۱۴۱۵ھ
صح الجواب اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

ســوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے یا ناجائز، اسکی پوری تفصیل سے مع حوالہ تحریر فرمائیں۔ بعض علمائے کرام نے جائز قرار دیا ہے تو پھر اسکی کیا صورت ہے؟ اور اگر ناجائز ہے تو پھر اسکی کیا صورت ہے؟ اور اگر ناجائز ہے تو علمائے کرام نے جونماز پڑھادیا تو پھر اس کا کیا حکم ہے، برائے مہربانی اسکا جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

المستفتی: سید محمد طاہر علی، پالی، راجستھان

الجواب: لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کسی نماز کے لئے درست نہیں ہے منع ہے اور جو مقتدی محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز سنکر رکوع وسجود کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی اور اگر مجمع کثیر ہوتو مکبر قائم کردیں اور جو مقتدی سامنے لوگوں کو دیکھکر جو امام کی آواز پر رکوع وسجود کرتے ہوں تو ان کو دیکھکر رکوع وسجود کریں گے تو ان کی نماز ہوجائیگی، اور جب علماء کا اختلاف ہے تو ظاہر ہیکہ احتیاط اسی میں ہے کہ لاؤڈ اسپیکر استعمال نہ کیا جائے تو یہ کون سی بات ہے کہ جمعہ وعیدین میں ادا کا حکم دیدیا جائے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ عیدین وغیرہ میں بھی استعمال نہ کیا جائے اور مکبر قائم کئے جائیں کہ نماز ہونے نہ ہونے کا سوال ہے تو جس صورت میں نہ ہونے کا سوال پیدا ہو اسکا ترک لازم ہے نہ کہ رخصت دی جائے پھر اکثر اکابر علمائے اہل سنت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند، حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی، حافظ ملت، حضرت مجدد ملت، حضرت شیر بیشہ اہل سنت اور حضور سید العلماء آل مصطفی مارہروی

نوراللہ مرقدہم کا یہی فتویٰ ہے کہ نماز میں ہرگز ہرگز لاؤڈاسپیکر نہ استعمال کیا جائے اور مرکز اہل سنت بریلی شریف سے یہی فتویٰ دیا جاتا ہے کہ کسی نماز کے لئے لاؤڈاسپیکر کا استعمال درست نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ :محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی شریف، ۱۱ر ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

صح الجواب اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

☆☆☆

(..........بقیہ صفحہ ۴۷ رکا)

اوراسلامی جنگوں کا، ہرجگہ مومنین کے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
کس طرح پیتی ہے مومن کا لہو تلوار دیکھ

انہیں سرفروشان اسلام مومنین نے پوری دنیا کو بلا کر دکھ دیا، وقت کی سوپر پاور طاقت، ایران وشام، فارس و عراق کے چھکے چھڑا دئے اور ثابت کردیا کہ؛

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

اور ایوان باطل میں کہرام مچادیا، باطل قوتوں کا سرخم کردیا، اور اکناف عالم میں یہ اعلان کردیا بانگ دھل کہ

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کرچکا ہے تو امتحاں ہمارا

اس امتحان میں ہر وقت۔ ہر جگہ، ہر لمحہ عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سرفروشان اسلام سرخرو رہے۔ دریاؤں کی [illegible] کو چیر دیا، پہاڑوں کی بلندیوں کو اپنے [illegible] کے روند ڈالا، صحراؤں کی وسعتوں کو مٹھی میں کرلیا، جنگلوں اور بیابانوں کو پلک جھپکتے طے کرڈالا، عرب سے نکل کر اسلام روم، فارس، ایران، عراق، مصر، شام، فلسطین، دمشق، اسپین، سندھ، غرناطہ، طلیطلہ اور ہندستان کے مختلف خطوں میں سرفروشی و سربلندی اور حقانیت کے علم کیساتھ پوری عوام کو اپنے دامن رحمت ورافت میں داخل کرلیا، زور شمشیر وسنان نہیں، بلکہ امن وامان والے مذہب مہذب اسلام اور قرآن کی تعلیمات کو پیش کرکے، اور متعصب معاندین ومعترضین کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈہ کہ" اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے" کا جواب دیتے ہوئے، لیکن یہ بات مکمل یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ یہ خود اپنے اندر ہی نہ تو کوئی دم رکھتی ہے اور نہ خم، دیگر مذاہب کی تعلیمات میں تلوار کے استعمال کو مذہبی رکن وطریقہ کہا جارہا ہے، موجودہ انجیل میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا " تم اپنے بٹوے کو فروخت کرکے تلوار خرید لو، لوگوں سے جہاد کرنے کے لئے"۔

(حوالہ: ضیاء النبی المعروف بہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حصہ ششم)

لیکن آج پوری دنیائے عیسائیت یہ ثابت نہیں کرسکتی کہ ان کی تعلیمات امن وامان والی ہے، لیکن قربان جاؤ بانی اسلام وکتاب اسلام مع دین اسلام پر کہ مکمل امن وامان والا مذہب مہذب، نشان راہ عمل وراہ جنت پر گامزن کرنے والا مذہب ہے، تبھی تو اکناف عالم کے چپہ چپہ، قریہ قریہ، خطہ خطہ، علاقہ علاقہ، میں اسلام لوہے کی تلوار سے نہیں بلکہ اخلاص کی طاقت، اخلاق کی طاقت، محبت کی طاقت، اخوت کی طاقت، الفت کی طاقت، کے ذریعہ پھیلا، بقول شاعر مشرق، قلندر لاہوری، ڈاکٹر اقبال:

(بقیہ ص ۱۴۱ پر)

کچھ احباب وفضلاء وجامعہ کی فرمائش پر بطرز سوال وجواب

خطبہ وغیرہ سے متعلق چند ضروری واہم مسائل کا بیان

از: حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب رضوی شیخ الحدیث جامعۃ الرّضا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: خطبۂ جمعہ وعید میں خطیب کی رہنمائی کے لئے آسان زبان میں بتایا جائے کہ اسے خطبہ میں کیا کرنا، کیا پڑھنا چاہئے؟ کیا نہیں چاہئے؟ تاکہ اس کا خطبہ، سنت متوارثہ کے موافق رہے اور وہ ناپسندیدۂ شرع باتوں سے بچا رہے۔ فعل مکروہ اور ترک مستحب کی نوبت نہیں آئے۔ حوالہ کے لئے اشارہ کافی ہوگا۔ پوری پوری عبارتیں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بینوا وتوجروا۔

جواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ شروع کرنے سے پہلے قابل لحاظ باتیں

(۱) مقدار خطبہ:

خطیب کو چاہئے کہ دونوں خطبے ہلکے رکھے یعنی درمیانی کہ نہ بالکل چھوٹے ہوں نہ بہت لمبے۔ کیونکہ دونوں صورتیں شرع کو ناپسند ہیں۔ خلاف سنت ہیں۔ لہٰذا دونوں کی عبارت ملکر زیادہ سے زیادہ سورۂ قاف، سورہ ملک وغیرہ کے برابر رہنی چاہئے۔ خطبہ کی عبارت طوال مفصل کی مقدار سے دراز نہیں ہونی چاہئے۔

(بہار شریعت وغیرہ عامہ کتابیں)

نوٹ: ہاں اگر کبھی کبھار ضرورت یا عذر صحیح کی وجہ سے قدر مطلوب سے کم یا بیش ہو جائے تو وہ الگ بات ہے، مضائقہ نہیں کیونکہ عذر سے رعایت وتخفیف کا حصول معروف ہے۔

(۲) بسم اللہ کا ترک متوارث ہے:

خطبہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی اجازت سے کتابیں خاموش ہیں بلکہ فقہاء کرام سے صراحۃً نہی منقول ہے۔ فرمایا بسم اللہ مطلقاً نہیں پڑھنی چاہئے۔ نہ آواز سے نہ آہستہ۔ (عامۂ کتب) یعنی نہ خطبۂ اولیٰ میں اور نہ ثانیہ میں۔

(۳) تعوذ:

خطبۂ اولیٰ سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنے کا حکم ہے، مگر باآواز نہیں بلکہ آہستہ اور خطبۂ ثانیہ میں مطلقاً نہیں۔

(عامۂ کتب)

خطبۂ اولیٰ کے اجزاء (کہ بعض مسنون ہیں، بعض مستحب)

(۱) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا (۲) تشہد یعنی کلمۂ شہادت (۳) درود شریف پوری، آل و اصحاب کے اجمالی ذکر کے ساتھ (۴) خطاب کہ وعظ ونصیحت ومسائل پر مشتمل ہو (۵) تلاوت یعنی کم از کم ایک آیت کی قراءت (۶) اختتامی ذکر (ماثور ومنقول الفاظ کے ساتھ)

خطبۂ ثانیہ کے اجزاء:

(۱) حمد و ثنا سے شروع (بسم اللہ اور اعوذ مطلقاً نہیں) (۲) پھر تشہد (۳) درود شریف پوری (بطرز مذکور) (۴) دعائیں اپنے لئے، حاضرین اور قوم وملت کے لئے (۵) قراءت (۶) اختتامی ذکر (بالفاظ مخصوصہ متوارثہ)۔

قدرے توضیح و تفصیل

اذان خطبہ کس وقت اور کہاں سے؟

مؤذن خطبہ کی اذان اس وقت کہے گا جب خطیب آکر منبر پر بیٹھ جائے۔ یہ اذان خطیب کے سامنے (منبر کی سیدھ میں) خارج مسجد کہی جائے کہ یہی سنت ہے، مسجد کے اندر کسی نماز کی اذان، شریعت مطہرہ کو پسند نہیں حدیث سے بھی ثابت اور فقہی عبارات بھی ناطق کہ ہر اذان نماز مسجد کے اندر (یعنی جائے ادائے نماز میں) مکروہ وممنوع ہے اور اذان خطبہ کا اس حکم عام سے استثنا کہیں کسی معتمد علیہ فقیہ سے منقول نہیں ہے۔ تو لامحالہ یہ اذان بھی مسجد کے اندر ضرور مکروہ وممنوع ہے۔ خلاف سنت ہے۔ خلاف معمول اسلاف ہے۔ (بہار شریعت، فتاوی رضویہ، عمدۃ الرعایہ حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی۔ وغیرہ وغیرہ)

تعوذ:

اذان پوری ہونے پر خطیب دعائے وسیلہ آہستہ پڑھ کر خطبہ کیلئے اٹھے اور تعوذ یعنی اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم خطبہ شروع کرنے سے پہلے آہستہ پڑھ لے آواز سے نہیں اور ثانی خطبہ میں اعوذ مطلقاً نہیں۔ (عامۂ کتب)

تسمیہ:

رہی بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم تو وہ مطلقاً نہیں پڑھنی ہے نہ آہستہ اور نہ آواز سے نہ پہلے خطبہ کے شروع میں اور نہ ثانی کے شروع میں کہ یہی سنت ہے۔ (عامۂ کتب)

فتاوی رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں در مختار و شلنبلی کی عبارت نقل کرتے ہوئے صاف ارشاد فرمایا: "باواز نہ باخفا" (یعنی بسم اللہ بالکل نہیں)۔ "بلکہ تنہا اعوذ ...... آہستہ پڑھ کر حمد الٰہی سے خطبہ شروع کرے۔"

(فتاوی رضویہ ص ۶۱۴ ج ۳)

حمد الٰہی:

خطیب کو چاہئے کہ اللہ عز وجل کی حمد سے خطبہ کی ابتدا کرے۔ حمد کے جملوں میں سب سے بہتر و پسندیدہ تر جملہ "الحمد للّٰہ" ہے۔ کہ مسنون و متوارث ہے۔ ویسے سنت تحمید، دیگر صیغوں، جملوں سے بھی ادا ہو جائے گی مثلاً "**لِلّٰہِ الحمد**" ...... یا ...... "**سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ**" ...... یا ...... "**احمدُ اللّٰہ**" ۔ **وغیر ذالک**۔

ثنائے الٰہی:

ثنا کا لغوی معنی ہے گُن گانا، مہربانیاں، خوبیاں وغیرہ بیان کرنا اور یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ خطیب بعد حمد، اللہ تبارک وتعالیٰ کے تھوڑے بہت اوصاف بیان کرے یعنی اس کی بعض صفات کمالیہ کا ذکر۔ خواہ وہ اس کی ذاتی صفت ہو یا فعلی، وجودی ہو یا سلبی جیسے معبودیت، ربوبیت، خالقیت، رازقیت، عالمیت وقدریت وغیرہا۔

نمونہ حمد و ثنا:

مثلاً کہے الحمد للّٰہ رب العالمین. الرحمن الرحیم. مالک یوم الدین. الذی له ملک السماوات والارض وما بینهما ...... یا ...... الحمد للّٰہ الذی انزل علی عبده الکتب ولم یجعل له عوجا ...... یا ...... الحمد للّٰہ الذی له ما فی السموات وما فی الارض. وله الحمد فی الآخرة وهو الحکیم الخبیر. ...... یا ...... الحمد للّٰہ الذی هو خالق کل شیء و رب کل شیء وهو علی کل شیء قدیر ...... یا ...... الحمد للّٰہ الذی هو

اللہ الصمد، لم یلد و لم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ وغیرہ وغیرہ

تشہد: **(یعنی کلمۂ شہادت پڑھنا)**

حمد وثنا کے بعد تشہد کا نمبر ہے یعنی پڑھے: اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، و اشہد انّ محمداً عبدہ و رسولہ۔ (آخر میں ضمیر والی چھوٹی درود شریف بھی پڑھ لینی چاہئے کہ بہتر ہے، اہل عشق ومحبت کا معمول ہے، یعنی و رسولہ کے بعد کہے) صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

تنبیہ نمبر – ۱ :

خطیب کو اس بات کا خوب دھیان رکھنا لازم ہے کہ کہیں اس کا خطبہ کلمۂ شہادت سے خالی نہ رہ جائے ورنہ خطبہ ناقص و بے برکت رہے گا۔ ترک سنت عظیمہ ومتوارثہ کا اس کے سر الزام آئے گا۔ کیونکہ یہ خطبہ کے اجزائے مسنونہ میں بڑا عظیم واہم جزء ہے، گویا خطبہ کی جان ہے۔

(مستفاد از عامۂ کتب)

تنبیہ نمبر – ۲ :

بہت سے امام، اس اہم جزء مسنون سے بالکل غافل نظر آتے ہیں۔ مشاہدہ شاہد ہے کہ ان کی خطبہ خوانی، اکثر وبیشتر کلمہ شہادت سے خالی رہتی ہے۔ ان کی اس غفلت و بے توجہی کا سبب یا تو محض ان کی بے علمی ہے اور یا بے حسی یا پھر بھیڑ چال والی اندھی تقلید ہے کہ گویا بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ ایسا ''پیچھے سے ہی ہوتا چلا آرہا ہے ہم بھی وہی کریں گے''، انہیں خطبوں کی کوئی کتاب جو بازار سے دستیاب ہوئی وہ اسی کو پڑھنے لگے۔ اس سے غرض نہیں کہ وہ خطبے، فقہی ضابطہ ومعیار سے کتنی موافقت رکھتے ہیں؟ یا نہیں رکھتے۔ ان میں فقہاً کیا خامی ہے یا کیا فضول بھرتی؟ مثلاً آج کل خطبوں کی ایک کتاب جو بازار میں عام طور سے ہر جگہ آسانی سے مل جاتی ہے اس کے اکثر خطبے۔ (دیگر خامیوں اور نامناسب حشو و زوائد کے علاوہ) کلمۂ شہادت سے بھی خالی ہیں۔ حتی کہ اسکے پہلے جمعہ کے خطبۂ اولی میں بھی تشہد کا ذکر نہیں۔ جبکہ اکثر اماموں کا حال یہ ہے کہ وہ زیادہ تر اسی خطبہ کو اختیار کرتے ہیں۔ وجہ اختیار شاید یہ ہے کہ وہ مختصر اور سلیس ہے۔ اور اس خطبہ میں دوسری قابل اصلاح بات یہ ہے کہ اختتام سے پہلے کوئی آیت مذکور نہیں۔ جبکہ آیت کا پڑھنا بھی مسنون ہے۔ اور تیسری خامی یہ ہے کہ یہ خطبہ وعظ ونصیحت کے الفاظ سے بھی خالی ہے حالانکہ یہ بھی مسنون ہے۔

لہٰذا جو صاحب اس خطبہ کو اختیار کریں انہیں چاہئے کہ اس میں، کلمات حمد وثنا کے بعد، درود شریف سے پہلے کلمۂ شہادت اپنی طرف سے جوڑ لیں۔ پھر درود شریف پڑھیں، اور درود شریف کے بعد وعظ ونصیحت کے کچھ الفاظ لائیں۔ اور اختتام سے پہلے کم از کم کوئی ایک آیت (خطبہ کے مناسب) پڑھیں، یا ویسے اس خطبہ کا ابتدائیہ بھی قابل اصلاح ہے۔ سورۂ جمعہ کی آیت کا یہاں چسپاں کرنا بے تک ہے وہ بھی جملہ شرطیہ کا صرف جزء ثانی نہ کہ پورا جملہ۔ خیر اس کو میں اس وقت نہیں چھوڑ رہا ہوں۔ کیونکہ اس میں کوئی خاص حرج شرعی نہیں لگتا۔ نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ اگر چہ اہل علم وادب کو ان کا یہ ابتدائیہ کھٹکتا ہے۔ عبارت، اصلاح کا اقتضاء کررہی ہے۔ خیر

تنبیہ نمبر – ۳:

اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ کلمہ شہادت انشائے شہادت کے طور پر پڑھے۔ کیونکہ بطور خبر ونقل یا برائے ذکر فضیلت پڑھ لینا اس سنت کی ادائیگی کیلئے ہرگز کافی نہیں ہوگا۔ جیسے اگر کوئی ثنائیہ کلمات کے ضمن میں پڑھے: ''الـذی شـرح

صدورنا بنور اذکار اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ......الخ جیسا کہ کتاب مذکورہ بالا کے بعض خطبوں میں واقع ہے۔ تو اس طرح پڑھنے سے سنت تشہد فی الخطبہ ہرگز ادا نہیں ہوگی۔ اور خوب ظاہر ہے کہ ترک تشہد سخت مکروہ ہے ومعیوب ڈھرّا ہے کیونکہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔

ترک تشہد کی شناعت وکراہت کا اندازہ لگانے کیلئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث شریف کافی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: "کل خطبة لیس فیھا شھادة فھی کالید الجزماء......" یعنی جوبھی خُطبہ یاخِطبہ انشاءِشہادتین سے خالی ہو وہ کوڑھی کے زخمی ہاتھ کی طرح (ناقص و بے برکت) ہے۔ (ترمذی وابوداؤدوغیرہ۔مشکوٰۃ ص۲۷۱)

اوراہمیت تشہد کا مزید اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ خطبہ کو خطبہ نہ کہکر بہت جگہ اس پر لفظ تشہد کا اطلاق کتابوں میں آیا ہے۔ اہل علم پر ظاہر ہے کہ کتب فقہ و حدیث میں تشہد بمعنی خَطَبَ کی کتنی نظیریں موجود ہیں؟

درود و سلام:

پھر باقاعدہ، نام اقدس (یا صفاتی ناموں میں سے کوئی نام جیسے نبی یا رسول یا حبیب) لیکر پوری درود شریف پڑھنی چاہئے صرف اوپر والی ضمنی درود شریف یعنی "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" پر اکتفاء نہیں چاہئے۔ کیونکہ اسلاف واخلاف کے عمل متوارث کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ محض اتنے پر اکتفاء کرنا پسند نہیں فرماتے اور سنت تصلیہ کی ادائیگی کے لئے شاید اسے کافی نہیں مانتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ رضویہ کے ایک جواب سے مستفاد ہوتا ہے کہ خطبہ کی درود شریف میں نام اقدس کا ترک اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا، نہایت بہتر، اعلیٰ درجہ کا مستحب طریقہ یہی ہے کہ باقاعدہ نام پاک لیکر درود شریف پڑھی جائے۔ اور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اکتفاء نہ کیا جائے کیونکہ اول تو یہ خود ہمارے یہاں یونہی مستحب ہے اور پھر اختلاف ائمہ کی رعایت دوسرا مستحب کہ شوافع کے نزدیک خطبہ مین نام اقدس لیکر درودخوانی فرض ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے فتاویٰ رضویہ ص ۲۳۷ ج ۳)

عامۂ آل و اصحاب کا عمومی ذکر:

پھر قاعدۂ معروفہ کے مطابق تبعًا کہنا چاہئے: وعلیٰ آلہ الکرام واصحابہ ذوی الاحترام وازواجہ المقدسات وبارِک و سلّم۔ (یااس طرح کے دیگر الفاظ میں)

خواص آل و اصحاب کا خصوصی ذکر:

پھر کہنا چاہئے خصوصاً علیٰ فُلان و علیٰ فُلان و علیٰ فُلان۔ یعنی خلفائے راشدین کا الگ الگ نام ذکر کرے یا کبھی اختصار ملحوظ ہو تو صرف خلفاء الراشدین کے لفظ پر اکتفاء کرسکتا ہے۔ پھر دونوں چچاؤں، نواسوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، خاتون جنت، ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا نام لینا چاہئے کہ سنت مستحبہ متوارثہ ہے (کما شاہد علیہ عمل الاسلاف و الاخلاف توارثا) بلکہ فی زماننا ذکر خواص مذکورین موکد ہونا چاہئے کیونکہ یہ طرز تصلیہ روافض وخوارج سے امتیاز کیلئے ہماری علامت و شناخت ہے۔ (کما افاد مجدد الالف الثانی الشیخ احمد السرہندی علیہ الرحمہ فی بعض مکاتیبہ وغیرہ فی وغیرہ)

نمونہ درود شریف:

مثلاً: اللّٰھم صل و سلم و بارک علیٰ عبدک الحبیب، رسولک الکریم سیدنا و مولانا محمدن المصطفیٰ معدن الجود و الکرم و علیٰ آلہ الکرام و اصحابہ العظام

اجمعین کما تحب و ترضی خصوصًا علٰی فلان و علٰی فلان و علٰی فلان ۔

ھدایت:

خطیب کو اختیار ہے کہ موقعہ ومحل یا ذوق و پسند کے اعتبار سے خواص کے ناموں کے ساتھ القابی و آدابی الفاظ گھٹا بڑھا سکتا ہے۔تو اپنی صواب دید سے جس وقت جیسا مناسب سمجھے ویسا کرلے۔

خطاب، وعظ و نصیحت:

اب چاہئے کہ کہے امابعد! اور پھر بطریق خطابت، حاضرین کو مخاطب کر کے تقویٰ کی نصیحت کرے حال و ماحول کے مطابق وعظ وتذکیر کرے، مسائل بیان کرنے کی ضرورت ہو تو بعض مسائل بھی بیان کردے۔اخروی نفع و ضرر کا احساس دلائے۔کوشش کرے کہ دلوں سے غفلت دور ہو۔اللہ ورسول کی الفت ومحبت وعظمت دلوں میں داخل ہو وغیرِ ذالک۔

نمونہ وعظ و تذکیر:

اما بعد! فیا ایھا المسلمون (رحمنا و رحمکم اللّٰہ تعالٰی) اوصیکم و نفسی بتقوی اللّٰہ عزّوجلّ فی السّر و الاعلان فان التقوی خیر الزاد فی سفر المعاد و بہ البلوغ الی المطلوب فاتقوا اللّٰہ ما استطعتم۔ و اذکروا اللّٰہ عند کلّ شجر و حجر۔ واعلموا انّ اللّٰہ بما تعملون بصیر۔ فبادروا الی الطاعات و اجتنبوا المعاصی والمنکرات ۔ (وغیرہ وغیرہ)

قراءت:

ایک آیت یا چند آیات تلاوت کرے۔آیت پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ بھی پڑھنی چاہئے کہ حق تلاوت ہے مثلا کہے: اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ ''فمن یّعمل مثقال ذرّۃ خیرًا یرہ ۔ و من یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ'' ...... یا ''یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تودلو ان بینھا و بینہ امدا بعیدا ۔ و یحذرکم اللّٰہ نفسہ و اللّٰہ رؤف بالعباد''۔ (آل عمران ٣٠)

نوٹ: حضرت شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل حنفی بخاری علیہ الرحمہ اس آیت کریمہ کو خطبہ میں مستحب مانتے تھے۔

(بدائع ملک العلماء علیہ الرحمہ ص ٥٩١ ج ١)

ھدایت:

ہمیشہ ہر جمعہ کے خطبہ میں کسی ایک مخصوص آیت پر قناعت نہیں چاہئے بلکہ کبھی کبھی تبدیل کرتے رہا کریں کہ شرع کو پسند ہے کیونکہ یہ طریقہ زیادہ نافع ہے تخصیص خلاف اولی ہونی چاہئے۔کیا نہیں دیکھتے کہ قراءت کی تخصیص نماز تک میں ناپسندیدۂ شرع ہے۔اگرچہ بعض نمازوں میں بعض سورتوں کی فضیلت وارد ہے۔

ھدایت: اور مضامین وعظ وتذکیر میں بھی اسی طرح پھیر بدل اولیٰ ہے تخصیص مناسب نہیں کیونکہ کم مفید ہے۔

شمول حدیث شریف:

اسی ضمن میں کہیں پر آگے یا پیچھے کوئی مناسب حدیث شریف بھی خطبہ میں ضرور لانی چاہئے کہ اتباع اسلاف کے ساتھ ساتھ مزید موجب زینت وبرکت ہے۔

نمونۂ تحدیث:

مثلاً کہیں: قد صح عن النبی الاکرم صلی اللّٰہ تعالی علیہ و سلم انہ قال: لایؤمن احدکم حتی اکون احبّ الیہ من والدہ و ولدہٖ و النّاس اجمعین'' ...... یا ...... عن النبی الکریم علیہ الصّلاۃ والتسلیم انّہ قال: البر لا یبلی و الذنب لا ینسی و الدیان لایموت اعمل ما شئت کما تدین تدان' ...... یا ...... قد صح عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم انہ قال: نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس۔

الصحة و الفراغ ''۔ (وغیرہ وغیرہ)

اختتام خطبۂ اولیٰ:

خطیب کو اخیر میں ذکر الٰہی اور دعاو استغفار مخصوص الفاظ میں ادا کرنا چاہئے کہ متوارث طریقہ ہے اور بزرگان دین کی پسندیدہ روش ہے۔

نمونہ ذکر اختتامی:

مثلاً۔ بارک اللہ تعالیٰ لنا و لکم فی القرآن العظیم و نفعنا و ایاکم بالآیات و الذکر الحکیم۔ انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ''۔ اقول قولی ہذا ۔۔استغفر اللہ لی و لکم و سائر المؤمنین والمؤمنات انہ ھو الغفور الرحیم۔

خطبۂ ثانیہ سے متعلق توضیحات:

بسم اللہ پڑھنے کا حکم: بسم اللہ ثانی خطبہ میں بھی بالکل نہیں پڑھنی ہے نہ آہستہ نہ بآواز جیسا کہ شروع میں گذرا۔

(عامۂ کتب)

عوذ باللہ کا حکم:

اس میں اعوذ باللہ آہستہ بھی نہیں پڑھنی ہے۔ (عامۂ کتب)

حمد و ثنا:

مثل خطبۂ اولیٰ، اسکی بھی ابتدا حمد و ثنا ہی سے ہوگی۔

تشہد:

خطبۂ اولیٰ ہی کی طرح اس میں بھی بعد حمد و ثنا کلمۂ شہادت پڑھا جائے گا۔ اور کلمہ شہادت کے بعد یہاں بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً کہہ لینا چاہئے کہ بہتر اور موجب سعادت ہے جیسا کہ بیان ہوا۔

تنبیہ:

ہاں اس خطبہ میں اس سے تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ فقہائے کرام نے فرمایا کہ ثانی خطبہ مندرجہ ذیل الفاظ سے شروع کرے تو بہتر ہے کہ اتباع توارث ہے۔ الحمد للہ۔ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ ۔۔۔الخ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ ثانی میں آواز، بہ نسبت پہلے خطبہ کے کچھ نیچی ہو۔

درود خوانی:

خطبہ اولیٰ ہی کی طرح اس میں بھی (بعد شہادت) باقاعدہ، سرکار سر بکار نبی مختار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس لیکر پوری درود شریف (مع سلام و برکت اور مع ذکر آل و اصحاب) پڑھنی چاہیے کہ ہم حنفیوں کے نزدیک یوں ہی سنت مستحبہ متوارثہ ہے۔ مزید یہ کہ اس کا استحباب اس وجہ سے اور بھی مؤکد ہے کہ شوافع کے یہاں یہ فرض ہے۔ وہ حضرات ضمیر والی درود شریف پر اکتفا ناکافی مانتے ہیں۔ اور معروف مسئلہ ہے کہ اختلاف ائمہ کی رعایت خود ایک اعلیٰ درجہ کا مستحب کام ہے جیسا کہ گذرا۔

(دیکھئے فتاویٰ رضویہ ص ۲۳ ۔ ج ۳)

ذکر خلفاء راشدین و غیرہم:

اگر خواص آل و اصحاب کا ذکر، خطبہ اولیٰ میں ہو چکا ہو تو وہی کافی ہے۔ اب یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ورنہ ان کا ذکر خطبہ ثانیہ میں ضرور کرنا چاہئے کیونکہ دونوں میں سے کسی ایک خطبہ میں ان کا ذکر کیا جانا سنت مستحبہ متوارثہ ہے اور اسکا ترک معیوب ہے حرماں نصیبی ہے۔

نوٹ:

اگرچہ خواص کا یہ خصوصی ذکر کسی ایک خطبہ میں ہو جانا ادائے سنت مستحبہ کے لئے کافی ہے لیکن بعض کتابوں میں اور بعض معتمدین کے عمل کی رو سے دوسرے خطبہ میں ہونا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۔۔۔ اجمالی و عمومی ذکر تو دونوں ہی میں ہونا چاہئے جیسا کہ ۔۔۔

معتمدین کے قول وعمل سے ظاہر ہے۔

دعا:

اب یہاں (بعد درود خوانی بجائے وعظ ونصیحت) دعا کا حکم ہے۔ لہٰذا خطیب کو اپنے لئے، حاضرین اور سب مسلمانوں کیلئے، اسلام کیلئے دعائے خیر کرنی چاہئے۔ یعنی مغفرت ورحمت ونصرت اور دارین کی عافیت وسعادت کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔

نمونہ دعا:

مثلاً: غفر اللّٰہ تعالی لنا و لکم و لسائر المؤمنین و المؤمنات۔ اللّٰھم اید الاسلام والمسلمین بنصرک العزیز علی اعداء الدین کلھم۔ اللّٰھم ارزقنا حبّک و حبّ حبیبک الکریم و حب من تحب و بغض من تبغض۔ اللّٰھم اجعلنا من عبادک التائبین الصالحین الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اللّٰھم انصر من نصر دین محمدن المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و اجعلنا ربنا یا مولانا من المؤمنین المنصورین۔ و اخذل من خذل دین محمدن المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولا تجعلنا ربنا یا مولانا من المخذولین۔ وغیرہ وغیرہ

قراءت:

اس خطبہ میں کوئی ایسی آیت انتخاب کر کے لانی چاہئے جو خطاب کے مناسب ہو اور اعوذ کے بغیر پڑھ لینی چاہئے۔

مثلاً: عباداللّٰہ ! ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان ...... الخ

تنبیہ:

ثانی خطبہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ، پہلے ہی کی طرح ہے۔

پہلا فرق:

یہ ہے کہ اس میں چوتھے نمبر پر وعظ ونصیحت ہے۔ دعا نہیں ہے۔ اور اس میں اسکی جگہ دعا ہے۔ وعظ ونصیحت نہیں ہے۔

دوسرا فرق:

یہ ہے کہ خلفائے راشدین و غیرہم خواص آل و اصحاب کا ذکر، کسی ایک میں کافی ہے چاہے اولیٰ میں کرے چاہے ثانیہ میں۔

تیسرا فرق:

یہ ہے کہ پہلے خطبہ میں تلاوت آیت کریمہ کا مسنون ہونا کتابوں میں صراحۃً مذکور ہے یعنی پہلا خطبہ تو تلاوت کے لئے بتصریح فقہاء کرام متعین ہی ہے اور دوسرے کے متعلق تصریح نہیں ہے۔ لیکن جواز کی نفی بھی نہیں آئی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ خطبہ ثانیہ میں آیت کریمہ بطور خطاب پڑھنی چاہئے اور اعوذ باللہ اسکے ساتھ نہیں جوڑنی چاہئے تاکہ عبارات فقیہ کے منطوق ومفہوم دونوں پر من وجہ عمل ہوجائے۔ شاید اسی مصلحت سے جمعہ وغیرہ کے خطبہ رضویہ و دیگر معتمدات میں خطبہ ثانیہ کی آیت سے پہلے اعوذ باللہ نہیں لکھی ہے۔ جبکہ خطبۂ اولیٰ کی آیت اعوذ باللہ کے بعد لائے ہیں۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اختتام خطبۂ ثانیہ:

و لذکر اللّٰہ تعالیٰ اعلی و اولی و اجلّ و اعزّ و اہمّ و اتمّ و اعظم و اکبر۔

استشہاد از بعض معتمدات:

... میں زیر عنوان "سنن الخطبہ" حضرت امام حسن ابن زیاد سے نقل کیا کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا: ''ینبغی ان یخطب خطبة خفیفة یفتتح بحمد الله تعالی و یثنی علیه، و یتشهد و یصلی علی النبیّ صلی الله تعالی علیه وسلم و یعظ و یذکر و یقرأ سورة، ثم یجلس جلسة خفیفة، ثم یقوم فیخطب خطبة اخری یحمد الله تعالی، و یثنی علیه، و یصلی علی النبیّ صلی الله تعالی علیه وسلم و یدعو للمؤمنین و المؤمنات، ویکون قدر الخطبة قدر سورة من طوال المفصل۔ لما روی عن جابر بن سمرة: ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم کان یخطب خطبتین قائما، یجلس فیما بینهما جلسة خفیفة، و یتلو آیات من القرآن۔ (ص ۱۹۱ ج ۱)

صاحب بحر الرائق علیہ الرحمہ نے، مذکورہ بالا عبارت، بدائع سے نقل کرنے کے بعد کہا: ''و قد علم من هذا انه لا یعظ فی الثانیة. و لهذا قال فی التجنیس ان الثانیة کالاولی الا انه یدعو للمسلمین مکان الوعظ۔ و ظاهره انه قراءة آیة فی الثانیة کالاولی'' اھ (بحر الرائق۔ جمعہ طبع بیروت)

بہار شریعت میں ہے:

مسئلہ، سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں۔ اگر دونوں ملکر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصا جاڑوں میں۔ (درمختار، غنیۃ)

مسئلہ :

''خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں'' کے عنوان کے تحت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''(۸) خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا۔ (۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔ (۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔ (۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔ (۱۳) حضور پر درود بھیجنا۔ (۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ (۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔ (۱۷) دوسرے میں، مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ (۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا۔ دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا''۔ اور زیر عنوان مستحب، فرمایا: دوسرے میں آواز، بہ نسبت پہلے کے پست ہو، بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں: الحمد لله نحمده ... الخ اور فرمایا: مسئلہ، خطبہ میں آیت نہ پڑھنا، مکروہ ہے۔ (ملخصا)

اور اسی طرح عالمگیری میں بھی خطبہ کے یہ امور مسنونہ و مستحبہ بحوالہ بحر الرائق و تجنیس مفصل مذکور ہیں۔

(دیکھئے عالمگیری مطبوعہ زکریا صفحہ ۱۴۶ ۔ ۱۴۷ جلد ۱)

سوال:

خطبوں میں آیات و احادیث کی تبدیلی کے لئے، کچھ مناسب آیات و احادیث علیحدہ سے لکھدی جائیں۔ یا آیات مع ترجمہ کی نشاندہی کردی جائے۔ یجریکم الله تعالی

لائق شمول خطبہ، چند آیات مبارکہ کا انتخاب:

☆ **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه۔ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه۔**

(سورہ زلزال پارہ ۳۰ ر آیات ۷،۸)

☆ **حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔** (سورہ بقرہ۔ آیت ۲۳۸)

☆ **ان اللّٰه یأمر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربی و ینهی عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون ....**

(سورہ نحل۔ آیت ۹۰)

☆ **یوم تجد کل نفس...... و اللّٰه رؤف**

بالعباد.......... (سورہ آل عمران۔آیت ۳۰)

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ. وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ. (سورہ مائدہ۔آیت ۸، ۹، ۱۰)

☆ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ. (سورہ بقرہ۔آیت ۴۸)

☆ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (سورہ بقرہ۔آیت ۲۱، ۲۲)

☆ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا. وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا. (سورہ نساء۔آیت ۱)

☆ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا. (سورہ نہاء۔آیت ۵۸، ۵۹)

☆ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا. وَ مَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا. وَ مَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓــٴًـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا. (سورہ نساء۔آیت ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲)

☆ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا. (سورہ نساء۔آیت ۱۳۴، ۱۳۵)

☆ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا. اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا. (سورہ نساء۔آیت ۱۱۵، ۱۱۶)

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا. یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا. (سورہ احزاب۔آیت ۷۰، ۷۱)

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ

الْجَنّٰتِهِمُ الْفَآئِزُوْنَ. (سورہ حشر۔ آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰)

☆ اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِب وَّلَهْوٌ وَّ زِیْنَة وَّ تَفَاخُر بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرفِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُه ثُمَّ تَهِیْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَاب شَدِیْد وَّ مَغْفِرَة مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَان وِ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ.

(سورہ حدید۔ آیت ۲۰)

☆ وَمَن اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَه عَدَاوَة كَاَنَّه وَلِیّ حَمِیْم.

(سورہ حمٓ سجدہ پارہ ۲۴۔آیت ۳۳، ۳۴، ۳۵)

☆ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّه وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا.وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِكَ خَیْر وَّاَحْسَنُ تَاوِیْلًا. (بنی اسرائیل۔ آیت ۳۴، ۳۵)

☆ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّه وَالْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْتَبْذِیْرًا.اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْآ اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّه كَفُوْرًا.

(سورہ بنی اسرائیل۔آیت ۲۶، ۲۷)

☆ مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْآ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ.مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَمُؤْمِن فَلَنُحْیِیَنَّه حَیٰوةً طَیِّبَةً وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ.

(سورہ نحل پارہ ۱۴۔ آیت ۹۶، ۹۷)

☆ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَاسَعٰی. وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی. فَاَمَّا مَنْ طَغٰی.وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا.فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی. وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّه وَ نَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی.فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی.

(سورہ نازعات پارہ ۳۰۔ آیت ۳۵ تا ۴۱)

☆ وَیْل لِّلْمُطَفِّفِیْنَ.الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ. وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ. (سورہ مطفّفین پارہ ۳۰۔ آیت ۱، ۲، ۳)

☆ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ.حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ. كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ.ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ. كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ. لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ. ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ. ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (سورہ تکاثر پارہ ۳۰)

خطبوں میں شمول کے لائق کچھ احادیث شریفہ کا انتخاب

☆قد صح النبی الکریم علیه الصلوۃ والتسلیم انه قال: بنی الاسلام علی خمس ،شهادۃ ان لااله اِلّا اللّٰه و انّ محمدا عبده ورسوله ، واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان.

(مشکوۃ از بخاری ومسلم،کتاب الایمان)

☆قد صح النبی الکریم علیه والصلوۃ والتسلیم انه قال: لاایمان لمن لا امانة له، ولادین لمن لا عهد له.(مشکوۃ از شعب الایمان بیهقی)

☆قد صح عن حبیب اللّٰه رب العالمین نبینا

الکریم علیه افضل الصلوة واکمل التسلیم انه قال: والذی نفسی بیده لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده۔(بخاری از ابوهریره)وفی روایة انه قال: لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین۔ (بخاری از انس)

☆قد صح عن النبی الامی الاکرم صلی الله تعالی علیه وسلم انه قال: ثلث من جمعهنّ فقد جمع الایمان، الانصاف من نفسک ، وبذل السلام للعالم، والانفاق من الاقتار۔

(بخاری فی الایمان از عمار)

☆قد صح عن سید البشر افضل الرسل سیدنا محمدن المصطفیٰ علیه وعلیهم الصلاة والسلام انه قال: "السمع والطاعة حق مالم یؤمَر بمعصیةٍ ، فاذا اُمر بمعصیة فلاسمع ولاطاعة۔ (بخاری،اصح المطالع ص۵۱۴/جلد ۱)

☆وعنه انه علیه الصلوة والسلام قال: من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی ۔

(بخاری،اصح المطالع ص۵۱۴/جلد ۱)

☆قد صح عن رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم انه قال: ان الله حرم علیکم عقوق الامهات ووأدالبنات ومَنَعَ وهاتِ وکره لکم قیل وقال، وکثرةَ السؤال واضاعةَ المال۔(بخاری ومسلم)

☆قد صح عن النبی الاکرم صلی الله تعالی علیه وسلم انه قال: اِضمَنُوا لی ستّان من انفسکم اَضمِنْ لکم الجنّة،اُصدقوا اذاحدّثتم واَوفُوا اذا وعدتّم ، واَدّوا اذااُئتُمِنْتُمْ، واحفظوا فروجکم وغضّوا اَبْصارَکم، وکُفُّوْا ایدیکم۔

(مشکوه از احمد وبیهقی ص۵۱۴)

☆عن النبی الکریم علیه الصلوة والتسلیم انه قال: ایاکم والظن فانّ الظن اکذب الحدیث، ولاتحسَّسوا ولاتجسَّسوا ، ولاتَناجشوا، ولاتَحاسدوا، ولاتَباغضوا، ولاتَدابروا، وکونوا عباد الله اخوانا۔ (بخاری، مسلم، مشکوة ص ۴۲۲)

☆قد صح عن نبی الله صلی الله تعالی علیه وسلم انه قال: الخمر جِماع الاثم، والنساء حبائل الشیطان وحبّ الدنیا رأس کل خطیئة۔ ☆☆☆

(.........بقیه صفحه ۴۱/کا)

۳۷۔ القزوینی :سنن ابی ماجه

۳۸۔ السیوطی :شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور

۳۹۔ ابن العماد الحنبلی: شذرات الذهب فی اخبار من ذهب

۴۰۔ ابن الجوزی :صفة الصفوة

۴۱۔ ابن سید الناس :عیون الاث

۴۲۔ ابن حجر العسقلانی :فتح الباری بشرح صحیح البخاری

۴۳۔ تقی الدین السبکی :فتاوی السبکی

۴۴۔ السمهودی: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی

۴۵۔ الشیبانی :مسند امام احمد

☆☆☆

حدیثِ افتراق امت، تشریح و تنقید اور ازالہ شکوک پر مشتمل ایک تحقیقی تحریر

بہتر (۷۲) فرقے ہمیشہ جہنم میں

تحریر:- حضرت مولانا رضوان احمد صاحب شریفی، استاذ شمس العلوم، گھوسی (مئو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ امّا بعد!

موضوع روایتوں سے متعلق اپنے مضمون کی آخری قسط (مطبوعہ ماہنامہ کنزالایمان شمارہ جون ۲۰۱۱ء وسہ ماہی امجدیہ شمارہ جولائی تا اگست ۲۰۱۱ء) میں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ افتراق امت کے سلسلہ میں مولانا اسید الحق صاحب بدایونی نے جمہور علمائے اہل سنت کے نظریہ کے خلاف جو نظریہ پیش کیا ہے، اس کے تجزیہ، تنقید اور تحقیق پر بھی میرا قسط وار مضمون ان شاء اللہ تعالیٰ شائع ہوگا، ایفائے وعدہ کے لیے پہلی قسط قارئین کی خدمت میں حاضر کی جارہی ہے۔

مولانا موصوف نے حدیث افتراق امت کو پیش کرنے کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے، مگر وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، دیر یا سویر انھیں جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ اپنے اس نظریہ کی تائید میں شارحین، محدثین اور بزرگان دین کے اقوال پیش کیے ہیں، مگر ان کے نظریہ کی تائید نہ تو حدیث شریف کے کلمات سے ہورہی ہے اور نہ ہی شارحین و محدثین وغیرہ کے اقوال سے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہم کلمات حدیث سے یہ ثابت کریں گے کہ ایک فرقۂ ناجیہ کے علاوہ باقی بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ جس کی تائید میں احادیث کریمہ پیش کرتے ہوئے شارحین اور بزرگان دین کے اقوال سے بھی اپنے نظریہ کو ثابت کریں گے اور پھر مولانا موصوف اور ان کے ہم خیال لوگوں کو یہ غلط فہمی کیوں ہوئی؟ اس کو بتاتے ہوئے ان کے دلائل کا جائزہ بھی لیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان بہتر باطل فرقوں کے عقائد فاسدہ کو بھی بیان کیا جائے گا جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

حدیث مع سند یہ ہے۔

حدثنا محمود بن غیلان نا أبو داؤد الحفری عن سفیان عن عبدالرحمن بن زیاد بن أنعُم الافریقی عن عبداللّٰہ بن یزید عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیأتین علی أمتی ما أتی علی بنی إسرائیل حذو النعل بالنعل حتی إن کان منھم من أتی أمہ علانیۃ لکان فی أمتی من یصنع ذلک و إن بنی إسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ و تفترق

أمتی علی ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار إلا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما أنا علیه و أصحابی. (جامع الترمذی ج۲ ص۸۸ و ۸۹)

یہی حدیث شریف بعینہ انھیں الفاظ وکلمات کے ساتھ مشکوٰۃ المصابیح کے ''باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ'' میں مذکور ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ ترمذی شریف میں ''ما اتی'' ہے اور مشکوٰۃ المصابیح میں ''کما اتی''، مگر دونوں سے مراد ایک ہی ہے۔

لیأتین علی أمتی کما اتی علی بنی إسرائیل میں لیأتین کا فاعل مقدر ہے اور وہ لفظ زمان ہے یا لفظ مخالفۃ ہے اور لیأتین فعل کا صلہ علی ہے اور علی کا اصل معنی استعلا ہے اور استعلا کہتے ہیں ایک چیز کا دوسری چیز پر بلند ہونے یا غالب ہونے کو یعنی یہ بتانے کے لیے لایا جاتا ہے کہ علی کے مدخول پر کوئی چیز بلند یا غالب ہے، خواہ یہ غلبہ و بلندی حقیقی ہو یا مجازی، اس لیے ''علی'' جہاں بھی استعمال ہوتا ہے وہاں استعلا کا معنی کسی نہ کسی حیثیت سے پایا جاتا ہے، اسی لیے ''علی'' ضرر اور نقصان کے لیے آتا ہے کیونکہ جو نقصان دہ چیز ہوتی ہے اس کو بھی ایک طرح سے اس چیز پر غلبہ ہوتا ہے جس کو نقصان پہنچتا ہے، حدیث شریف میں بھی علی استعلا اور نقصان ہی کے معنی کے لیے استعمال ہوا ہے کیونکہ جب اتی، یاتی کا صلہ علی آتا ہے تو کام تمام کرنے اور ہلاک و برباد کرنے کے معنی میں ہوتا ہے، چنانچہ لسان العرب'' میں ہے ''اتی علیه الدهر: أهلكه (زمانہ نے اس کو ہلاک کیا) اور ''أتی علی ید فلان إذا هلك له مال'' (یعنی أتی علی ید فلان اس وقت کہتے ہیں جب فلاں کا مال ہلاک ہو جائے۔

چنانچہ ملا علی قاری قدس سرہ اس حدیث شریف کی شرح فرماتے ہوئے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں ''الإتیان المجئ بسهولة عدی بعلی لمعنی الغلبة المؤدیة إلی الهلاك و منه قوله تعالیٰ ما تذر من شئ أتت علیه (یعنی اتیان کے معنی آسانی کے ساتھ آنے کے ہیں اور اتیان کا صلہ علی اس لیے لایا گیا تاکہ ہلاکت خیز غلبہ بتائے اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ما تذر من شئ أتت علیه ہے۔

پھر ایک سطر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں ''فاعل لیأتین مقدر یدل علیه سیاق الکلام و الکاف منصوب عند الجمهور علی المصدر أی لیأتین علی أمتی زمان إتیانا مثل الإتیان علی بنی إسرائیل او لیأتین علی أمتی مخالفة لما أنا علیه مثل المخالفة التی أتت علی بنی إسرائیل حتی أهلكتهم'' (یعنی لیأتین کا فاعل (زمان یا مخالفۃ) مقدر ہے جس پر سیاق کلام دلالت کرتا ہے اور (کما) کا کاف مصدر کی بنیاد پر منصوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میری امت پر ضرور ایسا ہی (مہلک) زمانہ آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر (مہلک) زمانہ آیا، یا یہ مطلب ہے کہ میری امت پر میری مخالفت ضرور غالب اور مسلط ہوگی جس طرح بنی اسرائیل پر (نبی) کی مخالفت غالب اور مسلط ہوئی یہاں تک کہ ان کو ہلاک کر دیا)

اور ظاہر ہے کہ نبی کی مخالفت سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے اور جس کا ایمان رخصت ہو جائے وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور جو اس طور پر ہلاک ہوتا ہے اس کو جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی ہلاکت ایسی ہی ہے اس لیے وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور ''کما اتی'' میں ک، مثل کے معنی میں اور ''ما

تی" مصدر کے معنی میں ہے کیونکہ ما مصدریہ ہے اور اس سے مماثلت بتانی مقصود ہے لیکن صرف "ما اتی یا کما تی" سے کسی کو وہم ہو سکتا تھا کہ کچھ باتوں میں امت، بنی اسرائیل کے موافق و مطابق ہوگی ہر حیثیت سے مطابقت اور یکسانیت نہیں ہوگی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حذو النعل بالنعل فرما کر اس کا سد باب کر دیا، حذو النعل بالنعل ایک مثل ہے جس کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں دو چیزیں ایک دوسری کے بالکل موافق ہوتی ہیں اور دونوں کے اندر غایت درجہ کی موافقت و مطابقت ہوتی ہے چنانچہ علامہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کی تشریح یوں کی ہے "حذو النعل بالنعل موافق و مطابق با یکدیگر واصل ایں ترکیب آنست کہ چوں نعلین بدوزند طاقات آنہارا بر یکدیگر اندازہ کردہ ببرند تا برابر آیند و گویند حذوت النعل بالنعل و حذو بمعنی اندازہ کردن و بریدن نعل را و طابق النعل بالنعل نیز گویند پس ازاں مثل شد در موافقت دو چیز بیکدیگر (یعنی دونوں ایک دوسرے کے بالکل موافق و مطابق ہوں گے اور حذو النعل بالنعل کی ترکیب کی اصل یہ ہے کہ موچی جب جوتا سیتے ہیں تو ایک تلہ کو دوسرے تلے سے ملا کر پورا اندازہ اور برابر کر کے سیتے ہیں، عرب کہتے ہیں حذوت النعل بالنعل میں نے دونوں پاؤں کے جوتے بالکل برابر تیار کیے پھر دو چیزوں کے آپس میں بالکل برابر اور مطابق ہونے پر یہ مثل اور محاورہ استعمال ہونے لگا)

اور علامہ قاری علیہ الرحمۃ والرضوان اس کے بارے میں فرماتے ہیں "حذو النعل استعارة فی التساوی" (حذو النعل تساوی کے لیے استعارہ ہے) پھر ایک سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں "نصبه علی المصدر ای یحذونهم حذوا مثل حذو النعل بالنعل أی تلک المماثلة المذکورة فی غایة المطابقة والموافقة" (یعنی حذو النعل مصدر کی بنیاد پر منصوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میری امت بنو اسرائیل کی پورے طور پر پیروی کرے گی ان دونوں میں پورے طور پر یکسانیت اور برابری ہوگی جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے یعنی جس مماثلت کا حدیث میں ذکر ہے وہ غایت درجہ کی مطابقت و موافقت میں مماثلت ہے)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ امت ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے بنو اسرائیل کے بالکل موافق ہوگی اور ان دونوں میں پوری پوری یکسانیت پائی جائے گی اور پوری یکسانیت اسی صورت میں ہوگی جبکہ دونوں کے اعمال و عقائد ایک دوسرے کے موافق ہوں چنانچہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں طرح کی یکسانیت کو بیان فرمایا ہے، ظاہری برابری اور یکسانیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "حتی إن کان منهم من أتی أمه علانیة لکان فی أمتی من یصنع" (یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا تو میری امت میں بھی وہ ہوگا جو ایسا کرے گا) یہ اعمال کی برابری کا ذکر ہے یعنی بدتر سے بدتر گناہ جو بنو اسرائیل میں پائے جاتے تھے یا پائے جائیں گے میری امت بھی اس کی مرتکب ہوگی۔

اس کے بعد باطنی برابری اور یکسانیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "و إن بنی إسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة و تفترق أمتی علی ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار إلا ملة واحدة" (اور بیشک بنو اسرائیل بہتر ملت (فرقے) میں بٹ گئے اور میری

امت تہتر ملت (فرقوں) میں بٹ جائے گی) سوائے ایک (اہل) ملت (فرقہ) کے سب جہنم میں جائیں گے) یہاں باطنی مطابقت اور یکسانیت اس طور پر ہے کہ بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ان سب کے عقائد و خیالات باطل تھے جن کی وجہ سے ان کے دلوں سے ایمان رخصت ہو گیا اور جہنم کے مستحق ہو گئے اس میں ہمیشہ رہیں گے جس کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں ہے ان میں سے چند آیتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

پہلے پارہ رکوع ۸ میں ہے "وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً. قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ" (اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن تم فرما دو کیا خدا سے تم نے عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں، ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں میں ہے انھیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے)

اور تیسویں پارہ رکوع ۲۳ میں ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِکَ شَرُّ الْبَرِیَّةِ" (بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں)

ان آیتوں سے معلوم ہو گیا کہ بنو اسرائیل کے بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت تہتر فرقوں میں بٹے گی مگر ان میں بھی بہتر ہی فرقوں کے عقائد و خیالات باطل ہوں گے، ان کے بھی دلوں سے ایمان رخصت ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ بھی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اس طرح بنو اسرائیل اور امت محمدیہ کے بہتر فرقوں کے درمیان پوری پوری موافقت اور یکسانیت ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ امت محمدیہ کے بہتر فرقے وقتی طور پر جہنم میں داخل ہوں گے ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے تو بنو اسرائیل اور امت کے درمیان غایت درجہ کی مطابقت و موافقت متحقق نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف بنو اسرائیل کے عقائد و خیالات منافی ایمان ہوں جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور امت کے بہتر فرقوں کے عقائد و خیالات منافی ایمان نہ ہوں گے صرف بدعت مفسقہ کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے مگر پھر نکال دیے جائیں گے اس طرح نہ تو عقائد و خیالات میں مطابقت ہوگی اور نہ ہی دخول جہنم میں مطابقت ہوگی، اس لیے کہ بنو اسرائیل ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے اور امت کے بہتر فرقے عارضی طور پر داخل ہوں گے۔

لہٰذا اعمال میں تو مطابقت اور یکسانیت پائی جائے گی مگر عقائد میں موافقت نہ ہوگی جو سراسر حذو النعل بالنعل کے مقتضا کے خلاف اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد کے خلاف ہے اس لیے کہ "وَ إن بني إسرائيل" میں واو حرف عطف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حذو النعل بالنعل کا تعلق اعمال سے بھی ہے اور عقائد سے بھی ہے اور جب اعمال و عقائد دونوں میں یکسانیت پورے طور پر پائی جائے گی تو امت کے بہتر فرقے بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد

کلھم فی النار إلا ملة واحدة ایسی روشن دلیل ہے جس کورد نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ارشاد گرامی دلیل کیسے ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مستثنیٰ کو سمجھا جائے کہ مستثنیٰ کیا چیز ہے اور اس کا استعمال کیوں اور کب ہوتا ہے؟۔

مستثنیٰ، اس اسم کو کہتے ہیں جو إلا اور اس کے اخوات (امثال) لفظ غیر وغیرہ کے بعد مذکور ہوتا ہے، الا سے پہلے والے لفظ کو مستثنیٰ منہ اور اس کے بعد والے لفظ کو مستثنیٰ کہتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بتایا جائے کہ جو حکم مستثنیٰ منہ کی طرف منسوب ہے وہ مستثنیٰ کی طرف منسوب نہیں ہے۔ مستثنیٰ کی دو قسم ہے متصل اور منقطع۔ یہاں مستثنیٰ متصل ہے اور مستثنیٰ متصل اس اسم کو کہتے ہیں جس کو اِلّا اور اس کے امثال کے ذریعہ متعدد سے باعتبار حکم خارج کیا گیا ہو، جیسے جاء نی القوم إلا زیدا (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) دیکھئے یہاں قوم متعدد ہے اس لیے کہ قوم میں متعدد افراد ہوتے ہیں اور زید قوم میں داخل اور اس کا ایک فرد ہے مگر مجئ (آنے) کے حکم میں داخل نہیں بلکہ اس کو آنے کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل نہیں ہوتا۔

اب حدیث شریف کے ٹکڑے کلھم فی النار إلا ملة واحدة میں غور کیجیے، ملۃ واحدۃ، کلھم میں داخل ہے اور اس کا ایک فرد ہے مگر فی النار کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے، یہاں اگر خلود فی النار مراد نہ ہو تو ملۃ واحدۃ کو خارج کرنا درست نہیں ہوگا اس لیے کہ فرقۂ ناجیہ کے گنہگار بھی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے پھر نکال دیے جائیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ کلھم فی النار کا معنیٰ یہ ہو کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ورنہ استثنا درست نہیں ہوگا، لہٰذا حدیث شریف کے الفاظ سے یہ ثابت ہو گیا کہ امت کے بہتر فرقے بھی بنو اسرائیل کے بہتر فرقوں کی طرح جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کی تائید دوسری حدیثوں سے بھی ہو رہی ہے۔ بعض سے اجمالاً اور کنایۃً اور بعض سے صراحۃً تائید ہو رہی ہے۔ جس حدیث سے اجمالاً ہمارے نظریہ کی تائید ہو رہی ہے وہ احمد اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

"ثنتان و سبعون فی النار و واحدة فی الجنة وھی الجماعة و انه سیخرج فی أمتی أقوام تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب بصاحبه لا یبقی منه عرق ولا مفصل إلا دخله"۔

اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے افتراق امت کی حدیث سے متصلاً ذکر کیا ہے اور سنن ابی داؤد میں بھی یہ حدیث افتراق امت والی حدیث کے ساتھ ہی مذکور ہے مگر تھوڑا فرق ہے، مشکوٰۃ میں تجاری اور یتجاری الکلب بصاحبہ ہے اور سنن میں تجاری اور یتجاری الکلب لصاحبہ اور بصاحبہ دونوں ہے۔

حدیث شریف کا معنی یہ ہے:

بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ جماعت (اہل سنت و جماعت) ہے اور بیشک میری امت سے ایسی قومیں نکلیں گی جن میں خواہشات نفسانی (بدعتیں اور برے عقیدے) اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح پاگل کتے کا زہر کاٹے ہوئے شخص کی رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی نہیں رہتا۔

اس حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے خواہشات نفسانی (بدعتوں) میں ڈوبی ہوئی قوموں کو، پاگل کتے کے کاٹے ہوئے شخص سے تشبیہ دی ہے جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ان قوموں کی تمام رگوں، ریشوں اور جوڑوں میں بدعتیں اور برے عقیدے سرایت کر جائیں گے اور جن قوموں کی یہ پوزیشن ہوگی ان کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا، اس لیے کہ جس کا ایمان محفوظ ہوگا اس کی یہ پوزیشن نہیں ہوسکتی کیونکہ ایمان جو اعظم طاعت ہے اس کے ساتھ ہوگا، اور جب قوموں کا حال یہ ہوگا تو علم دین سے بھاگیں گی، حق بات کو قبول نہیں کرسکتیں، علم سے محروم ہوکر کفر و جہل کی وادیوں میں بھٹکتی ہوئی مرجائیں گی اور ان قوموں کی صحبت میں رہنے والا بھی انھیں جیسا ہوجائیگا جس طرح سگ گزیدہ پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا، پانی سے محروم رہ کر پیاسا مرجاتا ہے اور جس کو کاٹ لیتا ہے اسے بھی اپنے جیسا بنادیتا ہے۔

چنانچہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وتشبیہ اہل اہوا بصاحب ایں علت بجہت آنست کہ برصاحبش مستولی گردد و اعراض ردیہ از وے متولد شود و ضرر آں از وے بدیگرے تجاوز کند چنانکہ علت بدعت وہوی در اہل اہوا چنانکہ صاحب علت کلب از آب بگریزد و نتواند آنرا خورد و تشنہ بمیرد ہمچنیں اہل اہوا از علم دین بگریزند و نتوانند از اں مستفید شوند و محروم از اں بمیرند و در بادیۂ جہل و ہاویۂ بدعت جان دہند نسأل اللہ العافیۃ"

ترجمہ: اور اہل بدعت کو اس بیماری والے (سگ گزیدہ) سے تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس موذی مرض کا اثر سگ گزیدہ کے پورے بدن میں ہوتا ہے اور اس سے کئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کا ضرر و نقصان دوسرے تک پہنچ جاتا ہے جس طرح بدعت کی بیماری اہل بدعت میں سرایت کرجاتی ہے اور جس طرح باولے پن کی بیماری والا (سگ گزیدہ) پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا اور پیاسا مرجاتا ہے اسی طرح اہل بدعت علم دین سے بھاگتے ہیں اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور اس سے محروم ہوکر جہل کی وادی اور بدعت کے گڈھے میں جان دے دیتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

چنانچہ آج جتنے باطل فرقے ہیں سب کا حال یہی ہے مذکورہ تمام صفتیں ان کے اندر بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔

احادیث کریمہ سے تائید:

اور اہل سنت و جماعت کے نظریہ کی تائید مندرجہ ذیل حدیثوں سے ایسی صریح ہورہی ہے گویا مندرجہ ذیل حدیثیں مذکورہ حدیث کی تفسیر ہیں۔

امام احمد نے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے مستدرک میں، ابونعیم نے حلیہ میں، حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوداؤد طیالسی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں کی ہے:

"یخرج من قبل المشرق قوم" یا "یخرج ناس من المشرق یقرء ون القرآن لا یجاوز تراقیہم کلما قطع قرن نشأ قرن حتی یکون آخرہم یخرج مع المسیح الدجال"

ترجمہ: مشرق سے ایک قوم نکلے گی، یا، مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے قرآن پڑھیں گے وہ ان کے حلقوم سے آگے نہیں بڑھے گا جب جب ایک نسل ختم ہوگی دوسری نسل پیدا ہوگی یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ (کنزالعمال ۱۱/۱۸۰/۱۸۱)

(بقیہ صفحہ ۴۵ پر.........)

توحید کے اثرات انسانی کردار پر

از: الحاج مولانا سید محمد معزالدین صاحب قادری، سجادہ نشیں آستانہ عالیہ قادریہ نئی بستی قریشیان، چندوسی

روز روشن کی طرح یہ حقیقت واضح ہے کہ آج کا انسان جس اخلاقی پستی و گراوٹ میں مبتلا ہے وہ تاریخ کی ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے دل و دماغ اور فکر و نظر میں ایک بالاتر اور طاقتور ہستی کے سامنے گرفت اور مواخذہ کا تصور اور شعور باقی نہ رہا۔ اور درحقیقت یہی وجہ متاع بے بہا ہے جس کی آج انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اور اسی حقیقت کا ادراک و فہم اسلام کے عقیدۂ توحید میں مضمر ہے۔ یہ عقیدہ انسانی سیرت و کردار پر جو اثر مرتب کرتا ہے، اسکو اس مضمون میں اپنے علم و فہم کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے پسندِ خاطر ہوگا۔ جسکا عنوان ہے..

توحید کے اثرات انسانی کردار پر

یہ دنیا جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔ جنت تو اس صورت میں ہے جبکہ زندگی پرسکون ہو اور اطمینان قلب حاصل ہو اور یہ ایک بڑی نعمت ہے جو اس نعمت سے محروم ہے اس کی زندگی مجسمۂ عذاب ہے۔ دنیا کو جنت بنانے یا بالفاظ دیگر زندگی کو پرسکون بنانے کے لئے ضرورت ہے کہ فطرت کی دو عظیم قوتوں میں ہم آہنگی ہو۔ یہ عظیم قوتیں ہیں عقل اور جذبات۔ عقل کا کام ہے غور و فکر کرنا اور صحیح راہ کو پالینا۔ جذبات کا کام ہے انسان میں آمادگی و سرگرمی عمل پیدا کرنا۔ انسانی ارتقا کے لئے یہ دونوں بنیادی قوتیں ہیں۔

اب ذرا بنی نوع انسانی پر ایک سرسری نظر ڈالئے تو اس میں ایک جماعت تو وہ دکھائی دے گی جو خدا کی منکر ہے اور دوسری وہ جو کسی نہ کسی مذہب کی پیرو ہے اور خدا کو مانتی ہے لیکن یہ جماعت بھی دو حصوں میں منقسم ہے ایک وہ جو مشرک ہے اور متعدد خداؤں کی پرستار ہے دوسری وہ جو صرف ایک خدا کی قائل ہے اور توحید پرست ہے۔ ان تینوں قسم کی جماعتوں یعنی ملحدوں، مشرکوں اور توحید پرستوں کے افراد کی زندگیوں کا بنظر غائر مطالعہ کیجئے تو آپ دیکھیں گے کہ الحاد کی راہ اختیار کرنے سے اگرچہ عقل کو ایک گونہ تسکین ہو جاتی ہے لیکن جذبات کی تسکین کا سامان فراہم نہیں ہوتا۔ خدا کا انکار کرنے کے بعد انسان کو کوئی ایسی ہستی نہیں ملتی جس سے وہ دل و جان سے محبت کرے اور اپنی متاعِ زیست کو اس کے قدموں میں لاکر ڈال دے۔ بلاشبہ قوم و وطن، پارٹی لیڈر، نفسانی خواہشات اور مادی مفادات کی صورت میں جذبات کی تسکین کے کچھ چھوٹے چھوٹے مرکز ضرور ہیں۔ لیکن درحقیقت انمیں سے کسی سے محبت کر کے انسان کو وہ سکون نہیں ملتا جو خدا سے محبت کر کے ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج مادہ پرست یورپ اپنی جذباتی زندگی میں ایک شدید خلا محسوس کر رہا ہے۔

مشرکوں کی جماعت کا معاملہ بھی عجیب ہے وہ مذہب میں عقل کو دخل دینے کا موقع نہیں دیتے اور جہاں عقل و فکر کا موقع ہو وہاں مذہب کا گزر نہیں ہونے دیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی زندگی دو متضاد خانوں میں بٹ جاتی ہے۔

ایک خانہ میں انسان سراپا جذبات لیکن عقل سے محروم، دوسرے خانہ میں سراپا عقل لیکن حقیقی جذبات سے خالی اور یہ دونوں باتیں انسان اور انسانیت کیلئے تباہ کن۔

توحید کا معاملہ الحاد اور شرک دونوں سے مختلف ہے۔ توحید ایک علمی و عقلی حقیقت ہے۔ جب بندے نے خدا کو اپنا واحد خالق، رزاق مشکل کشا اور محسن حقیقی مان لیا تو اسکی عقیدت و پرستش اور خوف اور محبت وغیرہ کے جذبات سب اس سے خود بخود وابستہ ہوگئے۔

غرض یہ کہ جس ہستی کو اسکی عقل نے پایا تھا وہی اسکے جذبات کی تسکین کا مرکز بن گئی۔ اس طرح عقل و جذبات کی ہم آہنگی سے انسان کو سکون قلب کی وہ نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوتی ہے جو اور کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ ارشاد باری ہے:

الـذين امنوٰا و تطمئن قلوبهم بذكر الله الا بذكر الله تطمئن القلوب.

''یعنی وہ لوگ جو ایمان و یقین رکھتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے سکون قلب پاتے ہیں۔ یادرکھو (سنو) اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے''۔ مختصرا یہ کہ موحد کی زندگی دنیا ہی میں جنت کا لطف اٹھاتی ہے۔

بہر حال عقل و جذبات کی ہم آہنگی کے لحاظ سے توحید کا یہ پہلا اثر ہے جو انسانی کردار پر پڑتا ہے۔ انسانی کردار کی کامرانی و کامیابی کیلئے ایک ارتقائی منزل اور بھی ہے جسکو ہم '' خودشناسی'' کہتے ہیں۔ جو شخص اپنے آپکو اور کائنات میں اپنے مقام کو پہچان لے اسکی کامیابی میں شک شبہ کی گنجائش نہیں۔ انسان کیا ہے؟ اور کائنات میں اسکا مقام کیا ہے؟ اس مقصد حیات اور اسکے حصول کا طریق کار کیا ہے؟ الحاد، شرک اور توحید انہیں سوالات کے مختلف جوابات ہیں۔

الحاد و مادیت کو اپنانے کے بعد مادی مفادات اور نفسانی خواہشات سے بالاتر کوئی شئی باقی نہیں رہتی جسکی انسان تمنا کرے اور جسے وہ اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے سکے۔ روٹی کے چند ٹکڑے، کچھ نفسانی خواہشات، رقص و سرور کی رنگین محفلیں، عیش و راحت کے چمکتے دمکتے سامان، اقتدار کے کچھ چھوٹے بڑے مناصب اور بڑھتے ہوئے بینک بیلینس، بس یہی اسکی زندگی کا اول و آخر ہوتا ہے۔ وہ انسان ہونے کے بجائے ایک ایسی مشین بن جاتا ہے جو دن رات مادی مفادات کو ڈھونڈھتی اور انکی جستجو میں لگی رہتی ہو۔ ملحد کے نزدیک انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے اسلئے حیوانات کی حیوانیت اور درندوں کی درندگی میں کوئی حد فاصل باقی نہیں رہتی وہ اپنے حقیر مفادات کو حاصل کرنے کے لئے پست سے پست مقام تک گرنے اور بڑے سے بڑا ظلم ڈھانے کے لئے تیار رہتا ہے اسلئے الحاد کا نقطۂ نظر جب عام ہوجاتا ہے تو دنیا میں مفاد پرستی، بددیانتی، لوٹ کھسوٹ، جنگ وجدال اور ظلم و جبر کی گرم بازاری ہوتی ہے اور انسانی آبادی بھوکے بھیڑیوں اور خونخوار درندوں میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ الحاد کو اپنانے کے بعد انسان ہمیشہ اسی مقام تک پہنچتا ہے۔

اب رہا شرک کا معاملہ تو وہ تو اس سے بھی زیادہ گیا گذرا ہے۔ اس لئے الحاد کی راہ پر چلکر انسان صرف حیوان بنتا ہے لیکن شرک کو اپناتے ہی وہ پستی کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں حیوانات ہی کیا دریا، پہاڑ، پتھر، آگ، درخت، سانپ، بچھو، کیڑے مکوڑے ہر چیز اسکے لئے خدا بن جاتی ہیں اور وہ انکا ایک ادنی غلام۔

پھر یہ مشرک انسان جو دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو خدا سمجھ کر اس کا پرستار بن جاتا ہے۔ اگر اپنے ہی جیسے انسان کو

خدامان کر پوجنے لگے تو اس میں تعجب کی بات کیا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر مشرکین کے مذہبی پیشوا اور انکی مخصوص نسلیں خدائی کے تخت پر جو متمکن ہیں وہ کیوں ہیں بہر حال یہ ہے وہ مقام جہاں شرک کو اختیار کر کے انسان پہنچتا ہے یعنی گرے تو حیوان سے بھی گیا گذرا اور اٹھے تو خدائی کا مدعی۔ خود شناسی سے ہر حال میں محروم، غرض کہ الحاد و شرک کا حاصل ایک۔

توحید ان تمام کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ توحید کی بدولت انسان پر یہ حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ کائنات کا حاکم ایک اور صرف ایک ہے اور پوری مخلوق اسکی محکوم۔ وہ صرف اللہ کا بندہ ہے کسی اور کا نہیں کہ جس کے آگے جھکا جائے نیز وہ زمین پر اللہ کا خلیفہ (نائب) ہے اور اسکی زندگی کا مقصد اللہ کی زمین پر اسکی مرضی کو نافذ کرنا ہے۔ وهو الذی جعلکم خلائف الارض. خدا وہ ہے جس نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ (سورۂ انعام آیۃ ۱۶۵)

توحید کی معرفت حاصل ہوتے ہی انسان کے دل و دماغ میں جہاں یہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ وہ آزاد و خودمختار نہیں۔ اللہ کا محکوم بندہ ہے وہاں یہ خیال بھی جاگزیں ہوتا ہے۔ کہ خدائی کا دعویٰ کرنا بیکار ہے اسلئے کہ وہ رازق نہیں بلکہ رزق پانے والا۔ مالک نہیں بلکہ مملوک، غنی نہیں بلکہ محتاج ہے جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے اور وہ اسکی عطا کردہ نعمتوں کا خواہ وہ دولت ہو یا حکومت ہو۔ آل و اولاد ہو یا رعایا ہو ان سب کا امین ہے اور اس امانت میں خیانت قابل بازپرس۔ یہ یقین اس کے اندر احساس برتری اور کبرو غرور کو پنپنے نہیں دیتا۔ غرضیکہ یہ ہے توحید جو انسان کو حیوانیت کی پستی اور خدائی کے غرور سے بچاتی ہے اور خود شناس بناتی ہے۔ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ جس نے اپنے آپکو پہچان لیا اسے خدائی معرفت حاصل ہوئی۔

خود شناسی کے بعد جو چیز انسان کی کامرانی کیلئے ناگزیر ہے وہ ہے ایک اعلیٰ کردار۔ کردار کا مطلب ہے نیکی، سچائی، پاس عہد، امانت و دیانت، رحم و عدل، احساس ذمہ داری اور حق طلبی و حق پرستی۔ ظاہر ہے کہ یہ بہترین اوصاف ہیں جو فرد، جماعت، قوم و ملت بلکہ پوری نوع انسانی کیلئے از حد ضروری ہیں جس میں بھی یہ اوصاف بدرجہ اتم ہوں اسکا وجود دنیا کے لئے باعث رحمت ہے اسکے برخلاف جو ان اوصاف سے عاری ہو اسکے شیطان ہونے میں کیا شبہ ہے؟

آج ہم ایک نازک ترین صورت حال سے دوچار ہیں آج کے انسان کے پاس مادی ذرائع و وسائل کی بہتات ہے اور سائنس کے غیر معمولی ارتقاء نے اسے بے پناہ طاقت بخش دی ہے ایسے حالات میں وہ اگر اپنے آپے سے باہر ہوجائے تو پھر نوع انسانی کا کیا حشر ہوگا اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ہے۔

آج ہر قوم دوسری قوم سے بدگمان ہے، اسلحہ جات کی فراہمی اور تیاری میں ہر قوم مصروف ہے، آیٹم بم، ہائیڈروجن بم، راکٹ اور میزائل جو پوری دنیا کو تہ و بالا کر سکتے ہیں۔ ان کی تیاری میں طاقتور حکومتیں مست اور کمزور حیران و پریشان۔ ان حالات میں امن و سکون عنقا۔ یہ صورت حال اسی وقت بدل سکتی ہے جبکہ اقوام عالم تشکیک والحاد کی گرم بازاری سے باز آجائیں۔ اور مذہب کے نام لیوا جو اب بھی اکثریت میں ہیں۔ اپنے جاہلانہ و مشرکانہ تصورات سے توبہ کر کے میدان عمل میں نکل آئیں۔ مذہبی جماعتوں میں اگر آپ ایک گروہ کو اس خام خیالی میں مبتلا پائیں گے۔ کہ کسی مخصوص ذات، نسل یافتہ میں پیدا ہونے

سے ملتی ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے گروہ کو اس عقیدہ کا حامل پائیں گے کہ خدا کو زبان سے مان لینا کافی ہے۔ عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا تو بڑا رحیم اور نکتہ نواز ہے۔ کسی گروہ کو آپ اس تصور میں مگن پائیں گے کہ فلاں شخصیت ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو چکی ہے۔ اور اب وہ فسق و فجور میں سر سے پیر تک غرق ہونے کے باوجود دندناتا ہوا جنت میں پہنچ جائیگا۔

مختصر یہ کہ اس قسم کے جاہلانہ و مشرکانہ تصورات نے اللہ کی رضا جوئی، اجر خداوندی کی طلب اور عذاب الٰہی کے خوف جیسے عظیم محرکات کو جو سیرت و کردار کی تعمیر میں بہترین رول ادا کرتے رہے ہیں عملاً بیکار بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج انسانی کارروان برائی اور گناہ کے راہ پر سرپٹ دوڑا چلا جا رہا ہے۔

اس صورت حال کو اگر بدلا جا سکتا ہے تو صرف عقیدۂ توحید پر ایمان لا کر اور نہ صرف اسپر عمل کر کے بلکہ دوسروں کو عمل کرنے کی ترغیب دیکر جیسا کہ سورۂ والعصر میں بالترتیب خسران سے نجات پانے کی ترکیب نہایت بلیغ انداز سے بتائی گئی ہے۔

جن صفات حسنہ کی طرف میں نے اشارتاً عرض کیا ہے جو سیرت و کردار کے مرتب کرنے میں مدد دیتی ہیں مثلاً نیکی، دیانت داری، انصاف، حق پرستی اور اسی طرح کی دوسری اخلاقی قدریں وہ اب بھی کسی نہ کسی حد تک لوگوں کو اپیل کرتی ہیں مگر اکثر و بیشتر لوگ انہیں اپنانے سے اس لئے ہچکچاتے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی خوف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

کسی کو معاشی بدحالی کا خوف، کسی کو ناک کٹنے کا خوف، کسی کو اپنے خاندان و برادری کا خوف بڑی حکومتوں اور قوموں کو بین الاقوامی حالات کا خوف، غرض یہ کہ اس طرح کے بیشمار خوف ہیں جو بنی نوع انسان کا خون چوس رہے ہیں اور انہیں حق و انصاف کی راہ پر چلنے نہیں دیتے۔ اسی خوف کی وجہ سے انسان منافقانہ روش اختیار کرتا ہے۔ کہ اسکے دل میں کچھ ہوتا ہے، زبان پر کچھ اور عمل میں کچھ۔

ویحلفون باللہ انہم لمنکم وماہم منکم ولکنہم قوم یفرقون. انہیں منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ "وہ خدا کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ تمہیں میں سے ہیں (یعنی مسلمان ہیں) حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں وہ تو خوف زدہ لوگ ہیں"۔ (سورۂ توبہ آیت ۵۶)

خوف کے معاملے میں مشرکین کا حال ملحدین سے بھی بدتر ہے۔ ملحدین تو مادی طاقتوں سے ڈرتے ہیں مگر مشرکین وہمی و خیالی قوتوں اور فرضی خطرات سے لرزتے ہیں۔ بھوت، چڑیل، چھپکلی، درندے، چرندے، پرندے، پیر، فقیر، ستارے، چھینک، کوا، بلی کے خوف سے ان کی جان نکلتی ہے۔

توحید کا تصور ہر طرح کے خوف سے نجات دلاتا ہے۔ وہ سب کے مقابلے میں سینہ سپر ہوتا ہے، جناب مولانا محمد علی نے کتنی سچی بات کہی ہے:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

توحید سے موحد پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ زندگی، موت، نفع، نقصان، دولت و اقتدار، صحت و اولاد غرضیکہ دنیا کی ہر نعمت و برکت اللہ کے ہاتھ میں ہے، جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے، اور جو کچھ ملتا ہے وہ اسی کا عطیہ ہوتا ہے۔ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ یعنی [illegible] ہے۔

توحید کا یہ تصور انسان کو بے پناہ قوت بخشتا ہے اور اسے اسقدر بےخوف بنا دیتا ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو وہ خاطر میں نہیں لاتا اور نہایت بےخوفی کے ساتھ راہ حق پر گامزن ہوتا ہے۔ دنیا کا کوئی لالچ وخوف اسے حق و صداقت کے راستہ سے ہٹا نہیں سکتا۔

اب ایک دوسرے نقطۂ نظر سے غور کیجئے۔ یہی بے خوفی جو بلاشبہ سیرت و کردار کی تعمیر میں غیر معمولی رول ادا کرتی ہے۔ اگر حد اعتدال سے بڑھ جائے اور دل ہر طرح کے خوف سے خالی ہو جائے تو کوئی شئی انسان کو بدترین ظالم و بدکار ہونے سے روک نہیں سکتی۔ انسان کو صحیح انسان بنانے کیلئے جس طرح بےخوفی ضروری ہے اسی طرح خوف بھی ضروری ہے۔ حکومت کے قوانین وضوابط کے خوف سے افراد بہت سے جرائم کے مرتکب نہیں ہوتے لیکن یاد رکھئے حکومت کا اقتدار جسم کو قابو میں رکھ سکتا ہے انسان کے دل و دماغ پر اس کا قابو نہیں۔ یہی بات برادری اور سماج کے متعلق کہی جاسکتی ہے دل و دماغ کی تربیت صرف اللہ کی وحدانیت کے علم و یقین سے ہوتی ہے۔ توحید کا تصور دلوں میں آخرت کا یقین پیدا کرتا ہے۔ وہ یوم آخرت جسکے متعلق فرمایا گیا ہے۔ الیوم تختم علیٰ افواھھم و تکلمنا ایدیھم و نشھد ارجلھم بما کانو یکسبون. یعنی آج ہم مہر کردیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے اسکے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے۔ یہ گواہی وہ گواہی ہوگی جسکو جھٹلایا نہیں جاسکتا پھر جو فیصلہ ہوگا وہ ہوگا۔

یوم آخرت کا یہی وہ خوف تھا کہ جب شراب کو حرام قرار دیا گیا تو مدینہ کی گلیاں شراب سے تر ہوگئیں اور پھر جو خشک ہوئی تو وہ آجتک خشک ہیں اور خشک رہیں گی۔ شراب کا استعمال حرام ہے اور تا قیام قیامت حرام رہیگا۔ اس کے برخلاف حکومتوں کے ''قوانین نشر بندی'' بیکار محض ثابت ہوئے ہیں اس لئے کہ ان کی حکومت، انسان کے جسم پر ہے دل و دماغ پر انہیں قدرت حاصل نہیں۔ غرضیکہ تصور توحید سے جو خوف و بےخوفی انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے وہی تعمیر کردار کیلئے آخری نسخہ ہے باقی تمام نسخے بیکار۔

آخر میں ایک بات اور عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہ دنیا امید کے سہارے قائم ہے۔ امید کا دامن ہاتھ سے اگر چھوٹ جائے تو انسان کی ہمت پست پڑ جاتی ہے اور وہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہتا ہے۔ یہ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ انسان ایک کام کو نہایت دلچسپی کے ساتھ کر رہا ہے۔ اسلئے کہ اسکے کرنے میں اسے فائدہ نظر آتا ہے لیکن نتیجہ اسکی امید کے مطابق برآمد نہیں ہوتا تو مغموم ہو کر بیٹھ رہتا ہے۔ اسی طرح ایک ایسے کام کے کرنے سے وہ ہچکچاتا ہے کہ جس میں اسے کوئی منفعت نظر نہیں آتی حالانکہ وہ کام اس کیلئے نہایت مفید اور منفعت بخش ہے۔ جسکو وہ نہیں سمجھتا۔ غرضیکہ دونوں صورتوں میں انسان بزدلی کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسکی بےعملی اسے کہیں کا نہیں رکھتی۔ اس بےعملی سے باز رکھنے کے لئے آڑے وقت میں صرف عقیدۂ توحید کام آتا ہے۔ جس سے انسان کے اندر راضی برضا رہنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ اللہ کو واحد و یکتا سمجھ کر اس کی شان رحیمی پر یقین رکھتا ہے۔ اس پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ: عسی ان تکرھوا شئی وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبو شئی وھو شرّلکم واللّٰہ اعلم وانتم لاتعلمون. یعنی ''وہ چیزیں جن سے تجھے کراہیت ہوتی ہے وہ تیرے لئے نفع بخش ہیں اور وہ چیزیں جن سے تجھے محبت

(سبقول)

ہے وہ تیرے لئے نقصان دہ ہیں اور اللہ ہی کو اس کا علم ہے تم اسے نہیں جانتے''۔

کاش اس حقیقت کو ایک سچے مومن کی طرح دنیا سمجھ لے تو وہ مالک بے نیاز جو رحمٰن و رحیم کی صفات سے متصف ہے اسکا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں۔ اور وہ کام خواہ انسان کی منشاء کے مطابق ہو یا اسکی منشاء کے خلاف ہے سراسر اسکے لئے منفعت بخش تو پھر دنیا کے بہت سے جھگڑے بکھیڑے خود بخود ختم ہو جائیں۔

انسان کے اندر راضی برضا رہنے کی صلاحیت اگر پیدا ہو جائے تو دنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائے کہ جس کے لئے آج وہ ترس رہی ہے اور یہ عقیدہ توحید پر ایمان لائے بغیر غیر ممکن۔ وماعلینا الا البلاغ۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۴۶ رکا)

اور بدترین طبیعت و عادت والے ہوں گے، اس کے لیے سعادت ہے جو انھیں قتل کرے اور جسے وہ قتل کریں، کتاب کی دعوت دیں گے حالانکہ وہ ہم میں سے کسی چیز میں نہیں ہوں گے، جو ان سے قتال کرے گا وہ اللہ سے زیادہ قریب ہوگا، صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ان کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا سر منڈانا۔

ان تمام مذکورہ حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ مذکورہ قومیں اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس سے خارج ہو جائیں گی پھر دین کی طرف نہیں پلٹیں گی اور کفر ہی پر مریں گی اور جو کفر پر مرے گا اس کا ٹھکانا یقیناً جہنم ہوگا، یہی وہ مختلف قومیں اور نسلیں ہیں جو بہتر فرقوں میں بٹ جائیں گی اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گی۔

☆☆☆

(جاری..........)

منقبت

سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ

پیشکش: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
استاذ: شعبۂ عصریات، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

آپ ہیں دین کے نگہبان جناب حمزہ رضی اللہ عنہ
ہے اٹل اپنا یہ ایقان جناب حمزہ رضی اللہ عنہ

ناز کرتی ہے تواریخ شجاعت پہ ہنوز
قابل رشک ہے یہ شانِ جناب حمزہ رضی اللہ عنہ

جس جگہ نوش کیا جام شہادت بے خوف
ہے شفق زار وہ میدان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

انتہا ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کی
کر گئے جان بھی قربان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

دل میں قندیل عقیدت ہی رہیگی روشن
ہے جسے آپ کا عرفان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

بن گئی شمع رسالت کے لئے اک فانوس
جب اُٹھا کفر کا طوفان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

خواب ہی میں کبھی دیدار میسر ہو مجھے
ہے میرے دل کا یہ ارمان جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

ماری اس زور سے بوجہل کے چہرے پہ کمان
قوت کفر تھی حیران جنابِ حمزہ رضی اللہ عنہ

بزم ہستی میں ہمیشہ ہی رہے گا چرچا
ہے یہ الطاف کا ایمان جناب حمزہ رضی اللہ عنہ

☆☆☆

مناقب سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

تحریر: حضرت سید جعفر بن حسن عبد الکریم برزنجی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: استاذ العلماء مفتی عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆المرسل: عرفان ایدھی ازھری مدینہ منورہ عرب شریف☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ (بقرہ ۱۵۴)

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں، مگر تم کو خبر نہیں۔

یہ سید الشہداء، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرنے والوں کے سردار، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شیر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب ہیں، جن کے موتیوں کو پرونے اور جن کی چمک دمک ظاہر کرنے کا فریضہ خاندان نبوت اور علمی خانوادے کے گوہر شب تاب مشہور "مولد نبوی" (مولود برزنجی) اور شہداء بدر کے اسماء گرامی پر مشتمل کتاب "جالیۃ الکدر فی نظم اسماء شہداء بدر" اور دیگر مفید اور جلیل کتب کے مصنف حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیا ہے۔

یہ حضرت سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم مناقب ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے جان کی بازی لگادی، غزوہ احد میں جن کی شہادت پر ہمارے آقا و مولا اور حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہوئے، اس غزوہ کے اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، وہ تاریخ جس کی بنیاد ان جانبازوں نے رکھی۔ یہ مناقب حضور قلب کے ساتھ متوجہ ہونے والوں کے لیے کئی اسباق اور نصیحتیں اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔

یہ دلکش اور روح پرور باغ ہے جس کی باد صبا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کی خوشبو سے معطر ہے اور اس کی جود وسخا کی بارش، حضرت سید الشہداء کے ہمراہ جام شہادت نوش کرنے والے خوش بختوں کے موتیوں جیسے ناموں سے سیراب ہوتی ہے، ان حضرات نے دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وحمایت میں اپنی جانوں کی بازی لگادی اور اسلام کے پھیلاؤ کا راستہ ہموار کردیا۔

میرے دل میں اس باغ کے گھنے درختوں میں داخل ہونے، اس کے حوضوں کے چشموں سے سیراب ہونے، نور کے برجوں سے موتیوں کی بارش طلب کرنے اور ان موتیوں کو مندرجہ ذیل سطور کی لڑی میں پرونے کا خیال پیدا ہوا، تاکہ انہیں حضرت سید الشہداء کے مزار مقدس کے پاس

مقرر عمل (ایصال ثواب) کے بعد پڑھا جائے، خصوصاً آپ کی خصوصی زیارت (۲) کی رات جس کی روشن صبح ابر آلود نہیں ہوتی بلکہ اجلی اجلی ہوتی ہے، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اور باکمال بندوں کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارشیں حاصل کی جائیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ سیدنا حمزہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں، ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ نے ان دونوں ہستیوں اور حضرت ابوسلمہ ابن عبدالاسد مخزومی (حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر) کو دودھ پلایا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عمر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دو سال اور ایک قول کے مطابق چار سال زیادہ تھی (۳)، ان دونوں ہستیوں کو مختلف اوقات میں (۴) دودھ پلایا گیا، حضرت سیدالشہداء اور حضرت صفیہ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی) کی والدہ، ہالہ بنت اھیب بن عبدمناف بن زہرہ، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چچازاد بہن تھیں۔

آپ کی اولاد میں سے پانچ بیٹے تھے، چار کے نام یہ ہیں:

۱۔یعلیٰ (۵) ۲۔عمارۃ (۶) ۳۔عمرو اور ۴۔عامر

دو بیٹیاں تھیں:

۱۔ام الفضل (۷) ۲۔امامہ (۸)۔اس وقت حضرت سید الشہداء کی اولاد میں سے کوئی نہیں ہے (۹)

اللہم ادم دیم الرضوان علیہ
وامددنا بالاسرار التی اودعتہا لدیہ

اے اللہ! ان پر رحمت و رضوان کی موسلا دھار بارش ہمیشہ برسا اور جو اسرار تو نے ان کے پاس امانت رکھے ہیں، ان کے ساتھ ہماری امداد فرما۔ حضرت سید الشہداء بہادر، سخی، نرم خوش اخلاق، قریش کے دلاور جوان اور غیرت مندی میں انتہائی بلند مقام کے مالک تھے۔

بعثت کے دوسرے سال (۱۰) اور ایک قول کے مطابق چھٹے سال (۱۱) مشرف باسلام ہوئے، اسلام لانے کے دن انہوں نے سنا کہ ابوجہل، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہا ہے تو آپ نے حرم مکہ شریف میں اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر کھل گیا۔ (۱۲)

حضرت حمزہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گزارش کی .... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے دین کا کھل کر پرچار کیجئے! اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا بھر کی دولت بھی دے دی جائے تو میں اپنی قوم کے دین پر رہنا پسند نہیں کروں گا، ان کے اسلام لانے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تقویت حاصل ہوئی اور مشرکین آپ کی ایذا رسانی سے کسی حد تک رک گئے، بعد ازاں ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو پہلا جھنڈا تیار کیا وہ سید الشہداء ہی کے لیے تھا (۱۳)، جب ۲ھ/ ۶۲۳ء میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قوم جھینہ کے علاقے میں سیف البحر کی طرف (ایک دستے کے ہمراہ) بھیجا، جیسے کہ مدائنی نے کہا ہے (۱۴)۔ ابن ہشام نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ اشعار نقل کیے ہیں (۱۵)۔

فما برحوا حتی انتدبت بغارة
لہم حیث حلوا ابتغی راحة الفضل

بامر رسول اللہ اول خافق

علیہ لو لم یکن لاح من قبلی

وہ اسلام دشمنی سے باز نہیں آئے یہاں تک کہ میں ان کے بڑھکانے پر حملے کے لیے آگے بڑھا، فضیلت کی راحت حاصل کرنا میرا مقصود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر میں پہلا تلوار چلانے والا تھا جس کے سر پر جھنڈا تھا، یہ جھنڈا مجھ سے پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔ حضرت سید الشہداء جنگ بدر میں اس حال میں شامل ہوئے کہ انہوں نے شتر مرغ (۱۶) کا پر اپنے اوپر بطور نشان لگایا ہوا تھا، انہوں نے اس جنگ میں زبردست جانبازی کا مظاہرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے دو تلواروں (۱۷) کے ساتھ لڑتے رہے، کفار کے سورماؤں کو بکھیر دیا اور مشرکین کو کاری زخم لگائے (۱۸)۔ حضرت سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد کے دن خاکستری اونٹ اور پھاڑنے والے شیر دکھائی دیتے تھے، انہوں نے اپنی تلوار سے مشرکین کو بری طرح خوف زدہ کر دیا، کوئی ان کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔

غزوۂ احد میں آپ نے اکتیس مشرکوں کو جہنم رسید کیا، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا (۱۹)، پھر آپ کا پاؤں پھسلا تو آپ تیر اندازوں کی پہاڑی کے پاس واقع وادی میں پشت کے بل گر گئے، زرہ آپ کے پیٹ سے کھل گئی، جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے کچھ فاصلے سے خنجر پھینکا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں آپ کو مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا، یہ واقعہ ہفتے کے دن نصف شوال کو ۳ھ (۲۰) یا ۴ھ (۲۱) (۶۲۴ء یا ۶۲۵ء) کو پیش آیا، اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی۔ ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ۵۹ سال (۲۲) اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۵۴ سال تھی۔ (۲۳)

پھر مشرکین نے آپ کے اعضاء کاٹے اور پیٹ چاک کیا، ان کی ایک عورت نے آپ کا جگر نکال کر منہ میں ڈالا اور اسے چبایا، لیکن اسے اپنے حلق سے نیچے نہ اتار سکی، ناچار اسے تھوک دیا۔ (۲۴)

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: اگر یہ جگر اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو وہ عورت آگ میں داخل نہ ہوتی، (۲۵) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حمزہ کی اتنی عزت ہے کہ ان کے جسم کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں فرمائے گا۔ (۲۶)

اللّھم ادم دیم الرضوان علیہ

وامد نا بالا سرار التی اودعتھا لدیہ

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے مثلہ کیے ہوئے جسم کو دیکھا، تو یہ منظر آپ کے دل اقدس کے لیے اس قدر تکلیف دہ تھا کہ اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آپ کی نظر سے کبھی نہیں گزرا تھا، اسے دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا، آپ نے فرمایا": تمہارے جیسے شخص کے ساتھ ہمیں کبھی تکلیف نہ دی جائیگی، ہم کسی ایسی جگہ کھڑے نہیں ہوئے جو ہمیں اس سے زیادہ غضب دلانے والی ہو۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ (۲۷)

ترجمہ": اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے، آپ صبر کیجئے! اور آپ کا صبر اللہ ہی کے بھروسے

پر ہے، آپ ان کے بارے میں غمگین اور تنگ دل نہ ہوں ان کے فریبوں کے سبب، بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے ساتھ جو نیکوکار ہیں۔" نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا" :اے رب! بلکہ ہم صبر کریں گے۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ":اے چچا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، کیونکہ آپ جب تک عمل کرتے رہے، بہت نیکی کرنے والے اور بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے۔"(۲۸)

پھر ان کے جسد مبارک کو قبلہ کی جانب رکھا اور ان کے جنازے کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس شدت سے روئے کہ قریب تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے ":اے اللہ تعالیٰ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شیر! اے حمزہ! اے نیک کام کرنے والے! اے حمزہ! مصیبتوں کے دور کرنے والے اے حمزہ! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرنے والے "!(۲۹)

یہ بھی فرمایا :ہمارے پاس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ حضرت حمزہ کے بارے میں ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے:

"حمزہ ابن عبد المطلب، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں۔ "(۳۰)

حاکم نیشاپوری، مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان) روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت حمزہ ابن عبد المطلب شفاعت کرنے والوں کے سردار ہیں۔(۳۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

افمن وعدناه وعدا حسنا فهو لاقيه (۳۲)۔

(کیا جس شخص سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے وہ اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔)

سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(۳۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية۔ (۳۴)

ترجمہ:"اے اطمینان والی جان! تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ جا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی"۔ سلفی کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت حمزہ ہیں۔(۳۵)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا، چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی۔(۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، یہی زیادہ صحیح ہے (۳۷)، یا ان کی نماز جنازہ کا نہ پڑھنا ان کی خصوصیت ہے (۳۸)۔ انہیں ایک ٹیلے پر دفن کیا، جہاں اس وقت ان کی قبر انور مشہور ہے۔ (۳۹) اور اس پر عظیم گنبد ہے، یہ گنبد خلیفہ الناصر لدین اللہ احمد بن المستضئی العباسی کی والدہ نے ۵۹۰ ھ میں تعمیر کروایا۔ کہا جاتا ہے کہ قبر میں ان کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن جحش، (۴۰) اور حضرت مصعب بن عمیر (۴۱)، بعض

علماء نے کہا کہ حضرت شماس بن عثمان ہیں، آپ کے مزار شریف کے سرہانے سید حسن بن محمد بن ابی نمی کے بیٹے عقیل کی قبر ہے، مسجد کے صحن میں بعض سادات امراء کی قبریں ہیں۔

اللّٰھم ادم دیم الرضوان علیہ
واسدنا باالا سرار التی اود عتھا لدیہ

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ احد کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو اپنے شہیدوں پر روتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

''لیکن حمزہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں۔(۴۲)''

اور آپ پر گریہ طاری ہوگیا، انصار نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ اپنے شہیدوں سے پہلے حضرت حمزہ پر روئیں، ایک مدت تک انصار کی خواتین کا معمول یہ رہا کہ وہ جب بھی کسی میت والے گھر جاتیں تو پہلے حضرت حمزہ پر روتیں (۴۳)۔

حضرت کعب بن مالک انصاری اپنے قصیدے میں اظہار غم کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ولقد ھددت لفقد حمزہ ھدۃ
ظلت بنات الجوف منھا ترعد

ولو انہ فجعت حراء بمثلہ
لرایت راسی صخرھا یتھدد

فرم تمکن من ذؤابہ ھاشم
حیث النبوۃ والندا والسؤدد

والعاقر الکوم الجلاد اذا غدت
ریح یکاد الماء منھا بجمد

والتارک القرن الکمی مجندلا
یوم الکریھۃ والقنا یتقصد

وتراہ یرفل فی الحدید کانہ
ذو لبدۃ شثن البراثن اربد

عم النبی محمد و صفیہ
ورد الحمام فطاب ذاک المورد

وافی المنیۃ معلما فی اسرۃ
نصروا النبی ومنھم المستشھد

اللھم ادم دیم الرضوان علیہ
واسدنا باالاسرار التی اودعتھا لدیہ(۴۴)

حضرت حمزہ کے رحلت فرما جانے سے مجھ پر ایسا صدمہ ہوا ہے کہ میرا دل اور جگر لرز اٹھے ہیں۔ ایسا صدمہ اگر جبل حرا کو پہنچایا جاتا تو دیکھتا کہ اس کی چٹانوں کے دونوں کنارے تھرا اٹھتے۔ وہ ہاشمی خاندان کے معزز سردار تھے جہاں نبوت، سخاوت اور سرداری ہے۔ وہ طاقتور جانوروں کے گلے کو ذبح کرنے والے تھے جب ٹھنڈی ہوا سے پانی جمنے کے قریب ہوتا تھا (یعنی سخت سردی کے موسم میں (جنگ کے دن جب نیزے ٹوٹ رہے ہوں وہ بہادر مد مقابل کو کشتہ تیغ بنا دیتے تھے۔ تو انہیں مسلح ہو کر فخر سے چلتا ہوا دیکھتا (تو کہتا کہ) وہ خاکستری رنگ والا، مضبوط پنجوں والا، ایال دار (شیر) ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں، انہوں نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی تو وہ جگہ خوشگوار ہوگئی۔

انہوں نے اس حال میں موت سے ملاقات کی کہ ان پر (شتر مرغ کے پر کا) نشان لگا ہوا تھا، وہ مجاہدین کی ایسی جماعت میں تھے جس نے نبی اکرم کی امداد کی اور ان میں سے کچھ لوگ مرتبہ شہادت پر فائز ہوگئے۔

اللّٰھم ادم الدیم الرضوان علیہ
وایدنا بالاسرار التی اودعتھا لدیہ

ان کے علاوہ جن حضرات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس دن شہادت سے نوازے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ان کے اعمال صالحہ کی اچھی خبر اور زیادہ اجر دیا گیا، ان کے ناموں کی فہرست حسب ذیل ہے۔ (۴۵)

اے اللہ! اس روشن انوار والی بارگاہ کے صاحب (حضرت حمزہ) کے طفیل ہماری دعا ہے کہ ہم سب کو آتش جہنم کے شعلوں سے رہائی عطا فرما، کدورتیں دور فرما، ہلاکتوں سے محفوظ فرما، بکثرت بارشیں عطا فرما، اشیاء ضرورت سستی فرما، اطراف و جوانب کو امن عطا فرما، قریب و بعید اور پڑوسیوں پر رحم فرما، ارباب حکومت اور رعایا کی اصلاح فرما، اسلامی لشکروں اپنی نصرت سے تقویت عطا فرما، اپنے دشمن کافروں میں اپنے قہر کا حکم نافذ فرما اور انہیں مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا۔

اے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شیر! ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں، ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کی درخواست قبول کی جائیگی، ہم نے اپنی امیدوں کی کجاوے آپ کی بارگاہ میں اتارے ہیں، آپ کے دربار کرم میں حاضر ہیں، آپ کی شان یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیں نظر انداز کر دیں، ہم نے آپ کی جود وسخا کے بھرپور برسنے والے بادلوں سے بارش طلب کی ہے۔

یــارب قــد لــذنــا بـعـم نبيـنــا

رب الـمـظـاهـر قدست اسراره

فـا قـل عثـار مـن استجـار بعمـه

او زاره لتــــكـــفـــرن اوزاره

والـطف بـنـا فی الـمـعـضـلات فاننا

بجـوار مـن لـنـا تنـك نكرم جـاره

واختـم لـنـا بـاالـصـالحات اذ دنا

مـا الـحـمـام وانتـب اظفـاره

ثـم الـصـلاة علی سـلالـة هـاشـم

مـن طـاب محتده و طـاب نجـاره

والآل والصحب الكرام اولی التقی

صيـد الـانـام ومـن هم انـصـاره

مـا انشـدت طـربـاً مطوقة الشطی

او نـاح بـالـالـحـان فيـه هـزاره

اے رب کائنات! ہم نے مظہر نعمت و قدرت اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کی پناہ لی ہے، انکے اسرار کو تقدس عطا کیا جائے۔ اس شخص کی لغزشوں کو معاف فرما جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محترم چچا کی پناہ لی ہے یا گناہوں کی مغفرت کے لیے انکی زیارت کی ہے۔ مشکلات میں ہم پر مہربانی فرما، کیونکہ ہم اس ہستی کے جوار میں ہیں جو بلا شک وشبہ اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرتی ہے۔ جب موت ہم سے قریب ہو اور اپنے پنجے گاڑ دے تو اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ فرمانا پھر صلوۃ و سلام ہو بنو ہاشم کے خلاصہ پر جنکا حسب ونسب طیب و طاہر ہے۔ اور مخلوق کے سرداروں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مددگاروں، اور تقویٰ شعار آل پاک اور صحابہ کرام پر صلوٰۃ وسلام ہو۔ جب تک کسی دار کبوتر مسرت بھرے لہجے میں چہچہاتے رہیں یا بلبل ہزار داستان دلکش آوازوں کے ساتھ نغمہ سرا رہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

ماخذ ومراجع

۱۔ فواد عبد الباقی المعجم المفهرس لالفاظ القرآن

الکریم
۲۔ عبد البر :الاستیعاب
۳۔ ابن الاثیر :اسد الغابة
۴۔ ابن سعد :الطبقات الکبری
۵۔ حاکم :المستدرک
۶۔ برهان الدین حلبی :السیرة الحلبیة (انسان العیون)
۷۔ القسطلانی :المواهب اللدنیه
۸۔ ابن کثیر :البدایة والنهایة
۹۔ ابن الجوزی :المنتظم
۱۰۔ المقریزی :امتاع الاسماع
۱۱۔ ابن حجر العسقلانی :الاصابه
۱۲۔ قرطبی :التذکره
۱۳۔ ابن القیم :الروح
۱۴۔ ابن هشام :السیرة النبویة
۱۵۔ السیوطی :انباء الاذکیاء بحیاة الانبیاء
۱۶۔ السیوطی :الحاوی للفتاوی
۱۷۔ واقدی :المغازی
۱۸۔ السیوطی :الخصائص الکبری
۱۹۔ ابن رجب الحنبلی :اهوال القبور
۲۰۔ ابن عبد البر :التمهید
۲۱۔ ابن عبد البر :البیان والتحصیل
۲۲۔ ابن النجار :الدرة الثمنیه فی تاریخ المدینه
۲۳۔ ابی برکات النسفی :تفسیر النسفی
۲۴۔ ابن شبه :تاریخ المدینه المنوره
۲۵۔ الرازی :التفسیر الکبیر
۲۶۔ الاصبهانی :الترغیب والترهیب
۲۷۔ النووی :تهذیب الاسماء واللغات
۲۸۔ الطبری :جامع البیان فی تاویل القرآن
۲۹۔ البیهقی :حیاة الانبیاء
۳۰۔ البیهقی :دلائل النبوة
۳۱۔ الطبری :ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی
۳۲۔ الذهبی :ذیل تذکرة الحفاظ
۳۳۔ الکردی :رفع الخفا شرح ذات الشفاء
۳۴۔ ذهبی :سیر اعلام النبلاء
۳۵۔ صالحی :سبل الهدی والرشاد
۳۶۔ السجستانی :سنن ابی داود

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر

(.........بقیہ صفحہ ۱۱ ر کا)

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

امن وامان کی تلوار سے اسلام ایک سیل رواں کی طرح، شرق وغرب، شمال وجنوب میں بڑی ہی سرعت کے ساتھ پھیل گیا اور آج بھی اور صبح قیامت تک بھی پھیلتا و پھولتا و پھلتا رہے گا۔ واقعہ فتح مکہ اور کفار ومشرکین سے رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا عفو ودرگزر کرنے کا معاملہ اس بات پر شاہد عدل ہے، ہے تاریخ عالم میں اتنی عظیم مثال کہ اپنے گھر والوں کے قاتلوں کو معاف کر دینا، خود اپنے قاتلوں کو جنہوں نے قتل کرنے کا منصوبۂ ناپاک بنایا تھا، انہیں بھی معاف کر دینا، خیر! خود رب السلام نے بانی اسلام صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے قانون اسلام کی جامع کتاب حقہ ''قرآن'' میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی کیا عظیم شان و صفت بیان کی کہ۔ "وماارسلناک الا رحمة للعالمین"۔ ''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے''

آیت کریمہ رسول رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے رحمت عالم، ایک عالم نہیں بلکہ رحمت العالمین،، سارے جہانوں کیلئے رحمت ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ اس ارشاد خداوندی کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے، ایک عظیم برہان ودلیل قطعی یقینی ہے، کہ منکر آیت قرآن، دائرۂ منکرین اور گروہ کفار ومشرکین میں سے ہے۔

☆☆☆

قربانی کے فضائل ومسائل

☆ از:- مولانا محمد آلِ مصطفیٰ رضوی مرکزی، مظفر پور ☆

قربانی مذہب اسلام کا ایک ایسا عظیم الشان شعار ہے جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ درحقیقت قربانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندوں کی جانب سے جذبہ عبودیت کے اظہار کا ایسا انوکھا اور نیرالا طریقہ ہے جس کے ذریعے انسان عزیز ترین مال کا گراں قدر نذرانہ خدا کے حضور پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے قرب خاص کی منزل پہ فائز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اس عظیم عبادت الٰہی کو ہم قربانی کے نام سے جانتے ہیں۔ دراصل قربانی تمام رسولوں اور نبیوں کی سنت ہے، سابقہ تمام انبیاء ومرسلین کی امتوں کیلئے یہ حکم نافذ تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے ''ہم نے ہر ایک امت کے لئے قربانی مقرر کردی تاکہ وہ بے زبان جانوروں پہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کریں''۔ (سورہ حج)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: ''اے محبوب اپنے رب کیلئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے''۔ (سورہ کوثر)

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ اس سے ہم کو ثواب ملے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ! تو آپ نے فرمایا کہ اون کے ہر بال میں بھی ایک نیکی ملے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قربانی کے دنوں میں ابن آدم کا کوئی عمل خدائے تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے، قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی کے خون زمین پر گرنے سے قبل خدائے تعالیٰ کے نزدیک مقام قبولیت کے پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

ذبیحہ کی دوقسمیں ہیں:

ذبیحہ عادت اور ذبیحہ عبادت، ذبیحہ عادت تو وہ ہے جو دن رات ہم کھانے کے لئے جانوروں کے ذبح کرتے ہیں، ان پر نہ عذاب ہے نہ ثواب، ذبیحہ عبادت وہ ہے کہ رب کو راضی کرنے کیلئے کیا جائے۔ اس ذبیحہ کی دوقسمیں ہیں، ذبیحہ جنایت اور ذبیحہ شکر، ذبیحہ جنایت تو حج اور عمرہ میں ہی ہوتا ہے جب کی کوئی واجب چھوٹ جائے اور ذبیحہ کی نہ تاریخ مقرر ہے نہ اس میں محرم خود کھا سکتا ہے۔ ذبیحہ شکر تین قسم کی ہیں: بچہ کا عقیقہ، بقرعید کی قربانی تمتع یا قران کا ذبیحہ، اس ذبیحہ کی تاریخ بھی مقرر ہے اور ذبیحہ کرنے والا خود کھا سکتا ہے۔

☆ تعریف قربانی! خاص جانور کو مخصوص ایام میں بہ نیت تقرب الی اللہ ذبح کرنے کو قربانی کہتے ہیں۔

☆ قربانی واجب ہونے کے شرائط: اسلام یعنی مسلمان

ہونا، غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

☆ اقامت یعنی مقیم ہونا، اس لئے کہ مسافر کیلئے قربانی کرنا ضروری نہیں۔

☆ مالک نصاب ہو، غیر مستطیع پر قربانی واجب نہیں،۔

بلکہ بہتر یہ ہے کہ چھری بھی جانور کے سامنے تیز نہ کی جائے، ذبح سے قبل چھری خوب تیز کرلیں تا کہ جانور کو ذبح ہونے میں زیادہ تکلیف نہ ہو، اور ذبح ہونے کے بعد جب تک جانور کا جسم مکمل طور پر ٹھنڈا نہ ہوجائے یعنی تمام اعضاء سے روح نہ نکل جائے اس وقت تک اس کے ہاتھ پاوں نہ کاٹیں اور نہ ہی چمڑا اتاریں۔ اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہوتو افضل یہ ہے کہ اپنی قربانی از خود کرے، اور اگر نہیں جانتا ہوتو دوسرے کو اجازت دے وہ ذبح کرے، اس صورت میں افضل یہ ہے کہ بوقت قربانی حاضر رہے۔ چونکہ حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو کہ اس کے خون کے پہلے قطرے میں جو کچھ گناہ ہوتے ہیں سب کی مغفرت ہوجاتی ہے، یہ سن کر ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہ صرف آپ کی اولاد کے ساتھ خاص ہے یا آپ کی اولاد اور عامۃ المسلمین کے لئے بھی؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اولاد کیلئے خاص ہے اور تمام مسلمانوں کیلئے عام۔

قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ رخ ہو، اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کردیں اور چھری چلانے سے قبل یہ دعا پڑھے: "انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنيفا وماانا من المشركين، ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمين لاشريك له وبذلك امرت وانامن المسلمين، اللهم لك ومنك بسم الله الله اكبر"۔ اگر قربانی اپنی جانب سے ہوتو ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔"اللهم تقبل منی كما تقبلت من خليلك ابراهيم وحبيبك محمد صلى الله تعالى عليه وسلم"۔ اور قربانی دوسرے کی طرف سے ہو تو منی کی جگہ من اور صاحب قربانی کا نام ذکر کریں۔

قربانی کے جانور کو اس طرح ذبح کریں کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم از کم تین کٹ جائیں اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ یہ جانوں کو بلاوجہ تکلیف دینا ہوگا۔

جس جانور کا اندھا اور کانا پن ظاہر ہو اس کی قربانی جائز نہیں جو جانور پیدائشی اندھا یا کانا ہو، اس کی بھی قربانی جائز ہے، البتہ جس جانور کے کان چھوٹے ہو اس کی قربانی جائز ہے۔

قربانی سے قبل جس بھیڑ یا دنبہ کے بال کاٹ لئے گئے ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔

قربانی کے گوشت کا حکم:

قربانی کے گوشت کو تقسیم کا بہتر و مستحسن طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ بچے اہل و عیال کے لئے رکھے، دوسرا حصہ عزیز و اقارب میں تقسیم کردے، اور تیسرا حصہ فقراء و مساکین کو صدقہ کردے، ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے، کل کا صدقہ کرنا جائز اور کل گھر میں رکھ لینا بھی درست ہے لیکن یہ اس صورت میں جب کہ اہل وعیال کثیر تعداد میں ہوں۔

قربانی کا گوشت یا اس سے متعلق کوئی بھی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے یا دوست غیر مسلم ہے تو اسے نہ دے بلکہ

کی وجہ ایک قسم کے گوشت کو ان سے خرید لے۔
قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے اس کا گوشت نہ خرید
سکتے ہیں اور غنی اور فقیر سب کو کھلا سکتے ہیں اور
گوشت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اگرچہ قربانی کا
شرکت میں اونٹ یا گائے کی قربانی کی تو اس صورت میں
ضروری ہے کہ گوشت وزن کرکے ہی تقسیم کیا جائے،
اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں کیونکہ اس بات کا امکان ہے
کہ کسی کو کم یا زیادہ ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہ خیال کرنا
درست نہیں کہ کم بیش ہوگا تو ایک دوسرے سے معاف کرا لینے سے جائز
ہو جائے گا، کیونکہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے نہ کہ حق فرد،
پھر ان میں سے کسی کو ایک دوسرے کو معاف کرنے کا کوئی
حق نہیں ہے۔

قربانی کے کھال کا حکم:

قربانی کا کھال قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت کے طور پر دینا ناجائز ہے۔ بعض جگہ لوگ چرم قربانی مسجد کے امام کو دیتے ہیں چرم قربانی مسجد کے امام کو تنخواہ میں دینا جائز نہیں، البتہ بطور اعانت دینے میں حرج نہیں ہے، چرم قربانی خود کے استعمال میں لانا درست ہے مثلاً مشکیزہ وغیرہ کے طور پر لیکن کھال فروخت کرکے اس کی قیمت اپنی ذات یا اہل وعیال پر صرف کرنا جائز نہیں ہے، کھال فروخت کرکے اس کی قیمت صدقہ کرنا درست ہے جیسا کہ آج کل لوگ چرم قربانی مدارس دینیہ کو دیا کرتے ہیں مگر بعض اوقات کھال بھیجنے میں دقت پیش آتی ہے اس لئے کھال فروخت کرنے کے بعد نقد بھیج دیتے ہیں یا مہتمم وغیرہ کو دینا ہوتا ہے اس لئے بھی بیچ دیتے ہیں تو اس طرح کی بیع جائز ومباح ہے۔

قربانی کیلئے اونٹ یا گائے خریدا، پھر اس میں چھ افراد کو شریک کر لیا قربانیاں تو سب کی ہو جائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر خریدنے سے قبل ہی شرکت کر لی جائے تو مکروہ نہیں بلکہ یہ سب درست ہے۔

ایک سے زیادہ قربانی کی سب قربانیاں جائز ہیں ایک قربانی سے واجب ادا ہو جائے گا باقی سب قربانیاں نفل ہوں گی، اور اگر ایک پوری گائے قربانی کی تو پوری سے صرف واجب ہی ادا ہوگا ایسا نہیں کہ ساتواں حصہ واجب ہوا اور باقی نفل۔

قربانی کا مسنون طریقہ:

قربانی کرنے سے قبل جانور کو چارہ پانی دے دیں یعنی اسے بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں اور نہ ہی ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کریں، حر یعنی آزاد ہو، چونکہ غلام پر قربانی واجب نہیں، مذکورہ اشخاص کے علاوہ اگر کوئی شخص قربانی کرے تو وہ قربانی واجب نہیں بلکہ نفل ہوگی۔

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے، یعنی تین روز اور دو راتیں، جسے ایام نحر کہتے ہیں لیکن شریعت مطہرہ نے دسویں تاریخ کی قربانی کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔ پھر گیارہوں اور پھر بارہویں کی قربانی یعنی قربانی حسب ترتیب ایام ہے۔

قربانی کا جانور :

قربانی کے جانوروں کی تین قسمیں ہیں:(۱)اونٹ (۲) گائے (۳) بکری

اور ہر قسم میں اس جانور کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں، نر اور مادہ خصی اور غیر خصی سب ایک حکم میں داخل ہیں، یعنی سب کی قربانی جائز ہے، بھینس کا گائے میں شمار ہے، لہٰذا اس کی بھی قربانی ہو سکتی ہے، بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں، اس لئے ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے، قربانی کیلئے بکری، بکرے سے افضل ہے لیکن خصی بکرا بکری سے بھی

افضل ہے، اونٹنی اونٹ سے اور گائے بیل سے افضل ہے جب کہ گوشت اور قیمت میں برابر ہو یہ فضیلت بر بنائے لذت گوشت ہے۔

قربانی کے جانور کی عمر کیا ہونی چاہئے

اونٹ پانچ سال، بھینس گائے دو سال، بھیڑ اور بکری ایک سال اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں، عمر زیادہ ہونا جائز ہی نہیں بلکہ افضل و مستحسن بھی ہے البتہ دنبہ و بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی مباح ہے۔ قربانی کے جانور کو تمام عیوب سے منزہ اور پاک ہونا چاہئے، عیب اگر معمولی ہو تو قربانی تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی، ہاں عیب اگر زیادہ ہو تو قربانی ہوگی ہی نہیں۔ جس جانور کے پیدائش سے ہی سینگ نہ ہو اس کی قربانی جائز اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے تو اس کی دو صورت ہے اگر تھوڑا ٹوٹی ہے تب جائز ہے اور اگر زیادہ ٹوٹی ہے تو جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ قربانی، عید قربانی اور قربانی جس عظیم پیغمبر کی سنت مبارکہ ہے، ان کی عظمت و حیثیت عرفی و شرعی تو مسلم ہے ہی، لیکن سب سے بڑی عظمت کی بات یہ ہے کہ انہیں امت محمدیہ میں ان اسلامی معمولات کا لازمی حصہ قرار دیا گیا جو واجب ہونے کے ساتھ شان اسلام کا مظہر بھی ہے۔ ☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۸ کا)

کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ مسیح دجال کے ساتھ نکلنے والا شخص مومن ہوگا؟ ہرگز وہ مومن نہیں ہوگا اور جب وہ مومن نہیں ہوگا تو وہ نسلیں اور فرقے جن میں کا وہ آخری شخص ہوگا کیسے مومن ہو سکتی ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ تمام نسلیں اور فرقے بے ایمان ہوں گے۔ جس کی صراحت دوسر حدیثوں میں موجود ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رض اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عل وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إنـه يخرج من ضئضئ هذا قوم يتلو كتاب الله رطباً لا يجاوز حناجرهم يمرقون مر الدين كما يمرق السهم من الرمية لإن أدر كته لأقتلهم قتل ثمود.'' (صحیح البخاری ج ۲ ص ۶۲۴)

ترجمہ: اس (ذوالخویصرہ تمیمی) کی نسل سے ایک قو نکلے گی وہ قرآن خوش الحانی کے ساتھ پڑھے گی مگر اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائے گی جیسے تیر شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے، کاش میں اس کو پالیتا تو ضرور قوم ثمود کی طرح قتل کرتا۔

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضاحت فرما دی کہ وہ دین سے نکل جائیں گے یعنی ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں گے، کسی کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ یہ دین سے نکلنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ پھر دین میں لوٹ آئیں، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد سے اس کا سد باب کر دیا چنانچہ ارشاد فرمایا:

''يخرج ناس من قبل المشرق و يقرء ون القرآن، لا يجاوز تراقيهم، يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية لا يعودون فيه حتى يعود السهم إلى فوقه سيماهم التحليق''

(مسند احمد ابن حنبل ۳ / ۶۴)

ترجمہ: کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ

لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے، پھر وہ دین میں واپس نہ پلٹیں گے، یہاں تک کہ تیر سوفار (تیر کی چٹکی) کی طرف پلٹے، ان کی علامت سرمنڈانا ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف باب قتل اہل الرد میں ابوداؤد کے حوالہ سے یہ حدیث کچھ اضافہ کے ساتھ یوں مذکور ہے:

"عن أنس بن مالک عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال سیکون فی أمتی اختلاف و فرقة قوم یحسنون القیل و یسیئون الفعل یقرؤن القراٰن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة لا یرجعون حتی یرتد السهم علی فوقه هم شر الخلق و الخلیقة طوبی لمن قتلهم و قتلوه یدعون إلی الکتاب و لیسوا منا فی شئ من قاتلهم کان اولی باللّٰہ منهم قالوا یا رسول اللّٰہ ما سیماهم قال التحلیق" "رواه أبو داؤد"

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب میری امت میں اختلاف و افتراق پیدا ہوگا، ایسی قوم (پیدا) ہوگی جو بات اچھی کہے گی اور کام برا کرے گی، قرآن پڑھیں گے جو ان کی حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (پھر دین کی طرف) لوٹیں گے نہیں یہاں تک کہ تیر سوفار (تیر کی چٹکی) کی طرف پلٹ جائے، (کا) وہ بدترین مخلوق ہوں گے

(بقیہ صفحہ ۳۴ پر ......)

در شان امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

نتیجہ فکر: مولانا محمد فیصل رضا
صالح نوری مرکزی، تخصص فی ...
جامعة الرضا بریلی شریف

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فقیہ اعظم امام فقہا امام اعظم ابو حنیفہ
سراج امت امام تقویٰ امام اعظم ابوحنیفہ

ہے سب سے بہتر ترا طریقہ امام اعظم ابوحنیفہ
تو نقش پائے نبی پہ شیدا امام اعظم ابوحنیفہ

چمن میں سنبل سمن چمیلی اگر شگفتہ ہیں کیا تعجب
گلاب جیسا ہے تیر جلوہ امام اعظم ابوحنیفہ

امام احمد امام مالک یا حضرت شافعی ہو سب نے
پڑھا ہے تیر ثنا کا خطبہ امام اعظم ابوحنیفہ

ملائکہ بھی پئے سلامی کھڑے ہیں دہلیز پر تمہاری
ملا ہے تم کو یہ حق سے رتبہ امام اعظم ابوحنیفہ

تصوف و کشف اور طریقت میں آپ تو بحر بیکراں تھے
رسول اعظم کا ہے یہ صدقہ امام اعظم ابوحنیفہ

کتاب موسیٰ میں تذکرہ جنتی کنیت اور لقب کا آیا
خدا کا وہ ہے عظیم تحفہ امام اعظم ابوحنیفہ

لکھے ائمہ نے ہیں فتاوے مسائل فقہ یہ خوب لیکن
سبھوں پہ بھاری تمہارا فتویٰ امام اعظم ابوحنیفہ

تمہارے عشاق ہر گھڑی عشق میں تمہارے مچل رہے ہیں
زباں رہتا ہے لب پہ نغمہ امام اعظم ابوحنیفہ

کرم ہو فیصل پہ بھی خدارا ملے اسے ہر جگہ سہارا
برا ہے لیکن یہ ہے تمہارا امام اعظم ابوحنیفہ

کس طرح پیتی ہے مومن کا لہو تلوار دیکھ

☆ از:- محمد رضا مرکزی، تحصص فی الفقہ، جامعۃ الرضا بریلی شریف ☆

اکناف عالم میں شاید ہی کوئی ایسا خطہ ہو جہاں پر یوں دکھیاری قوم، قوم مسلم کہ بقول شاعر:

اے خاصائے خاصاں رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کہ عجب وقت پڑا ہے

شاید ہی ظلم وزیادتی، دہشتگردی، جبر وتشدد کا شکار نہ ہو رہی ہو، نتیجہ ہے اپنے ہی کئے کا، پھل ہے اپنی بوئی ہوئی کھیتی کا، اپنے کئے کی سزا ہمیں مل رہی ہے، بقول قرآن و حدیث، اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا مگر بندے خود ظلم کر لیتے ہیں، اور بقول قرآن، ایک نیکی کی کروگے تو دیکھوگے ایک بدی کروگے تو دیکھوگے، یقیناً ہمارے لئے ایسا ہی معاملہ ہے، کیا ہمارے پاس کوئی لائحہ عمل نہیں؟ ان عیوب ونقائض سے اپنے تار تار دامن کو منزہ عن العیوب کرنے کا نسخہ ہمارے پاس نہیں؟ کیوں نہیں ارے! ضرور بہ ضرور، موجود ہے اس آسمانی کتاب میں جو مکمل زندگی فراہم کرتی ہے، جو ''تبیانا لکل شئی'' ہے، اسی نسخہ کیمیاء اثر پر عمل کر کے تین سوتیرہ مجاہدین اسلام نے، میدان بدر میں، اور بہتر (۷۲) نفوس قدسیہ نے میدان کربلا میں حقانیت کا اعلان کیا، بدر کے بعد سے اکناف عالم میں، ایران سے فارس تک، شام سے مصر تک ہر جگہ علم اسلام سرخرو ہوگیا، اور وہی معززین کی وہ جماعت عظیم ہے جن کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے لائق تقلید و آئیڈیل ہے، اور آج بقول شاعر۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

لیکن امن وامان، اخوت ومحبت، آشتی و بھائی چارگی والے مہذب، اسلام کو چند نام نہاد دنیاوی اسکالرس نے قید ودہشت کا نام دے دیا، غور وفکر کا معاملہ ہے، رحمۃ للعالمین کے مذہب کی رحمت دوپہر کے سورج کی طرح روشن ومنور ہے پھر بھی جان بوجھ کر قصداً ''اسلام'' پر حملہ چہ معنی دارد، تعصب کی عینک اتار کر دل کی آنکھ سے اسلام کے مطالعے نے انگریز اسکالروں کو اپنے دامن رحمت ورافت میں جگہ دے دی اور اسلام کی حقانیت اپنے روشن ایام کی طرح تابناک ہوتی رہی۔

امن والے مذہب، مذہب اسلام کے فدائیوں نے اپنی جان ومال، جاہ وحشم کیساتھ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور اسلام کے شجر کی آبیاری کیلئے اپنی جان اور اپنے خون کے آخری قطرے تک کو راہ اسلام میں بہادیا۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اسلام کی آبیاری کے لئے ہر مقام پر، ہر جگہ، ہر جنگ، ہر غزوہ اور ہر سریہ میں بندگان خدا نے کفار ومشرکین اور ناپاک طاغوتی قوتوں کے سامنے اپنی گردن نہ خم کی بلکہ شہادت کے مقام علیاء پر فائز ہونا ہی اپنے لئے دنیا وآخرت کی سرخروئی سمجھے، جائزہ لو، بدر وخندق، خیبر وحنین، مصطلق و احزاب، کرب وبلا، (بقیہ صفحہ ۱۱/پر......)

تعزیت

عالم اسلام کی عبقری شخصیت، عظیم مفکر و مدبر شیخ القرآن حضرت علامہ شاہ عبداللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ۔ اور ماہر رضویات، مفکر اسلام ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی۔ قابل مفتی استاذ الشعراء حضرت العلام مفتی فاروق صاحب فارق رضوی نوری علیہ الرحمہ دار بقا کو چ فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے مراتب کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سنیوں کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا میں ان حضرات کی یاد میں مجلس ایصال ثواب منعقد کی گئی اور انہیں سنیت کا عظیم خسارہ قرار دیا گیا۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی اور شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خاں صاحب، صدر المدرسین علامہ بہاء المصطفیٰ صاحب اور شیخ الحدیث علامہ مفتی صالح صاحب رضوی مدظلہم العالی اور دیگر اساتذۂ کرام نے بھی تعزیت کے کلمات ارشاد فرمائے۔ (ادارہ)

☆☆☆

علم وعمل اور تقویٰ کے پیکر کا نام خطیب البراہین ہے

صوبہ مدھ پردیش کے شہر جھابوا میں فیضان نظامی کمیٹی کے زیر اہتمام ایک روزہ نظامی کانفرنس کا انعقاد بتاریخ ۲۱ رجون ۲۰۱۱ء کو ہوا، جسکی صدارت مولانا خورشید عالم نظامی پرنسپل دار العلوم اہل سنت نظام الاسلام شہر جھابوا، اور نظامت مولانا شاہد رضا خطیب وامام جامع مسجد جھابوا نے کی پروگرام کی سرپرستی حضور خطیب البراہین حضرت علامہ الحاج صوفی مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی نے کی۔

پروگرام کو خطاب کرتے ہوئے حبیب العلماء شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ سربراہ اعلی جامعہ برکاتیہ، حضرت صوفی نظام الدین نے کہا کہ اللہ کے نیک بندوں سے رشتہ محبت جتنا ہی مضبوط ہوگا وہ اتنا ہی اللہ کا مقرب بندہ ہوگا، کیونکہ اگر اصحاب کہف کا ساتھ ایک کتا پا کر جنت کا حقدار ہو گیا تو ہم تو اشرف المخلوقات ہیں اگر ہم ان محبوبان بارگاہ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیں گے تو یقیناً دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہونگے۔

مولانا ہاشم کانپوری نے کہا کہ محبت رسول ہی تمام مسائل کا حل ہے، اگر مسلمان صرف محبت رسول کو اپنا لے تو دنیا کے سارے اختلاف ختم ہو جائیں گے، آج جو مسلمان مختلف ٹولیوں میں بٹا ہوا ہے اس کی وجہ محبت رسول کا فقدان ہے۔

پروگرام کو خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد طاہر القادری مصباحی ایڈیٹر ضیاء حبیب میگزین واستاذ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار سنت کبیر نگر نے کہا کہ، حضور خطیب البراہین کی شخصیت ایک منفرد المثال شخصیت ہے، علم وعمل اور تقوی کے پیکر کا نام حضور خطیب البراہین ہے۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ اس انقلاب شخصیت کی زندگی کو مطالعہ کریں آپکو دنیا میں جینے کا سلیقہ آجائے گا۔

نبیرہ خطیب البراہین مولانا محمد سعید نظامی اور مولانا محمد اسماعیل تھاندلا نے نعت ومنقبت کے گلدستے پیش کئے اور پروگرام کا اختتام صلوۃ وسلام اور شہزادۂ خطیب البراہین کی دعاؤں پر ہوا، اور تقریباً دوسو لوگوں نے آپکے دست حق پرست پر بیعت کئے۔

از: مولانا محمد خورشید نظامی، پرنسپل دار العلوم اہلسنت نظام الاسلام جھابوا (ایم پی)

☆☆☆

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY
Regd No. 17(82) PO. No. BR/211/2011
Vol-9 Annual Subscription Rs.(150)Per Copy(15)

مرکز الدراسات الإسلامية

جامعۃ الرضا

بریلی شریف
یوپی، ھند

دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ









(Only for India)MarkazSMS لائف ٹائم مفت اسلامی

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS چل رہا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں Join MarkazSMS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے۔ اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیسنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MarkazSMS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

باہتمام
Under Management

IMAM AHMAD RAZA TRUST

امام احمد رضا ٹرسٹ

82, Saudagaran, Bareilly Shareef (U.P.)

مرکز سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف



ہندوستان کے فسادات...... مسلم نسل کشی

جانشین رسول اکرم ﷺ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عیسائی عقیدۂ تثلیث کی حقیقت

محرم میں کیا جائز اور کیا ناجائز؟

کیا خواب افسانہ ہے یا حقیقت بھی

دسمبر ۲۰۱۱ء

Dcember 2011

زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا

جلد: ۳۱

دسمبر ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۱۱

مرکزی سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماھنامہ

سنی دُنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی

مفسر اعظم ہند مولانا ابراھیم رضا جیلانی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیر عاطفت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیر عنایت

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتیٔ اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک ونگراں:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

ترئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)

آئی ٹی، ہیڈ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ❁ زرسالانہ: ۱۸۰ روپے ❁ بیرونی ممالک: ۱۰۰۰ روپے ❁ لائف ممبری: ۵۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543

فون: 0581-3291453, 2472166

دفتر ماہنامہ سنی دُنیا ۸۲ر سوداگران بریلی شریف (یوپی)

Visit us: www.hazrat.org
www.alahazrat.in

E-mail: asjadaraza@gmail.com, atiq_shujamalik@yahoo.com, Sunniduniya@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا سنی دنیا

اشاریہ

ہندوستان کے فسادات.........
مسلم نسل کشی

اداریہ ....: یونس رضا مونس اویسی

ہندوستان کی آزادی میں کلیدی کردار ادا کرنے والے مسلمان، جنہوں نے سب کچھ گنوا کر، خون، پسینہ، بہا کر، رات و دن یکجا کر کے سر پر کفن باندھ کر انگریزوں کے مقابلہ میں سینہ تان کر چٹان کی طرح اڑے رہے اور ہندوستان کو آخر آزاد کرایا آج انہیں کے لئے ہندوستان کی زمین تنگ ہوگئی آج انہیں ہی حب الوطنی کا راگ الاپنا پڑ رہا ہے۔ آج وہی آتنک واد کے بھاری بھرکم لقب سے یاد کئے جا رہے ہیں، آج وہی دہشت گرد سمجھے اور کہے جا رہے ہیں، آج انہیں ہی شکوک و شبہات کے کٹگھر میں کھڑا کیا جا رہا ہے آج وہی مشق ظلم و بربریت ہیں۔

مغلیہ سلطنت کے عروج و زوال کی تاریخ اور انگریز تسلط کی ہسٹری پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جو کچھ چھینا گیا، برباد ہوا وہ سب کچھ مسلمانوں کا تھا، بلکہ اگر آپ عمیق نگاہ سے دیکھیں تو انگریزی حکومت میں بھی مسلمان اتنا پریشان نہیں تھا جتنا کہ اب ہے بلکہ اس دور میں بھی مسلمان سرکاری محکموں کی بڑی پوسٹوں پر فائز تھے۔ ان کے پاس زمینداری تھی، مال و متاع تھا، ذہنی آزادی تھی شعائر اسلام پر پابندی نہیں تھی، قدرے سکون تھا، مذہب و ملت کے نام پر کھلواڑ نہیں تھا، کسی کی عقیدت مجروح نہیں کی جاتی تھی، غرض کہ وہ بولی بولنی ہی پڑتی ہے ؎

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پر تھے

انگریزی حکومت کے زوال میں مسلمانوں نے جس جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا اور آزادی کا بگل پھونکا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ۱۸۵۷ء کے ایک عظیم رہنما، قائد ملت حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کی قربانی کی کوئی مثال ہے۔ اس کے مقابل آزادی کا کوئی ہیرو ہے اللہ غارت کرے دوغلے مورخین کو جو تاریخ کی اصلی صورت مسخ کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ آج آزادی کا اصل ہیرو انہیں بنایا اور بتایا جا رہا ہے جن کا پتہ نہیں انگلی بھی کٹی تھی کہ نہیں اور اصل مجاہدین آزادی کو تاریخ کے صفحات سے غائب کر رہے ہیں۔

آپ ہندوستان کی آزادی کا ماحول، ہندوستان آزادی سے پہلے، ہندوستان آزادی کے بعد ابتدائی دور کے حوالے سے اور ہندوستان کی آزادی سے لیکر آج تک کے حالات و نظریات پر نظر ڈالیں اور مسلمانوں کے ملی، دینی دنیاوی، سیاسی، سماجی، معاشی، حالات کا جائزہ لیں تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ مسلمان آزادی کے بعد سے مسلسل مشق ظلم و ستم رہے۔

آج کا دور ترقی یافتہ دور مانا اور کہا جا رہا ہے بلکہ اس ترقی کا یہ عالم ہے کہ "کرلو دنیا مٹھی میں" کا نعرہ چہار سو بلند ہے، اسی اعتبار سے ظلم و ستم کے نئے نئے، انوکھے انوکھے، نرالے نرالے، خوبصورت خوبصورت، اچھے اچھے، جاذب

نظر، دلکش دلکش طریقے بھی ایجاد کر لیئے ہیں، آج وہ سب جوان ہیں جن کے شکار قوم ہے یا جن نئے اقسام کے ظلم وستم کا تختہ مشق مسلمان ہیں۔ کیا آپ غور نہیں کرتے جن پر گورنمنٹ کا لاکھوں روپئے صرف ہوتا ہے، انسانوں کی حفاظت کے لئے جن سے قسمیں لی جاتی ہیں، وہ موٹی موٹی قسمیں انسان کی ملک کی حفاظت کے لئے کھاتے بھی ہیں اور موقع آنے پر وہی مسلمانوں کے ساتھ ظلم وستم کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ انسانیت پانی پانی ہوکر رہ جاتی ہے۔ ظلم وستم بھی شرمانے پر مجبور ہو جاتا ہے انسانیت، اخوت ومحبت اپنی بے چارگی پر ماتم کناں ہو جاتی ہیں۔

آج ہندوستان کا عجب حال ہے فرقہ وارانہ فساد دن بدن بڑھتا جارہا ہے ہندو مسلم فساد، فرقہ وارانہ تشدد، جانوں کے اتلاف میڈیا کی سرخیاں بنتی ہی جارہی ہیں روزانہ کہیں نہ کہیں اس قسم کے حادثات رونما ہو رہے ہیں غرض کہ ہندوستانی تاریخ میں ہر دن فسادات کی فہرست میں اضافہ ہو رہا ہے اور بے حسی کا یہ عالم ہوتا جارہا ہے جیسے لگتا ہے یہ کوئی بات ہی نہیں۔ گورنمنٹ ننگا ناچ دیکھ رہی ہے اور حال اندھے، بہرے گونگے سے بدتر آخر یہ سب کب تک، ذمہ داران حکومت توجہ دیں اور یہ یاد رکھیں کہ یہ جمہوریت اور ہندوستان کے قانونی تحفظ پر سوالیہ نشان ہے۔

یہاں فرقہ وارانہ فساد آپ حضرات کے رویے سے ایسا لگتا ہے کہ بچوں کا کھیل ہے، مسلمانوں کی بستیاں پوری کی پوری اجاڑ دی جاتی ہیں، بے شمار جانوں کا اتلاف ہوتا ہے، ہزاروں زخمی ہو جاتے ہیں، نہ جانے کتنی عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں بے شمار بچے یتیم ہو جاتے ہیں اور یہ سب کھیل ہونے کے بعد حکومت زیادہ سے زیادہ ایک جانچ کمیٹی گٹھت کر دیتی ہے، جس کا سالوں کوئی پرسان حال نہیں ہوتا آخر وہ ٹھنڈے بستے کی نذر ہوکر خاموش:

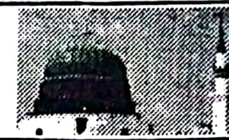
آخر یہ کب تک- ہر فرعون کے لئے ایک موسیٰ ضرور رب بھیجتا ہے اب بھی وقت ہے انسانیت کے نام پر ننگا ناچ نہ کرو ورنہ رب ذوالجلال کا قہر وغضب کب نازل ہوگا، کیسے اور کب نیست ونابود ہو جاؤ گے پتہ بھی نہیں چلے گا۔

ابھی مسلمان شیطان نریندر مودی وزیر اعلیٰ گجرات کے ظلم و بربریت کو بھول بھی نہیں پائے ہیں کہ لگاتار متعدد مقام پر اسی طرح کے حادثات وقوع پذیر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ جن میں حکومت کے رویے پر سوالیہ نشان ہے، اور پولیس کی درندگی کا رونا تو اپنی جگہ پر ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ محکمہ پولیس کے افراد طبقہ انسانیت سے خارج نظر آتے ہے، اور اپنی انسانیت کو بھول جاتے ہیں۔ ابھی ۱۴ر ستمبر کو راجستھان کے ضلع بھرت پور کے قصبہ گوپال گڑھ کا کتنا بڑا حادثہ ہوا حالانکہ مسلمانوں سے ہمدردی جتانے والی پارٹی اور مسلمان ووٹوں کو اپنا پیدائشی حق سمجھنے والی مرکزی پارٹی ہی راجستھان میں ہے۔ مسلمانوں کی جانیں الگ گئیں، خانہ خدا کی بے حرمتی اپنی جگہ اس کے بعد بھی دیکھیں کیا انصاف ہوتا ہے۔ اسی طرح اتراکھنڈ اسٹیٹ کے رودر پور اسی ستمبر، اکتوبر ہی کے مہینہ میں فرقہ وارانہ فساد ہوا، فرقہ پرستوں سے مسلمان تو پیٹے ہی، جانیں گئیں انعام میں پولیس کے ظلم وجبر کے شکار ہوئے اور دیکھئے حکومت کیا انعام دیتی ہے۔ غرض حالات بڑے ابتر ہیں الیکشن قریب ہے گویا مسلمانوں کے لئے آفت قریب ہے نہ جانے کہاں سے، کدھر سے حملہ ہوگا رات ودن اسی خوف میں بعض علاقہ کے باشندگان مسلمان زندگی گذار رہے ہیں۔ جو ہندوستان کی جمہوریت پر بدنما داغ ہے۔

☆☆☆



تجلیات نعت



آقائے نعمت دریائے رحمت مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

یا شہید کربلا یا دافع کرب وبلا
گل رخا شہزادۂ گل گوں قبا امداد کن

اے حسین اے مصطفیٰ راحت جاں نور عین
راحت جاں نور عینم دہ بیا امداد کن

جانِ زہرا وشہید زہررا زور و ظہیر
زہرت ازہار تسلیم و رضا امداد کن

اے بواقع بیکسان دہر رازیبا کسے
دے بظاہر بیکس دشتِ جفا امداد کن

اے گلویت کہ لبانِ مصطفیٰ را بوسہ گاہ
گہ لب تیغ لعیں را حسرتا امداد کن

بے وسائل آمدن سوئے تو منظورِ تو نیست
ازاں بہر محبوب تو گوید رضا امداد کن

استاذ زمن علامہ حسن رضا خان حسنؔ بریلوی رضی اللہ عنہ

بہاروں پر ہیں آج آرائش گلزار جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدان محبت کی

کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی
فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہے جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں امت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیران مصیبت کی

شہید ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی

کرم والوں نے در کھولا تو رحمت نے سماں باندھا
کمر باندھی تو قسمت کھول دی فضل شہادت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی

زمین کربلا پر آج ہے مجمع حسینوں کا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور وظلمت کی

نہ ہوتے گر حسین ابن علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی

حسنؔ سنی ہے پھر افراط وتفریط اس سے کیوں کر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

تمہیں جس نے بھی دیکھا کہہ اٹھا احمد رضا تم ہو
جمالِ حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو

نہیں حامد رضا ہم میں مگر وجہ شکیبائی
خدا رکھے تمہیں زندہ مرے حامد نما تم ہو

تمہارے نام میں تم کو بزرگی کی سند حاصل
رضا وجہ بزرگی ہے رضائے مصطفیٰ تم ہو

تمہارے نام میں یوں ہیں رضا و مصطفیٰ دو جز
رضا والے یقیناً مصطفیٰ کے مصطفیٰ تم ہو

تمہاری رفعتوں کی ابتدا بھی پا نہیں سکتا
کہ افتادہ زمیں ہوں میں بلندی کا سما تم ہو

حیات وموت وابستہ تمہارے دم سے ہیں دونوں
ہماری زندگی ہو اور دشمن کی قضا تم ہو

یہ نوری چہرہ یہ نوری ادائیں سب یہ کہتے ہیں
شبیہہ غوث ہو نوری میاں ہو اور رضا تم ہو

رضا جو یان رب تھامے ہوئے ہیں اسلئے دامن
رضا سے کام پڑنا ہے رضائے کبریا تم ہو

جنابِ مفتی اعظم کے فیضانِ تجلی سے
شبستان رضا میں خیر سے اختر رضا تم ہو

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی | اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا | آیت نمبر ۱۱۸ / ۱۲۲

بے شک ہم نے نشانیاں کھلوادیں یقین والوں کے لئے {۲۱۶} (۱۱۸) بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا {۲۱۷} (۱۱۹) اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کے پیروی نہ کرو {۲۱۸} تم فرمادو اللہ ہی کی ہدایت، ہدایت ہے {۲۱۹} اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار {۲۲۰} (۱۲۰)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

شان نزول: رافع بن خزیمہ نے حضور اقدس ﷺ سے کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے فرمائیے وہ ہم سے کلام کرے ہم خود سنیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی {۲۱۴} یہ ان آیات کا عناداً انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں {۲۱۵} کوڑی و نابینائی اور کفر و قساوت میں اس میں نبی کریم ﷺ کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان کی سرکشی اور معاندانہ انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے۔ {۲۱۶} یعنی آیات قرآن و معجزات باہرات انصاف والے کو سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا یقین دلانے کے لئے کافی ہیں مگر جو طالب یقین نہ ہو وہ دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا {۲۱۷} کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے اس لئے کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ پورے طور پر ادا فرمادیا {۲۱۸} اور یہ ناممکن کیوں کہ وہ باطل پر ہیں {۲۱۹} وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر ایک راہ باطل و ضلالت {۲۲۰} یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید انبیاء ﷺ تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشوں کی اتباع نہ کرنا اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔ (خازن)

بہارِ حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، حضرت مولانا ابو حسام محمد عسجد رضا خان قادری بریلی شریف

حسنین کی محبت

حضور انور ﷺ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

کیا کہنا ہے ہمارے محبوب ﷺ کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی و لازوال اور جو ہر عیب و نقص سے منزہ و بے مثال، ان کا ہر علاقہ والا سنی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، پھر کیا کہنا ان کا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: حسين مني وانا من حسين احب الله من احب حسينا حسين سبط من الاسباط.

حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسلی ثبوت کی اصل ہے۔

یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لے کر تین بار ضمیر کافی تھی، مگر نہیں ہر بار لذت محبت کے لئے نام ہی کا اعادہ فرمایا: کما قالوا في قول القائل.

قال الله يا ظبيات القاع قلن لنا

السلای منکن ام لیلی من البشر

خدا کی قسم اے جنگل کے ہرنو! ہم سے کہو کہ کیا میری لیلیٰ تم میں سے ہے یا لیلیٰ انسانوں میں سے ہے۔ یعنی یہاں پر ایک بار لیلیٰ کا نام لے کر بعد میں ضمیر کا استعمال کافی تھا مگر لذت محبت کے لئے ہر بار نام کا اعادہ کیا گیا۔ (امالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ)

حسنین کی جزئی فضیلت

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ جزئیت کریمہ ایک فضل جزئی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفاء کا اعظم و اعلیٰ ہے۔

(عرفان شریعت، حصہ سوم)

حسنین کا نام

حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس ﷺ تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: اروني ابني ماذا سميتموه.

مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔

مولیٰ علی نے عرض کی حرب، فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔

پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی نے عرض کی حرب، فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔

پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا، مولیٰ علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔

پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے، شبر شبیر مشبر حسن حسین ان میں سے ہم وزن و ہم معنی ہیں۔

اس سے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنا چاہئے۔ لہٰذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان، عباس، وغیرہ رکھے۔

(فتاوی رضویہ [illegible])

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ کی جامع مسجد کے آمد و خرچ کے حساب کے سلسلہ میں ایک میٹنگ بیٹھی جس میں کچھ لوگ داڑھی والے تھے اور کچھ داڑھی منڈے بھی تھے۔ دوران بات چیت زید جو فاسق معلن عظمت شعائر اسلام سے بالکل نابلد اور جس کا پیشہ گانا بجانا ہے اسنے ایک باشرع داڑھی والے کو یہ کہدیا کہ داڑھی رکھ کر جماعت کو بدنام کرتے ہو، داڑھی نکلوادو۔ حالانکہ ان کے اندر کوئی ایسی خصائل رذیل نہیں پائے جاتے ہیں۔ زید نے جو صرف بغض وعناد کی بناپر ایسا کہا لیکن اس بغض وعناد کو شعائر اسلام سے کیا تعلق، وہ اس کی جگہ کچھ اور بھی کہہ سکتا تھا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنت رسول ﷺ بالخصوص داڑھی کی توہین کرنے والے زید پر ازروئے شرع کیا حکم نافذ ہوگا؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: شیخ اختر حسن عرف احمد شاہ قادری

وانسوداد لساڈ، گجرات

الجواب: صورت مسئولہ میں کسی مسلمان سے بغض وعناد رکھنا جائز نہیں ہے اور داڑھی رکھ کر اگر کوئی غلط کام کرتا ہو اسکی بناپر کہ داڑھی رکھ کر جماعت کو بدنام کرتے ہو تو اس قول سے داڑھی کی توہین نہیں البتہ اس کا یہ کہنا داڑھی نکلوادو ایسا کہنا ضرور غلط ہے اور داڑھی منڈانا حرام ہے اور منڈانے کو کہنا یہ بھی حرام ہے وہ اپنے اس قول سے توبہ کرے اور اس سے معافی بھی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی

مرکزی دارالافتاء ۸۲ سوداگران، بریلی شریف

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم: قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ۱- جامع مسجد جلیسر ضلع اکولہ کے پیش امام صاحب (جو سنی صحیح العقیدہ ہیں) کو سنی دعوت اسلامی کے امیر صاحب نے یہ کہا آپ فجر کی اذان کے بعد یہ اعلان کیا کریں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ۔ پیارے اسلامی بھائیو اور پیاری اسلامی بہنو جاگ جائیے بیدار ہو جائیے فجر کی نماز کے لئے تیار ہو جائیے، جاگنا ہے جاگ لو افلاک کے سائے تلے، حشر تک سوتے رہوگے خاک کے سائے تلے۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔ اسلام جن سے زندہ ہے وہ شیء نماز ہے، اور ہر ایک کامیابی کا اس میں راز ہے۔ اٹھ جاگ مسلماں ہوش میں آ تقدیر بدلنے والی ہے، صدقے میں محمد پیارے کے اب رحمت بٹنے والی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ازروئے شرع مذکور امام صاحب کا یہ اعلان جائز ہے یا نہیں؟ ۲- زید جو ایک سنی صحیح العقیدہ اور حافظ قرآن ہے انہوں نے مذکور امام صاحب سے یہ کہا کہ آپ جو اعلان کرتے ہیں وہ خلاف

سنت ہے اور اذان خود ہی اعلان ہے اسکی ضرورت نہیں ہے، اس کہنے پر مذکور اعلان بند کرانے کو کہا گیا یہ اعلان بند ہو گیا، عرض یہ ہے کہ مذکور زید کا یہ کہنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: مصلیان جامع مسجد، کجلیر، ضلع کولہ

الجواب: مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دیکر پھر دوبارہ اطلاع دینا وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع مقرر و رائج ہو کہہ سکتے ہیں اور اسے فقہ میں تثویب کہتے ہیں جیسے صلاۃ کہی جاتی ہے یہی تثویب ہو گئی اور اب بعد صلاۃ دوبارہ اطلاع مذکورہ الفاظ سے کرنا نہ چاہئے، ہاں اگر صلاۃ نہ کہے بلکہ اس طرح جیسے جملے کہے تو وہی تثویب کا کہنا صحیح ہے جبکہ وہ صلاۃ یعنی تثویب کو جائز سمجھتا ہو مگر اس کا یہ کہنا کہ یہ خلاف سنت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صلاۃ یعنی تثویب ہی کا قائل نہیں ہے، اگر ایسا ہے تو غلط ہے تثویب جائز ہے اور عامۂ کتب میں مذکور ہے، تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ دوم ملاحظہ کریں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی،

مرکزی دار الافتا ۸۲، سوداگران، بریلی شریف

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم: قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے سوال کیا کہ اے بکر تم مولوی اشرفعلی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اسماعیل دہلوی، قاسم نانوتوی وغیرہ کو کافر کہتے ہو یا مسلمان؟ بکر نے جواب دیا کہ میں کسی کو کافر نہیں کہتا ہوں وجہ یہ ہے کہ میں کسی کی کفری کلمات کو نہیں جانتا ہوں۔ اگر تم جانتے ہو تو ان کی کفریات کو ثابت کرو پھر بکر نے جواب دیا کہ تم بھی خود ایک طالب علم ہو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرو یعنی تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، وغیرہ کو بغور پڑھو اسکے بعد تم کو خود ہی پتہ چلے گا کہ مذکورہ مولوی کافر ہیں یا مسلمان۔ حالانکہ بکر ان کی کفریات کو جانتا تھا۔ بہر کیف ایک دن زید کی بات چیت بکر سے ہو رہی تھی پھر زید نے کہا کہ تم اشرفعلی وغیرہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں ان کی کفریات کو نہیں جانتا ہوں اسی وقت اسکو فتاوٰی فیض الرسول میں ان کی کفریات کو ثابت کیا گیا اسکو دکھایا گیا اسکے باوجود بکر کہتا ہے کہ ان چاروں مولویوں سے میرا کیا تعلق ہے کہ میں اسکو مسلمان یا کافر کہوں، بہر کیف زید کا یہ کہنا ہے کہ بکر کے اوپر شریعت مسلمان کا حکم دیتی ہے یا کافر کا اور بکر کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سلام وکلام کرنا کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی: محمد واعظ الحق رضوی جمالی

راج محل، صاحب گنج، بہار

الجواب: صورت مسئولہ میں جب اسے معلوم ہو گیا کہ دیوبندی کے عقائد کفریہ باطلہ کے سبب ان پر حکم کفر وارتداد ہے اور فتاوٰی فیض الرسول بھی دکھا دیا پھر بھی وہ ان کو کافر نہیں کہتا ہے اور ان کے کفر میں شک کرتا ہے تو وہ انہیں جیسا ہے کہ علمائے حرمین شریفین نے فرمایا: ''من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر'' جو ان کی کفریات پر مطلع ہو کر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی انہی کی طرح کافر ہے اس کا یہ عذر لنگ ہے کہ میں ابھی طالب علم ہوں جو عاقل و بالغ ہے اس پر فرض ہے کہ وہ علماء کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کرے اور حیلہ، بہانہ بازی کو ترک کرے اگر اب بھی حکم شرع کو نہیں مانتا ہے اور ان کے کفر واسلام میں خاموش ہے تو اس پر فرض ہے کہ علماء کے فتوے پر عمل کرے اور ان کے کفر میں ہرگز ہرگز شک نہ کرے اور ان کے کافر و مرتد ہونے کی تصدیق کرے ورنہ وہ بھی انہی کی طرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی،

صح الجواب، واللہ تعالیٰ اعلم: قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک حافظ ہے ایک بار وہ بھول گئے تھے جس کی تکمیل انہوں نے ایک دیوبندی حافظ سے کی، آج بھی زید کا دیوبندی حافظ کے گھر آمد ورفت اور سلام و کلام ہے ایک استاذ کے شایان شان زید اس کی عزت کرتا ہے، زید کا آمد ورفت دیوبندی مدرسہ میں بھی ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی تجارت کی غرض سے جاتا ہوں، زید تبلیغی جماعت کا مداح ہے جماعت کی تصانیف وتالیف کی تعریف کرتا ہے، کہتا ہے کہ واقعی ان لوگوں نے کام کیا ہے، سنی علماء تو صرف حلوے، مرغے اڑانے میں رہتے ہیں، تبلیغی جماعت والوں نے تعمیری کام کیا ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود زید کو اپنے مکمل سنی ہونے کا دعویٰ ہے۔ انہوں نے دوجلیل بزرگان دین کی مزارات کا سفر بھی کیا ہے چند بااثر لوگ کہتے ہیں کہ زید نے توبہ کرلیا ہے، تو کیا ایسی صورت میں زید کی امامت از روئے شرع درست ہے اور خاص کر تراویح اس کے پیچھے جائز ہے؟ برائے کرم شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالرؤف رضوی

الجواب: جب تک وہ توبہ نہ کرلے اور حسام الحرمین شریف کی تصدیق نہ کرے اس کا سنی ہونا ثابت نہ ہوگا، تبلیغی جماعت کی تعریف کرنا ضرور اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ بد دینوں سے تعلق رکھتا ہے اور انہیں مسلمان جانتا ہے، تبلیغی جماعت والوں نے لوگوں کو نماز وکلمہ کی آڑ میں دیوبندی بنایا ہے یہی ان کا کارنامہ ہے۔ فقہائے کرام نے لکھا ہے من قال للمجوس تبجیلا یا استاذ کفر جو اپنے مجوسی استاذ کو تعظیما یا استاذ کہے وہ کافر ہو گیا اور دیوبندی وہابی تو مرتد ہیں ان کو استاذ بنانا حرام اشد حرام ہے اور ان سے میل جول ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

مرکزی دارالافتا ۸۲ء رسوداگران، بریلی شریف

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید اپنے کو عالم دین بتا کر پیری و مریدی بھی کرتا تھا اور اس طرح اس کا یہ سلسلہ برسوں تک چالو رہا گاؤں والے کو اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ اسکا کیا عقیدہ تھا سنی دیوبندی کا کچھ پتہ نہ چلا اور لوگ اس طرح پھنستے چلے گئے لیکن جب اس کا انتقال ہوا تو اسکے بارے مین اخبار میں شائع ہوا کہ زید اشرفعلی تھانوی کا شاگرد اور معتقد مرید تھا جب اہل سنت وجماعت نے اخبار پڑھا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں اور اب کہنے لگے کہ زید حقیقت میں سنی صحیح العقیدہ یا دیوبندی اشرفعلی تھانوی کا تابعدار اور مرید تھا اس طرح شکوک وشبہات ہونے پر اس حالت میں علمائے اہل سنت وجماعت نے تحقیق شروع کی تو ان پر یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی اور صاف ظاہر ہوا جن کو نذیر احمد ملاں اشرفی، مولانا منظور عالم صاحب اشرفی بھاگلپوری اور عبدالقادر اشرفی خطیب ومولانا محمد ابن حسن صاحب نے اہل سنت کو بتائے اور مزید مندرجہ ذیل تحریری بھی دی۔ ۲۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ میں زید نے ایک مرتبہ کرنول والے پیروں کی تقریر میں تشریف لے گیا تھا۔ اور ان تقریر میں اشرفعلی کو رحمۃ اللہ علیہ کہا اس کے بعد قیام گاہ پر میں نے ان سے پوچھا اشرفعلی کو سنی علماء نے کفر کا فتویٰ دیا آپ اسے کیسے کہتے ہیں تو وہ بولا بس وہ تو میرے استاد ہیں ایسا تو نہیں ہے اور وہ تو بڑے عالم ہیں اور وہ قرآن کا ترجمہ بھی کہتے ہیں بتایا۔ دوسری مرتبہ میں اور مولانا منظور عالم

اشرفی بھا گلپوری ملکر گئے اس وقت بھی پوچھا دریافت کئے اشرفعلی کو کفر کا فتوی دیا گیا ہے اس نے رسول پاک کی شان میں گستاخی کی ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں یہ نہیں مانتا اور وہ میرے استاد ہوتے ہیں ان کے خلاف کیسے کہتا ہوں ہم لوگ بھی ان کے جنازے میں شرکت نہیں کئے۔

از: نذیر احمد ملاں اشرفی، ہبلی

زید عالم دین جو کرنول والے پیراں کے نام سے جانے جاتے تھے اس کے بارے میں عبد القادر خطیب اشرفی نے بیان اور یہ تحریر لکھ کر دی۔

محترم احباب اہل سنت کی خدمت میں السلام علیکم عرض یہ ہے کہ خدا اور سول کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے یہ تحریر کر رہا ہوں کہ میں اور مولانا محمد دین صاحب دونوں کیسٹ محلہ ہبلی میں کرنول والے پیراں کی تقریر آج سے کچھ سال پہلے ہو رہی تھی اور ہم دونوں اس جلسے میں حاضر تھے کرنول والے پیراں اپنے دونوں تقریر میں اشرفعلی تھانوی کو رحمۃ اللہ علیہ کہا اور مزید اشرفعلی تھانوی کی بھرمار تعریف کرنا شروع کر دیا تب ہم دونوں وہاں سے اٹھکر چلے آئے، اسکے بعد مولانا محمد دین کی زبان سے یہ الفاظ سنا کہ انہوں نے سوال و جواب بھی کیا تو کرنول والے کی جانب سے یہ الفاظ نکلے، مولانا اشرفعلی تھانوی بہت بڑے عالم و بزرگ تھے، وقت آنے پر مزید زبانی عرض کروں گا۔ مذکورہ بالا دونوں تحریروں میں دو عالم دین سنی صحیح العقیدہ بھی سوال میں شریک تھے اس تحریر و بیان کے مطابق کرنول والے پیراں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے آیا کفر ثابت ہوگا یا نہیں؟ (۲) کرنول والے پیراں کے مرنے پر خوب عالیشان قبر بنا کر اسکا عرس کرنے والے اس میں شریک ہونے والے پر اور اس پر فاتحہ پڑھنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ (۳) کرنول والے پیراں کے قبر پر عالیشان گنبد کو دیکھ کر انجان مسلمان لوگوں کا اسپر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ لہٰذا اس قبر کو توڑنا ازروئے شرع ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) کرنول والے پیراں کے عرس کے بارے میں ایک عالم دین سنی صحیح العقیدہ نے مذکورہ بالا تحریر و بیان اور مزید معلومات حاصل کرنے کے بعد اس میں شریک ہونے والوں کو روکا اس کے باوجود لوگ جان بوجھ کر اس میں شریک ہوتے ہیں اور عرس کراتے ہیں تو ایسے لوگوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ (۵) پھر کرنول والے پیراں کا بے شجرہ مرید کرنا اسکے بعد اس کی قبر بنا کر بے خلافت و شجرہ کے اس کے نواسے جو بالکل جاہل ہے عام طریقے سے مرید کرنا اور ہونا اور ایسے پیر کا بیعت کرنا کیسا ہے تو اس پر کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد منظور عالم رضوی

دار العلوم عربیہ سادانور ضلع دھارواڑ کرناٹک

الجواب: اگر واقعی بیانات صحیح اور درست ہیں تو وہ سنی مسلمان نہیں تھا اسکا وہی حکم **من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر** جو اشرف علی تھانوی کے کفر عذاب میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی کافر ہے اور جب اسکا اسلام ثابت نہیں تو اسکی بیعت باطل اور اسکا عرس وغیرہ کرنا ناجائز و حرام بدکام کفر انجام ہے۔ جو لوگ واقف حال ہو کر اسکے عرس وغیرہ میں شریک ہوں گے سخت گناہ گار سخت عذاب نار ہوں گے اور اس سلسلہ میں بیعت ہونا جائز نہیں اور جو لوگ بیعت ہو گئے وہ اسے توڑ کر کسی سنی صحیح العقیدہ پیر کے دست حق پرست پر بیعت ہوں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ

مرکزی دار الافتا ۸۲ سوداگران بریلی شریف

☆☆☆

جانشین رسول، امام العادلین، امیر المؤمنین، ناصر دین مبین، فاتح اعظم

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

تحریر: حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قادری مدظلہ العالی

پیشکش: غلام قادر ازہری بنگلور

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں اور ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اعلان نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ آپ کے قبول اسلام کے لئے نبی کریم ﷺ نے اس طرح دعا فرمائی، ''اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما''، اس حدیث میں آقا و مولیٰ ﷺ کا صرف آپ ہی کا نام لے کر دعا فرمانا مذکور ہے اور یہ آپ کے لئے بڑے شرف کی بات ہے۔

آپ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام لائے والے مردوں کی تعداد چالیس ہوگئی۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''جب سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، یہ دین روز بروز ترقی کرتا چلا گیا''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو دار ارقم میں موجود مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر بلند کی کہ اسے تمام اہل مکہ نے سنا۔ میں نے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا، کیوں نہیں، یقیناً ہم حق پر ہیں۔ میں نے عرض کی پھر ہم پوشیدہ کیوں رہیں۔ چنانچہ وہاں سے تمام مسلمان دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور ایک میں، میں تھا۔ جب ہم اس طرح مسجد حرام میں داخل ہوئے تو کفار کو سخت ملال ہوا۔ اس دن سے رسول کریم ﷺ نے مجھے فاروق کا لقب عطا فرمایا کیونکہ اسلام ظاہر ہوگیا اور حق و باطل میں فرق پیدا ہوگیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہو۔ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے سے نکلے، آپ نے تلوار حمائل کی، کمان شانے پر لٹکائی اور ہاتھ میں تیر پکڑ کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر وہاں موجود کفار قریش میں سے ایک ایک فرد سے الگ الگ فرمایا، ''تمہاری صورتیں بگڑیں، تمہارا ناس ہو جائے! ہے کوئی تم میں جو اپنی ماں کو بیٹے سے محروم، اپنے بیٹے کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو؟ وہ آئے اور جنگل کے اس طرف آکر مجھ سے مقابلہ کرے۔ میں اس شہر سے ہجرت کر رہا ہوں''۔ کفار کو آپ کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

غیب جاننے والے آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشاد ہے، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہی ہوتے۔

آپ سے پانچ سو اُنتالیس (۵۳۹) احادیث مروی ہیں۔

آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حضور کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ رہے اور غزوۂ احد میں آپ نے ثابت قدمی دکھائی۔ مصر کی فتح کے بعد وہاں کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصریوں کو ان کے رواج کے مطابق ایک کنواری لڑکی دریائے نیل کی بھینٹ چڑھانے کی اجازت نہ دی تو دریائے نیل خشک ہو گیا۔ اس پر گورنر نے آپ کی خدمت میں سب ماجرا لکھ بھیجا۔ آپ نے ایک خط لکھ کر ان سے فرمایا، اس خط کو دریا میں ڈال دو۔

خط میں لکھا تھا "اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر کی جانب سے دریائے نیل کے نام! معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو، اور اگر تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد و قہار ہی سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے"۔ جب یہ خط دریا میں ڈالا گیا تو دریا ایسا جاری ہوا کہ معمول سے سولہ گز پانی زیادہ چڑھ گیا اور وہ پھر کبھی خشک نہ ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر ساریہ رضی اللہ عنہ نامی شخص کی سربراہی میں جنگ کے لئے نہاوند بھیجا۔ کچھ دن بعد جمعہ کے خطبہ میں آپ نے تین بار فرمایا، "اے ساریہ! پہاڑ کی طرف"۔ جب لشکر کا قاصد آیا تو اس نے بتایا کہ ہمیں شکست ہونے کو تھی کہ ہم نے یہ آواز سنی، "اے ساریہ! پہاڑ کی طرف"۔ چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہو گئے۔ پس جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور ہمیں فتح ہوئی۔ (مشکوۃ باب الکرامات)

آپ ہی نے سب سے اول ہجری تاریخ و سال جاری کیا اور حکومتی نظم و نسق کے لئے دفاتر و انتظامی شعبے قائم فرمائے۔ آپ نے مساجد میں روشنی کا مناسب انتظام کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ماہ رمضان میں ایک مسجد میں قندیل روشن دیکھی تو فرمایا، اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

آپ اکثر صوف کا لباس پہنتے جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوتے۔ اسی لباس میں دُرّہ لئے ہوئے بازار تشریف لے جاتے اور اہل بازار کو ادب و تنبیہ فرماتے۔ سادہ غذا کھاتے، عوام کے حالات جاننے کے لئے راتوں کو گشت کرتے۔

جب کسی کو عامل (گورنر) بناتے تو اس کے اثاثوں کی فہرست لکھ لیا کرتے نیز اسے عوام کی فلاح کے لئے نصیحتیں فرماتے، اور شکایت ملنے پر عامل کو بھی سزا دیتے۔

آپ کے دور خلافت میں بیشمار فتوحات ہوئیں۔ دمشق، بصرہ، اردن، مدائن، حلب، انطاکیہ، بیت المقدس، نیشاپور، مصر، اسکندریہ، آذربائیجان، طرابلس، اصفہان، مکران وغیرہ متعدد علاقے آپ ہی کے دور میں اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔

ذی الحجہ ۲۳ھ کو جب آپ نماز فجر پڑھانے لگے تو ایک مجوسی ابولولو نے آپ کو دو دھارے خنجر سے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ آپ نے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جو چھ اکابر صحابہ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھی کہ یہ باہم مشاورت سے ان میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں۔ اسی دن آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔ آپ کی خواہش پر ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے آپ نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

فضائل سیدنا عمر رضی الله عنه قرآن میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا،

آج ہماری طاقت آدھی ہوگئی۔اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری، درمنثور)

یـأیها النبیّ حسبُک اللهُ ومن اتّبعک من المؤمنین۔ (الانفال:۶۴)

''اے غیب کی خبریں بتانے والے! اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے''۔ (کنزالایمان)

آپ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ کسی معاملے میں آپ جومشورہ دیتے یا رائے پیش کرتے، قرآن کریم آپ کی رائے کے موافق نازل ہوتا۔

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آراء موجود ہیں جن کی وحی الٰہی نے تائید فرمائی ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ اور ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کچھ اور، تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء:۱۹۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''میرے رب نے تین امور میں میری موافقت فرمائی۔مقام ابراہیم پر نماز کے متعلق، پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے معاملے میں''۔ (بخاری،مسلم)

محدثین فرماتے ہیں کہ ان تین امور میں حصر کی وجہ ان کی شہرت ہے ورنہ موافقت کی تعداد اس سے زائد ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے رب نے مجھ سے اکیس (۲۱) باتوں میں موافقت فرمائی ہے۔جن کا تذکرہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں کیا ہے۔ان امور کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔حجاب کے احکام سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ازواج مطہرات کے سامنے طرح طرح کے لوگ آتے ہیں اس لئے آپ انہیں پردے کا حکم دیجئے۔اس پر یہ آیت نازل ہوگئی۔

واذ سالتموهن متاعاً فسئلوهن من وراء حجاب۔ ''اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو''۔ (الاحزاب:۵۳،کنزالایمان)

۲۔ایک بار آپ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ہم مقام ابراہیم کو مصلیٰ نہ بنالیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوگئی۔

"واتخذوامن مقام ابرٰهیم مصلیٰ"۔

''اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ''۔ (البقرۃ:۱۲۵،کنزالایمان)

۳۔بدر کے قیدیوں کے متعلق بعض نے فدیہ کی رائے دی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنے کا مشورہ دیا۔اس پر آپ کی موافقت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لولاکتاب من اللّٰہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔''اگر اللہ ایک بات پہلے لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو! تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لیا، اس میں تم پر بڑا عذاب آتا''۔ (الانفال:۶۸،کنزالایمان)

۴۔نبی کریم ﷺ کا اپنی کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانا بعض ازواج مطہرات کو ناگوار لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

عسیٰ ربهٗ ان طلقکن ان یبدله ازواجاً خیراً منکن۔ ''اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ ان کا رب انہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے''۔ (التحریم:۵)

بالکل انہی الفاظ کے ساتھ وحی نازل ہوگئی۔

۵۔حرمت سے قبل مدینہ طیبہ میں شراب اور جوئے کا عام رواج تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی،ہمیں شراب اور جوئے کے متعلق ہدایت دیجئے کیونکہ یہ مال اور عقل دونوں ضائع کرتے ہیں۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی،یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر۔''تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں،تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے''۔ (البقرۃ:۲۱۹،کنزالایمان)

۶۔ایک بار ایک شخص نے شراب کے نشہ میں نماز پڑھائی تو قرآن غلط پڑھا۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی عرض کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

یاایھا الذین آمنو لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ۔ (النساء:۴۳)

''اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ''۔ (کنزالایمان)

۷۔اسی سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بار بار دعا کی، الٰہی! شراب اور جوئے کے متعلق ہمارے لئے واضح حکم نازل فرما۔یہاں تک کہ شراب جوئے کے حرام ہونے پر یہ آیت نازل ہوگئی۔

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ۔

''بیشک شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام،توان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ''۔ (المائدۃ:۹۰)

۸۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔

''(بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا'')نازل ہوئی۔ (المؤمنون:۱۲)

تو اسے سن کر حضرت عمر رضی اللہ نے بے ساختہ کہا ''فتبرک اللہ احسن الخلقین'''' تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا''۔اس کے بعد انہی لفظوں سے یہ آیت نازل ہوگئی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

۹۔جب منافق عبد اللہ ابن اُبی مرا تو اس کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے درخواست کی اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی''یا رسول اللہ ﷺ! عبد اللہ ابن اُبی تو آپ کا سخت دشمن اور منافق تھا آپ اسکا جنازہ پڑھیں گے؟''رحمت عالم ﷺ نے تبلیغ دین کی حکمت کے پیش نظر اس کی نماز جنازہ پڑھائی،تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ یہ آیت نازل ہوگئی، ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً۔''اور جب ان (منافقوں)میں سے کوئی مرے تو اس پر نماز نہ پڑھے''۔

یہ خیال رہے کہ حضور ﷺ کا یہ فعل صحیح اور کئی حکمتوں پر مبنی تھا جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس نماز کی وجہ سے اس منافق کی قوم کے ایک ہزار افراد اسلام لے آئے اگر آپ کا یہ فعل مبارک رب تعالیٰ کو پسند نہ ہوتا تو وہ وحی کے ذریعہ آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع فرما دیتا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کا صحیح ہونا عام منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے متعلق ہے۔

۱۰۔اسی نماز جنازہ کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی،سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفرلھم۔''ان منافقوں کے لئے استغفار کرنا نہ کرنا برابر ہے''اس پر سورۃ المنافقون کی یہ آیت نازل ہوئی۔ (طبرانی)

۱۱۔جس وقت رسول اکرم ﷺ نے جنگ بدر کے سلسلہ میں صحابہ کرام سے باہر نکل کر لڑنے کے سلسلے میں مشورہ کیا تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکلنے ہی کا مشورہ دیا اور

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، کما اخرجک ربک من بیتک بالحق الخ۔ ''جس طرح اے محبوب! تمہیں تمہارے رب نے (لڑنے کے لئے) تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا''۔ (الانفال:۵، کنزالایمان)

١٢۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقوں نے بہتان لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا۔ آپ نے عرض کی، میرے آقا! آپ کا ان سے نکاح کس نے کیا تھا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ نے! اس پر آپ نے عرض کی، کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ سے ان کے عیب کے چھپایا ہوگا، بخدا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر عظیم بہتان ہے۔ سبحنک ھذا بہتان عظیم۔ اسی طرح آیت نازل ہوئی۔ (النور:١٦)

١٣۔ ابتدائے اسلام میں رمضان شریف کی رات میں بھی بیوی سے قربت منع تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کچھ عرض کیا۔ اس کے بعد شب میں مجامعت کو جائز قرار دے دیا گیا اور آیت نازل ہوئی۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نسائکم۔ ''روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا''۔

(البقرۃ:١٨٧، کنزالایمان)

١٤۔ ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا، جبرئیل فرشتہ، جس کا ذکر تمہارے نبی کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا، من کان عدوا للہ و ملئکتہ و رسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین۔ ''جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں اور جبرئیل اور میکائیل کا، تو اللہ دشمن ہے کافروں کا''۔ (البقرۃ:٩٨)

بالکل انہی الفاظ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

١٥۔ دو شخص لڑائی کے بعد انصاف کے لئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے ان کا فیصلہ کر دیا لیکن جس کے خلاف یہ فیصلہ ہوا، وہ منافق تھا۔ اس نے کہا کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں اور ان سے فیصلہ کرائیں۔ چنانچہ یہ دونوں پہنچے اور جس شخص کے موافق حضور نے فیصلہ کیا تھا اسنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، حضور نے تو ہمارا فیصلہ اس طرح فرمایا تھا لیکن یہ میرا ساتھی نہیں مانا اور آپ کے پاس فیصلہ کے لئے لے آیا، آپ نے فرمایا، ذرا ٹھہرو میں آتا ہوں۔ آپ اندر سے تلوار نکال لائے اور اس شخص کو جس نے حضور کا فیصلہ نہیں مانا تھا، قتل کر دیا۔ دوسرا شخص بھاگا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعے کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا، مجھے عمر سے یہ امید نہیں تھی، وہ کسی مومن کے قتل پر اس طرح جرأت کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس منافق کے خون سے بری رہے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک الخ۔

ترجمہ:۔ ''تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو، اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں''۔ (النساء:٦٥، کنزالایمان)

١٦۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز سو رہے تھے کہ آپ کا ایک غلام بغیر اجازت لئے اندر چلا آیا۔ اس وقت آپ نے دعا فرمائی، الٰہی! بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونا حرام فرما دے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یایھا الذین امنو لا تدخلو بیوتا غیر بیوتکم حتیٰ

تستأنسوا۔ ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو''۔

(النور: ۲۷، کنزالایمان)

۱۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ یہود ایک حیران و سرگرداں قوم ہے۔ آپ کے اس قول کے مطابق آیت نازل ہوئی۔

۱۸۔ ثلة من الاولین وثلة من الآخرین۔ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید میں نازل ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء)

چند موافقات اور فراست عمر رضی اللہ عنہ

☆ آیت ''الشیخ والشیخة اذازنیا'' کا منسوخ التلاوت ہونا بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافقت رکھتا ہے۔

☆ جنگ احد میں جب ابوسفیان نے کہا، کیا تم میں فلاں ہے؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''اس کا جواب نہ دو''۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کے اس قول سے موافقت فرمائی۔ اس واقعہ کو امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

☆ ایک روز کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا، آسمان کا بادشاہ زمین کے بادشاہ پر افسوس کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا، مگر اس بادشاہ پر افسوس نہیں کرتا جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا ہے۔ یہ سن کر کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا، واللہ! توریت میں یہی الفاظ ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سجدے میں گر گئے یعنی سجدۂ شکر بجا لائے۔ (ایضا: ۲۰۱)

☆ صحیح مسلم میں ہے کہ صحابہ نے نماز کے لئے بلانے کے متعلق مختلف تجاویز دیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ایک آدمی کو مقرر کر لو جو نماز کے وقت آواز دے کر لوگوں کو بلائے۔ حضور ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا۔

☆ مؤطا امام مالک میں ہے کہ ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نیند سے جگانے کے لئے کسی نے الصلوٰۃ خیر من النوم کہا تو آپ نے فجر کی اذان میں ان کلمات کو پڑھنے کا حکم دیا۔

(مشکوۃ، باب الاذان)

☆ جنگ یمامہ میں جب بہت سے حفاظ صحابۂ کرام شہید ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ رسول ﷺ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی، اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن کی حفاظت کا مسئلہ نہ پیدا ہو، اس لئے قرآن کو کتاب کی صورت میں جمع کر دیا جائے۔ آپ کے بار بار اصرار پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کام کے لئے راضی ہوئے۔ یوں آپ کی فراست و دانائی کی وجہ سے قرآن کریم ایک جگہ کتاب کی صورت میں جمع کیا گیا۔ (بخاری، باب جمع القرآن)

☆ اسی طرح آپ کے دور خلافت کے شروع تک لوگ الگ الگ تراویح پڑھتے تھے۔ آپ نے انہیں ایک امام کی اقتداء میں جماعت کی صورت میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ تراویح میں قرآن کریم سنانے کی لگن میں مسلمان چھوٹے بڑے قرآن مجید حفظ کرتے ہیں اور حفاظ کرام اسے اہتمام سے یاد رکھتے ہیں۔

☆ گویا آج قرآن کریم کا کتابی صورت میں محفوظ ہونا، حفاظ کرام کی کثرت اور قرآن کریم کا صحیح یاد رکھنا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کی فراست کے صدقے میں ہے جنہوں نے قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی اہمیت اجاگر کی، اور تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا۔

فضائل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ احادیث میں

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک تم سے پہلی امتوں میں محدث (صاحب الہام) ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی محدث ہے تو عمر ہے۔

(بخاری: کتاب المناقب، مسلم: باب فضائل عمر)

انہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام فرمایا جاتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ تھے۔ اگر ان میں سے میری امت بھی کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔ (بخاری: کتاب المناقب)

۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں گفتگو کر رہی تھیں اور اونچی آواز سے کچھ مطالبہ کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو وہ پردے کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے، عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ مسکراتا رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس تھیں اور جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے چھپ گئیں۔ آپ نے کہا، اے اپنی جان کی دشمنوں! تم مجھ سے ڈرتی ہو مگر اللہ کے رسول سے نہیں ڈرتی؟ انہوں نے کہا، ہاں کیوں کہ آپ سخت مزاج اور سخت گیر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوب اے ابن خطاب! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، شیطان جب بھی تم سے کسی راستے میں ملتا ہے تو اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا، یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا، عمر بن خطاب کا، میں نے ارادہ کیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں لیکن تمہاری غیرت یاد آگئی، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں سویا ہوا تھا کہ مجھ پر لوگ پیش کئے گئے جنہوں نے قمیصیں پہنی ہوئیں تھیں۔ کسی کی قمیص سینے تک اور کسی کی اس سے بھی کم تھی۔ پھر مجھ پر عمر بن خطاب پیش کئے گئے تو ان پر بھی قمیص تھی اور وہ اسے گھسیٹ رہے تھے۔ لوگ عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس قمیص سے کیا تعبیر لی ہے؟ فرمایا، دین۔

(بخاری، مسلم)

۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے پیا، یہاں تک کہ سیرابی کو اپنے ناخنوں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگ عرض گذار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس (دودھ) سے کیا مراد لیتے ہیں؟ فرمایا، علم۔ (بخاری، مسلم)

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرما دیا ہے۔ (ترمذی)

۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھ دیا ہے کہ وہ ہمیشہ حق بولتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم)

۸۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم اس بات میں شک نہیں کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ بولتا ہے یعنی ان کے ارشاد پر سب کو دلی سکون ملتا ہے۔ اسے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔ (مشکوۃ)

۹۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے عزت دے۔ صبح ہوئی تو اگلے روز حضرت عمر رضی اللہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور مسجد میں اعلانیہ نماز پڑھی۔ (احمد، ترمذی)

۱۰۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعے غلبہ عطا فرما۔ (مستدرک للحاکم)

اس حدیث میں مذکور دعاء میں کسی دوسرے شخص کا نام شامل نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے سنن میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اسی حدیث کو طبرانی نے اوسط میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۸۳)

۱۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! آسمان والے حضرت عمر کے ایمان لانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ، حاکم)

۱۲۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے اس وقت سے ہم مسلسل کامیاب ہوتے آرہے ہیں۔ (بخاری)

۱۳۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا، اے رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ تو یوں کہتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔ (ترمذی)

۱۴۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا، رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا نیک اور سخی نہیں دیکھا گویا یہ خوبیاں تو آپ کی ذات پر ختم ہوگئی تھیں۔ (بخاری)

۱۵۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی، حاکم)

۱۶۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ کے لئے نکلے۔ جب واپس تشریف لائے تو ایک کالی لونڈی حاضر بارگاہ ہو کر عرض گذار ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت واپس لوٹائے تو میں آپ کی خدمت میں دف بجاؤں گی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اگر تم نے نذر مانی تو بجالو، اور نہیں مانی تھی تو نہ بجاؤ۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بجاتی رہی، پھر حضرت علی رضی اللہ آئے اور وہ بجاتی رہی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بجاتی رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف اپنے نیچے رکھی اور اس پر بیٹھ گئی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا تھا لیکن یہ بجاتی رہی۔ ابوبکر آئے اور یہ بجاتی رہی، علی آئے اور یہ

بجاتی رہی، پھر عثمان آئے اور یہ بجاتی رہی۔ جب اے عمر! تم اندر داخل ہوئے تو اس نے دف نیچے رکھ لی۔ (ترمذی)

۱۷۔ حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تین باتوں میں میرے رب نے میری موافقت فرمائی۔

۱) میں عرض گذار ہوا، یا رسول اللہ ﷺ! کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں، تو حکم نازل ہوا" اور ٹھہرالو مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ"۔ (۱۲۵:۲)

۲) میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! ہماری عورتوں کے پاس بھلے اور بُرے آتے ہیں، کاش! آپ انہیں پردے کا حکم فرمائیں۔ اس پر پردے کی آیت نازل ہوگئی۔

۳) نیز جب نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات غیرت کھا کر جمع ہوگئیں تو میں عرض گذار ہوا "اگر آپ انہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ان سے بہتر بدلے میں عطا فرمائے"۔ پس اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔ (بخاری، مسلم)

۱۸۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوسرے لوگوں پر چار باتوں سے فضیلت دی گئی ہے۔

۱) بدر کے قیدیوں کے بارے میں جب آپ نے ان کو قتل کرنے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے (آپ کی تائید میں) فرمایا، "اگر اللہ پہلے فیصلہ نہ کر چکا ہوتا جو تم نے کیا تو تم کو بڑا عذاب پہنچتا"۔ (۶۸:۸)

۲) اور پردے کے معاملے میں جب آپ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے پردے کے لئے کہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا، اے ابن خطاب! آپ ہم پر بھی حکم چلاتے ہیں حالانکہ وحی ہمارے گھر میں نازل ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا، "اور جب تمہیں کوئی چیز ان سے مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو"۔ (۵۳:۳۳)

۳) اور حضور ﷺ کی دعا کے باعث کہ "اے اللہ! عمر کے ذریعے اسلام کی مدد فرما"۔

۴) اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کے فیصلے کے باعث کہ سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی۔ (احمد، مشکوٰۃ)

۱۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلے میں اور تمام اہل دنیا کا علم ترازو کے دوسرے پلے میں رکھ کر تولا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پلہ ہی بھاری رہیگا کیونکہ علم کے دس حصوں میں نو حصے علم آپ کو دیا گیا ہے۔ (طبرانی، حاکم، تاریخ الخلفاء:۱۹۵)

۲۰۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت سے وہ آدمی جنت میں بڑے بلند درجے والا ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم، ہم اس آدمی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی مراد لیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے راستے پر چلے گئے یعنی وصال فرما گئے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

۲۱۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا اور انہوں نے تکلیف محسوس کی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تسلی دیتے ہوئے کہا، اے امیر المؤمنین! کیا آپ پریشان ہیں حالانکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور اچھا ساتھ نبھایا۔ پھر جب وہ جدا ہوئے تو آپ سے راضی تھے پھر آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور اچھا ساتھ نبھایا۔ پھر جب وہ جدا ہوئے تو آپ سے راضی تھے۔

پھر آپ کی صحابۂ کرام سے صحبت رہی اور اچھی صحبت رہی۔ اگر آپ ان سے جدا بھی ہو جائیں تو وہ آپ سے راضی ہیں۔ فرمایا، تم نے رسول کریم ﷺ کی صحبت اور رضامندی کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر یہ فرمایا۔ تم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت کا اور رضامندی کا ذکر کیا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جو اس نے مجھ پر فرمایا۔ اور جو تم میری پریشانی دیکھ رہے ہو یہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا بھی ہوتا تو میں اللہ کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے اس کا فدیہ ادا کر دیتا۔ (بخاری: باب مناقب عمر بن خطاب)

۲۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمر پر خصوصاً فخر کیا ہے۔ جتنے انبیائے کرام مبعوث ہوئے ہیں، ہر ایک کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت کا کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! محدث کون ہوتا ہے؟ فرمایا، جس کی زبان سے ملائکہ گفتگو کریں۔ اس حدیث کی اسناد درست ہیں۔ (طبرانی فی الاوسط، تاریخ الخلفاء: ۱۹۴)

۲۳۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے بعد حق عمر کے ساتھ رہیگا خواہ وہ کہیں ہو۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۹۳، طبرانی)

۲۴۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرض الوصال میں دریافت کیا گیا، اگر آپ سے اللہ تعالیٰ یہ دریافت فرمائے کہ تم نے عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں خلیفہ منتخب کیا تو آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟ فرمایا، میں عرض کروں گا کہ میں نے ان لوگوں پر ان میں سے سب سے بہتر شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۹۵، طبقات ابن سعد)

۲۵۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، عمر اہل جنت کا چراغ ہے۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۹۳، البزار، ابن عساکر)

۲۶۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ غیب جاننے والے آقا ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا، یہی وہ ہستی ہے جس کے باعث فتنہ وفساد کے دروازے بند ہیں اور یہ جب تک زندہ رہیگا اس وقت تک تم میں کوئی پھوٹ اور فتنہ وفساد نہیں ڈال سکے گا۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۹۳)

۲۷۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے، مجھ سے جبریل نے کہا ہے کہ اسلام عمر کی موت پر رویگا یعنی ان کی وفات سے اسلام کو بہت نقصان پہنچے گا۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۹۴، طبرانی)

۲۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی شخص سے واقف نہیں جس نے جرأت کے ساتھ راہ خدا میں ملامت سنی ہو۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۹۵)

۲۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھ سے (از راہ کرم وعنایت) یہ فرمایا ''اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا''۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

وہ دیکھو مسلماں ہونے کو خطاب کے بیٹے آتے ہیں
مقبول ہوئی حضرت کی دعا سبحان اللہ سبحان اللہ

☆☆☆

محرم میں کیا جائز اور کیا ناجائز؟

☆☆ از: مولانا تطہیر احمد رضوی بریلی شریف ☆☆

حضور کے اہل بیت میں ایک بڑی ہستی امام عالی مقام سیدنا ''حسین'' بھی ہیں ان کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ وہ حضور کے صحابی بھی ہیں اور اہل بیت سے بھی ہیں یعنی آپ کی پیاری بیٹی کے پیارے بیٹے، آپ کے پیارے اور چہیتے نواسے ہیں۔ رات رات بھر جاگ کر اللہ کی عبادت کرنے والے اور قرآن عظیم کی تلاوت کرنے والے متقی، عبادت گذار، پرہیزگار، بزرگ، اللہ کے بہت بڑے ولی ہیں ساتھ ہی ساتھ مذہب اسلام کے لئے راہ خدا میں گلا کٹوانے والے شہید بھی ہیں۔

محرم کے مہینے کی دس (۱۰) تاریخ کو جمعہ کے دن ۶۱ھ میں یعنی حضور کے وصال کے تقریباً پچاس سال کے بعد آپ کو اور آپ کے ساتھیوں اور بہت سے گھر والوں کو ظالموں نے ظلم کر کے کربلا نام کے ایک میدان میں تین دن پیاسا رکھ کر شہید کر دیا۔

اسلامی تاریخ کا یہ ایک بڑا سانحہ اور دل ہلا دینے والا حادثہ ہے۔ اور دس محرم جو کہ پہلے ہی سے ایک تاریخی اور یادگار دن تھا اس حادثے نے اس کو اور بھی زندہ و جاوید کر دیا اور اس دن کو حضرت امام حسین کے نام جانا جانے لگا اور گویا کہ یہ حسینی دن ہو گیا اور بے شک ایسا ہونا ہی چاہئے۔ لیکن مذہب اسلام ایک سیدھا سچا سنجیدگی اور شرافت والا مذہب ہے اور اس کی حدیں مقرر ہیں لہٰذا اس میں جو بھی ہو سب مذہب اور شریعت کے دائرے میں رہکر ہو تبھی وہ اسلامی بزرگوں کی یادگار کہلائیگی اور جب ہمارا کوئی بھی طریقہ کار مذہب کی لگائی ہوئی چہار دیواری سے باہر نکل گیا تو وہ غیر اسلامی اور ہماری بزرگ شخصیتوں کے لئے باعث بدنامی ہو گیا۔ ہم جیسا کریں گے ہمیں دیکھ کر دوسرے مذہبوں کے لوگ یہی سمجھیں گے کہ ان کے بزرگ بھی ایسا کرتے ہوں گے کیونکہ قوم اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کا تعارف ہوتی ہے۔ ہم اگر نمازیں پڑھیں گے، قرآن کی تلاوت کریں گے، جوشراب گانے بجانے اور تماشوں سے بچ کر ایماندار، شریف اور بھلے آدمی بن کر رہیں گے تو دیکھنے والے کہیں گے کہ جب یہ اتنے اچھے ہیں تو ان کے بزرگ کتنے اچھے ہوں گے اور جب ہم اسلام کے ذمہ دار، ٹھیکے دار بن کر اسلام اور اسلامی بزرگوں کے نام پر غیر انسانی حرکتیں کریں گے تو یقیناً جنہوں نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے ان کی نظر میں ہمارے مذہب کا غلط تعارف ہوگا اور پھر کوئی کیوں مسلمان بنے گا؟

حسینی دن یعنی دس محرم کے ساتھ بھی کچھ لوگوں نے یہی سب کیا اور امام حسین کے کردار کو بھول گئے اور اس دل کو کھیل تماشوں، غیر شرعی رسوم، ناچ گانوں، میلوں ٹھیلوں اور تفریحوں کا دن بنا ڈالا۔ اور ایسا لگنے لگا کہ جیسے اسلام بھی معاذ اللہ دوسرے مذہبوں کی طرح کھیل تماشوں، تفریحوں اور رنگ رلیوں والا مذہب ہے۔

مسلمان کہلانے والوں میں ایک نام نہاد اسلامی فرقہ

جسے شیعہ اور رافضی کہا جاتا ہے ان کے یہاں نماز روزے وغیرہ واحکام شرع اور دین داری کی باتوں کو تو کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی بس محرم آنے پر رونا، پیٹنا، چیخنا، چلانا، کپڑے پھاڑنا، ماتم وسینہ کوبی کرنا ہی ان کا مذہب ہے گویا کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو انہیں کاموں کو کرنے اور سکھانے کو بھیجا تھا۔ اور انہیں سب بیکار باتوں کا نام اسلام ہے۔

مذہب اہل سنت والجماعت میں سے بھی بہت سے عوام کچھ رافضیوں کے اثرات اور کچھ ہندوستان کے پرانے غیر مسلموں جن کے یہاں دھرم کے نام پر جوئے کھیلے جاتے ہیں، شرابیں پی جاتی ہیں، جگہ جگہ میلے لگا کر مردوں، عورتوں کو جمع کر کے بے حیائی کی باتیں کرائی جاتی ہیں ان کی صحبتوں میں رہ کر ان کے پاس بیٹھنے، اٹھنے رہنے سہنے کے نتیجے میں کھیل تماشوں اور واہیات بھرے میلوں کو ہی اسلام سمجھنے لگے۔ اور بعض، کاغذ اور پنی کے مجسمے بنا کر ان پر چڑھاوے چڑھانے لگے۔

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک بڑی تعداد میں ہمارے سنی مسلمان عوام بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں غلط فہمیوں کے شکار ہو گئے اور مذہب کے نام پر ناجائز تفریح اور دل لگی کے کام کرنے لگے۔ اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ہم نے یہ مضمون مرتب کیا ہے، اس مختصر مضمون میں ہم یہ دکھائیں گے کہ آجکل محرم کے مہینے میں اسلام وسنیت کے نام پر جو کچھ ہوتا اس میں اسلامی نکتہ نظر سے سنی علماء کے فتووں کے مطابق جائز کیا ہے اور ناجائز کیا ہے، کس میں گناہ ہے اور کس میں ثواب؟

اس مضمون میں ہم بحث ومباحثے اور تفصیل کی طرف نہ جا کر صرف جائز اور ناجائز کاموں کا ایک جائزہ پیش کریں گے اور پڑھنے اور سننے والوں سے گذارش ہے کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام نہ لیں، موت اور آخرت کو پیش نظر رکھیں میرے عزیز اسلامی بھائیو! ہم سب کو یقیناً مرنا ہے اور خدائے تعالیٰ کو منہ دکھانا ہے وہاں ضد اور ہٹ دھرمی سے کام نہیں چلے گا۔ بھائیو! آنکھیں کھولو اور مرنے سے پہلے ہوش میں آجاؤ اور پڑھو، سمجھو اور مانو۔

محرم میں کیا جائز ہے؟

ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ حضرت امام حسین ہوں یا دوسری عظیم اسلامی شخصیتیں ان سے اصلی سچی حقیقی محبت و عقیدت تو یہ ہے کہ ان کے راستے پر چلا جائے اور ان کا راستہ ''اسلام'' ہے۔ پانچوں وقت کی نماز کی پابندی کی جائے، رمضان کے روزے رکھے جائیں، مال کی زکوٰۃ نکالی جائے، بس کی بات ہو تو ایک مرتبہ حج بھی کیا جائے، جوئے، شراب، زنا، سود، جھوٹ، غیبت، فلمی گانوں، تماشوں اور پکچروں وغیرہ ناجائز وحرام کاموں سے بچا جائے، کسی کی حق تلفی نہ کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی محبت وعقیدت میں مندرجہ ذیل کام کئے جائیں تو کچھ حرج نہیں بلکہ باعث خیر وبرکت ہے۔

نیاز و فاتحہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو لوگ ان کے ساتھ شہید کئے گئے ان کو ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ و خیرات کیا جائے غریبوں، مسکینوں کو یا دوستوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں وغیرہ کو شربت یا کھچڑے یا ملیدے وغیرہ کوئی بھی جائز کھانے پینے کی چیز کھلائی یا پلائی جائے اور اس کے ساتھ آیت قرآنیہ کی تلاوت کر دی جائے تو اور بھی بہتر ہے اس سب کو عرف میں نیاز فاتحہ کہتے ہیں یہ سب

بلا شک جائز اور ثواب کا کام ہے اور بزرگوں سے اظہار عقیدت ومحبت کا اچھا طریقہ ہے لیکن اس بارے میں چند باتوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ نیاز فاتحہ کسی بھی حلال اور جائز کھانے پینے کی چیز پر ہوسکتی ہے اس کے لئے شربت، کھچڑے اور ملیدے کو ضروری خیال کرنا جہالت ہے، البتہ ان چیزوں پر فاتحہ دلانے میں بھی کوئی حرج نہیں، اگر کوئی ان مذکورہ چیزوں پر فاتحہ دلاتا ہے تو وہ کچھ برا نہیں کرتا ہاں! جو انہیں ضروری خیال کرتا ہے ان کے علاوہ کسی اور کھانے پینے کی چیز پر محرم میں فاتحہ صحیح نہیں مانتا وہ ضرور جاہل ہے۔

۲۔ نیاز و فاتحہ میں شیخی خوری نہیں ہونا چاہئے اور نہ کھانے پینے کی چیزوں میں ایک دوسرے سے مقابلہ بلکہ جو کچھ بھی ہو اور جتنا بھی ہو سب صرف اللہ والوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور اس کا قرب اور رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اور اللہ کے نیک بندوں سے محبت اس لئے کی جاتی ہے کہ ان سے محبت کرنے اور انکے نام پر کھانے کھلانے اور ان کی روحوں کو اچھے کاموں کا ثواب پہنچانے سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اللہ کو راضی کرنا ہی ہر مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد ہے۔

۳۔ نیاز فاتحہ بزرگوں کی ہو یا بڑے بوڑھوں کی اس کے طور طریقے جو مسلمانوں میں رائج ہیں، جائز اور اچھے کام ہیں، فرض اور واجب نہیں، اور اگر کوئی کرتا ہے تو اچھا کرتا ہے اور نہیں کرتا ہے تب بھی گنہ گار نہیں ہاں! کبھی بھی اور بالکل نہ کرنا محرومی ہے۔ نیاز و فاتحہ کو نہ کرنے والا گنہ گار نہیں ہاں اس سے روکنے اور منع کرنے والا ضرور گمراہ و بدمذہب ہے اور بزرگوں کے نام سے جلنے والا ہے۔

۴۔ نیاز و فاتحہ کے لئے بال بچوں کو تنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسا اور جتنا موقع ہو اتنا کریں اور کچھ بھی نہ ہوتو خالی قرآن اور کلمۂ طیبہ یا درود شریف وغیرہ ذکر خیر کر کے یا نفل نماز یا روزے رکھ کر ثواب پہنچادیا جائے تو یہ کافی ہے اور مکمل نیاز اور پوری فاتحہ ہے جس میں کوئی کمی یعنی شرعاً خامی نہیں ہے۔

خدائے تعالیٰ نے اسلاف کے ذریعے بندوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا۔ زکوٰۃ ہو یا صدقۂ فطر اور قربانی صرف انہیں پر فرض وواجب ہیں جو صاحب نصاب یعنی شرعاً مالدار ہوں۔ حج بھی اسی پر فرض کیا گیا جس کے بس کی بات ہو عقیقہ وولیمہ انہیں کے لئے سنت ہے جن کا موقع ہو جب کہ یہ کام فرض وواجب یا سنت ہے اور نیاز و فاتحہ عرس وغیرہ تو صرف بدعت حسنہ یعنی صرف اچھے اور مستحب ہیں، فرض و واجب نہیں ہیں یعنی شرعاً لازم و ضروری نہیں ہے۔ پھر نیاز و فاتحہ کے لئے قرضیں لینے، پریشان ہونے اور بال بچوں کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ حلال کمائی سے اپنے بال بچوں کی پرورش کرنا بذات خود ایک قسم کی بہترین نیاز اور عمدہ فاتحہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ عرس، نیاز و فاتحہ وغیرہ بزرگوں کی یادگاریں منانے کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، گمراہ ہیں اور جو لوگ صرف ان کاموں کو ہی اسلام سمجھتے ہیں یعنی سمجھے ہوئے ہیں اور شرعاً انہیں لازم وضروری خیال کرتے ہیں وہ بھی بڑی بھول میں ہیں۔

۵۔ نیاز و فاتحہ کی ہو یا کوئی اور کھانے پینے کی چیز اس کو لٹانا، بھیڑ میں پھینکنا کہ اس کی بے ادبی ہو، پیروں کے نیچے آئے یا نالی وغیرہ وگندگی جگہوں پر گرے ایک غلط طریقہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ محرم کے دنوں میں کچھ لوگ پوڑی گلگلے یا بسکٹ وغیرہ چھتوں سے پھینکتے اور

بناتے ہیں یہ نامناسب حرکتیں ہیں۔

ذکر شہادت

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرات اہل بیت کرام کا ذکر نظم میں یا نثر میں کرنا اور سننا یقیناً جائز ہے اور باعث خیر و برکت و نزول رحمت ہے لیکن اس سلسلے میں نیچے لکھی ہوئی چند باتوں کو دھیان میں رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ ذکر شہادت میں صحیح روایات اور سچے واقعات بیان کئے جائیں آجکل کچھ پیشہ ور مقرروں اور شاعروں نے عوام کو خوش کرنے اور تقریروں کو جمانے کے لئے عجیب عجیب قصے انوکھی نرالی حکایات اور گڑھی ہوئی کہانیاں اور کرامات بیان کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ عوام کو ایسی باتیں سننے میں مزہ آتا ہے اور آجکل کے اکثر مقرروں کو اللہ و رسول سے زیادہ عوام کو خوش کرنے کی فکر رہتی ہے اور بظاہر سچ سے جھوٹ میں مزہ زیادہ ہے اور جلسے زیادہ تر اب مزے داروں کے لئے ہی ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شہادت نامے نظم یا نثر جو آجکل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا اور سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ج ۲۴، ص ۵۱۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(ماخوذ: محرم میں کیا جائز کیا ناجائز، از: مولانا تطہیر صاحب)

☆☆☆

کتنے مہکے ہوئے ہیں مدینے کے پھول
کربلا تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

منقبت

ببارگاہ مرشد حضور تاج الشریعہ

دام ظلہ علینا

نتیجہ فکر: حافظ محمد انور علی، انورؔ پلاموی (جھارکھنڈ)

رضویت کے معدن انوار ہیں اختر رضا
قادری جلووں کے شہریار ہیں اختر رضا

دیکھ کر نورانی چہرہ ہر کوئی کہتا ہے یہ
فضل رب سے لائق دیدار ہیں اختر رضا

جلوۂ مفتی اعظم مظہر حامد رضا
اعلیٰ حضرت کے گل گلزار ہیں اختر رضا

سنیوں کے واسطے منجانب رب قدیر
مرحبا اک تحفۂ سرکار ہیں اختر رضا

تاجدار علم و حکمت مقتدائے سنیت
مسلک حق کے علمبردار ہیں اختر رضا

کیوں نہیں تاج الشریعہ با ادب انورؔ کہے
علم و فن کے اک حسیں مینار ہیں اختر رضا

عیسائی عقیدۂ تثلیث کی حقیقت

از: مولانا محمد رضا مرکزی، تخصص فی الفقہ، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

عیسائی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو "الٰہ" مانتے ہیں، ان کے دعویٰ کا بطلان حضرت مسیح علیہ السلام خود کر رہے ہیں آپ فرماتے ہیں۔ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ کون اللہ جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ رب کا معنی ہے آہستہ آہستہ کسی چیز کو اس کی استعداد کے مطابق نقص سے کمال کی طرف، کمزوری سے قوت کی طرف پہنچانے والا، تو جب وہ مجھے مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تو پھر میں خدا کیسے ہوں خدا تو وہ ہے جو ہر نقص اور کمی سے پہلے ہی پاک ومنزہ ہو وہ کسی کے پاک کرنے اور منزہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

قرآن کریم انہیں کے تعلق سے ارشاد فرماتا ہے "بے شک وہ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تیسرا ہے"۔

(سورۃ المائدۃ،۵،)

مسیحیت اللہ کا تصور یا انکا عقیدۂ تثلیث، تین خدا کی طرف راغب کرتا ہے۔ غور وفکر کرنا چاہیئے کہ عقیدۂ تثلیث کی حقیقت کیا ہے؟ عیسائیوں نے اسے کب اور کیوں اختیار کیا؟ جواب ملاحظہ ہو مسیحیت کے تصور سے بھی اور قرآنی تصور سے بھی۔

مسیحیت (christianity) کے موضوع پر جارج ولیم ناکس (G.W.KNOX) سڈنی ہربرٹ میلون (S.H.MELLONE) نے ملکر جو محققانہ مقالہ لکھا ہے اس میں وہ رقم طراز ہیں۔ "مسیح نے خود بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کی اصل کوئی مافوق الفطرت چیز ہے بلکہ وہ مطمئن تھے کہ انہیں مریم اور جوزف کے بیٹے کی حیثیت سے جانا پہچانا جائے" اس خیال کی تائید میں انہوں نے مرقس کی انجیل باب ششم کا حوالہ دیا ہے۔ "کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے؟ اور کیا اس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟ پس انہوں نے اس کے سبب ٹھوکر کھائی۔ یسوع نے ان سے کہا نبی اپنے وطن اور اپنے رشتہ داروں اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔ یوحنا کی یہ آیت بھی زیر نظر رہے۔ "پھر ان دو دنوں کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہو کر گلیل کو گیا کیوں کہ یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا" لوقا کی یہ آیت بھی توجہ طلب ہے "مگر مجھے آج اور کل اور پرسوں اپنی راہ پر چلنا ضرور ہے کیوں کے ممکن نہیں کہ نبی یروشلم سے باہر سے ہلاک ہو"۔

اناجیل کی ان آیات اور سابقہ تصریح سے یہ امر واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے آپ کو مریم کا بیٹا کہلوایا اور اپنے نبی ہونے کا بار بار اعلان کیا اور کبھی بھی اپنے آپ کو خدا کا بیٹا نہیں کہا۔ یہ ایک عیسائی محقق کا قول ہے۔

جب حقیقت یہ ہے تو پھر تثلیث تین خدا اور ابنیت کا نظریہ اس دین میں کیوں کر گھس آیا، اس کے متعلق بھی مذکورہ بالا محققوں کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے "باپ، بیٹا اور

روح القدس کی اصطلاحات کو یہودی ذرائع نے مہیا کیا یسوع نے شاذونادر ہی آخری اصطلاح استعمال کی ہو ۔سینٹ پال کے متعلق بھی واضح نہیں کہ اس نے اسے استعمال کیا چنانچہ تثلیث کا مواد یہودی ہے جسے یونانی فلسفہ کے اثر ورسوخ نے اس قالب میں ڈھالا ہے"

دین مسیحی کی تاریخ کا مطالعہ کرتے وقت جو چیز بڑی عجیب وغریب انوکھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے اس دین کی بنیادی عقائد وہ نہیں ہیں جو اس دین کے بانی حضرت مسیح علیہ السلام نے بتائے ہیں یا جو انجیلوں میں مذکور ہیں بلکہ اس کے بنیادی عقائد وہ ہیں جو پادریوں کی کونسلیں مختلف حالات میں مقرر کرتی رہی ہیں اور یہ کونسلیں اس امر کی مجاز ہیں کہ حضرت مسیح پر ایمان رکھنے والے اگر ان کے منظور کردہ عقائد سے انحراف کریں تو وہ انہیں مرتد قرار دیکر اس دین سے خارج کردیں ان کونسلوں کی داستان بڑی دلچسپ اور معلومات افزا ہیں مجھے آپ سے یہ عرض کرنا ہے کہ جب تثلیث کا کوئی سراغ ہمیں یسوع مسیح کے کلام میں نہیں ملتا اور انجیلوں کی آیات بھی مسیح کی ابنیت یعنی بیٹا ہونے کی بجائے ان کی نبوت ثابت کررہی ہیں تو پھر یہ مشرکانہ نظریہ کیسے اور کب نمودار ہوا۔اس کے متعلق بھی انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کے حوالے سے حقیقت حال پیش کرتا ہوں۔

فلسطین کے تخت نشین ہونے سے پہلے عیسائیوں پر طرح طرح کے مظالم کئے جاتے تھے اور حکومت روم کی نگاہوں میں بھی یہ معتوب تھے لیکن آہستہ آہستہ پھیلتا رہا اور تقویت پکڑتا رہا۔قسطنطین جب رومن ایمپائر کا فرمانروا بنا تو اس نے ۳۱۳ء میں میلان کے فرمان شاہی کے ذریعہ مذہبی آزادی کا اعلان کیا۔اپنی سیاسی اغراض کے وجہ سے عیسائیوں پر عنایات خسروانہ کی بارش کردی تاکہ ان کی کثیر آبادی کی ہمدردیاں اور وفاداریاں حاصل کر کے اپنی حکومت کو مستحکم کرلے اور ۳۳۷ء میں جب وہ بستر مرگ پر دم توڑ رہا تھا تو اس نے عیسائی مذہب قبول کیا یہ تو ان کے سیاسی حالات تھے لیکن اس سے پہلے تین صدیوں میں ان کے عقائد میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوچکی تھیں۔اور قسطنطین کی سرپرستی میں ان میں کیا قطع وبرید کی گئی۔اس کے متعلق تاریخ کلیسا (CHURCH HISTORY) کے عنوان پر چار مسیحی فضلاء نے جو لکھا ہے اس کا اقتباس پیش خدمت ہے:

"تیسری صدی کے ختم ہونے سے پہلے یسوع کو کلام الہی (LOGOS) کا مجسمہ تسلیم کرلیا گیا تھا۔لیکن اس کی الوہیت کا عام طور پر انکار کیا جاتا تھا۔اس اثنا میں ایریس (ARIUS) کے تنازعہ نے چوتھی صدی کے کلیسا کو جس اضطراب وحیرت میں مبتلا کردیا تھا اس نے لوگوں کی توجہ کو اس مسئلہ کی طرف مبذول کیا۔نیقیا (NICAEA) کی کونسل جو ۳۲۳ء میں منعقد ہوئی اس میں سرکاری طور پر یسوع کی الوہیت کو تسلیم کرلیا گیا جسے باضابطہ طور پر مرتب کرنے کے بعد (NICENE CREED) کا نام دیا گیا۔تنازعہ کچھ عرصہ جاری رہا لیکن آخرکار مشرق ومغرب کے عیسائیوں نے اسی عقیدہ کو صحیح مسیحی عقیدہ مان لیا۔بیٹے کی الوہت کیساتھ روح القدس کی الوہیت بھی تسلیم کرلی گئی۔

نیقیا کے عقیدہ کی فتح نے تثلیث کو عیسائی مذہب کے صحیح عقائد کا جزء لاینفک بنادیا۔بیٹے کی الوہیت کو مظہر یسوع قرار دے دینے سے ایک نئی پیچیدگی پیدا ہوگئی جو چوتھی صدی اور اس کے بعد عرصہ تک مابہ النزاع بنی رہی۔

وہ یہ کہ یسوع میں الوہیت اور انسانیت کا باہمی تعلق کیا ہے؟

کالیسڈن (CHALEDON) کی کونسل جو ۴۵۱ء میں منعقد ہوئی اس میں یہ قرار پایا کہ مسیح کی ذات میں الوہیت اور انسانیت دونوں یکساں طور پر مجتمع اور باہمی امتزاج کے باوجود دونوں کی خصوصیات جوں کی توں قائم ہیں۔ قسطنطنیہ کی تیسری کونسل جو ۶۸۰ء میں منعقد ہوئی اس میں اس پر مزید اضافہ کیا گیا کہ ان دو ماہیتوں کی الگ الگ مرضی اور مشیت ہے۔ مسیح دونوں مشیتوں کا مالک ہے۔ مغربی کلیسا نے نیقیا، کالیسڈن اور قسطنطنیہ کے فیصلوں کو قبول کرلیا۔ اور اس طرح تثلیث اور مسیح کے اندر دو مشیتوں (خدائی اور انسانی) کے وجود کے نظریات کو مشرق و مغرب کے کلیساؤں نے بحیثیت پختہ اور صحیح عقیدہ کے مان لیا۔"

اس طویل اقتباس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ تثلیث وابنیت کے عقائد خدا اور اس کے نبی کے بتائے ہوئے عقائد نہیں ہیں بلکہ سینکڑوں سال بعد انعقاد پذیر ہونے والی کونسلوں نے انہیں گھڑا اور عیسائیوں کے لئے ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا۔ قرآن کریم نے بار بار علماء اہل کتاب کے متعلق جو یہ اعلان فرمایا کہ وہ اپنی طرف سے باتیں گھڑتے ہیں اور پھر اسے خدا کی طرف اور اس کے پیغمبروں کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ اس کا کتنا واضح ثبوت ان کی اپنی تاریخ نے فراہم کردیا۔ لیکن یہ بحث تشنۂ تکمیل رہی گی اگر یہ نہ بتایا جائے کہ نیقیا کی کونسل میں مسیح کی الوہیت کا جو افتراء باندھا گیا اس کے محرکات کیا تھے؟ اور کیا اس نسل میں شرکت کرنے والے سارے بشپ اس عقیدہ کو دل و جان سے تسلیم کرتے تھے یا نہیں؟

یہ بات سمجھنے کیلئے اس کے پس منظر کا سمجھنا لازمی ہے۔ قسطنطین کی حمایت و سرپرستی میں عیسائیت کو امن وسکون نصیب ہوا تو ان میں نظریاتی خانہ جنگی شروع ہوگئی جس کے باعث ان کی وحدت پارہ ہوگئی اور ان کی سیاسی قوت زوال پذیر ہونے لگی اس طرح قسطنطین نے جس خیال سے ان کی حمایت شروع کی تھی وہ خواب پریشان ثابت ہونے لگا چنانچہ اس داخلہ انتشار کو دور کرنے کیلئے اس نے نیقیا میں تمام عیسائی علماء کی کونسل طلب کی۔ جس کے اجلاس ۲۰ مئی سے ۲۵ جولائی ۳۲۳ء کے جاری رہے۔ سب سے اہم مسئلہ جو زیر بحث آیا وہ یہ تھا کہ یسوع کو تعلق خدا سے کس نوعیت کا ہے؟

یہ بھی یاد رہے کہ اس کونسل کا داعی بھی قسطنطین تھا۔ اس کے جملہ مصارف بھی اس نے اپنی گرہ سے ادا کئے اور اس کے کئی اجلاسوں میں شرکت بھی کی اور ان کے فیصلوں کو اپنے شاہی اختیارات سے نافذ کیا اور جس سے ماننے سے انکار کیا اس کو سزائیں دیں۔

اس کونسل کے انعقاد کے محرکات اور پس منظر کو سمجھ لینے کے بعد مسیح کی الوہیت کے متعلق جو قرارداد پاس کی گئی اب اس کے متعلق مسیحی فاضلوں کی آراء سنئے۔

"یہ درست ہے کہ کثرت آراء سے نیقیا کی کونسل میں اسکندر یہ کے عقیدہ کو منظور کیا گیا لیکن یہ اتفاق قلبی یقین وایمان سے رو پذیر نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ شرکت کرنے والے پادریوں کی اکثریت غیر جانب دار تھی انہیں اس سے کوئی ذاتی دلچسپی نہ تھی۔ دوسری وجہ شاہی اختیارات اور ان کا دباؤ تھا۔ اس کے ثبوت کیلئے ہمارے پاس تاریخی شہادت موجود ہے وہ یہ کہ ایریس (ARIUS) کے خلاف یہ فیصلہ اگر پورے غور و فکر کے بعد کامل ایمان و یقین سے کیا گیا ہوتا تو یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہیں یہ کثرت آراء قطعا اس بات کی معیار نہیں کہ مسیح کی

الوہیت کو جو عقیدہ اس کونسل میں منظور ہوا اس میں کونسل کے ارکان کا قلبی یقین بھی کارفرما تھا''

فاضل مقالہ نگار مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ نیفا کی کونسل کے متعلق اپنی نگارشات کا اختتام کرتا ہے۔

''اس مصنوعی اور بناوٹی اتحاد سے جو عقیدہ گھڑا گیا تھا وہ امن برقرار رکھنے کی اہلیت نہیں رکھتا تھا بلکہ اس نے ایسے جھگڑوں کیلئے راہ ہموار کردی جن کے باعث مملکت کی بنیادیں لرز گئیں۔ نیفیا کے اس عقیدہ کے اعلان کے بعد لوگوں نے اس پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کردیا۔ اور یہ عقیدہ جو کلیسا نے فکر و تدبر کے بغیر اپنے اوپر مسلط کرلیا تھا اس کی تشریح وتوضیح کرتے وقت کلیسا کو ایسی مذہبی بحثوں میں الجھنا پڑا جن کا راستہ بڑا دشوار اور پرخار تھا۔''

ان مندرجہ بالا تاریخی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن مقدس کی اس آیت کریمہ کو غور سے پڑھو۔

"لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریمؕ وقال المسیح یٰبنی اسرائیل اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم انہ من یشرک باللّٰہ فقد حرم اللّٰہ علیہ الجنۃ وماویہ النارؕ وما للظٰلمین من انصارؕ لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد ''۔

بے شک کافر ہوگئے وہ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی تو ہے۔ حالانکہ کہا تھا خود مسیح نے اے بنی اسرائیل! عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ یقیناً جو بھی شریک بنائے گا اللہ کیساتھ تو حرام کردی ہے اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار اور بے شک کافر ہوگئے وہ جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ تیسرا ہے۔ تین (خداؤں) سے۔ اور نہیں ہے کوئی خدا مگر ایک اللہ۔

(بحوالہ: تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ کرم شاہ ازہری۔ پارہ ۶، رکوع ۱۳۔)

مندرجہ بالا آیت کو غور و فکر کر کے پڑھیں۔ آفتاب حقانیت کی تابانیاں آپکی چشم خرد کو روشن کردیں گی۔

خدارا بتایئے کیا اس دین کو دین الٰہی کہنا بجا ہے جس کے بنیادی عقائد چند آدمیوں نے سیاسی دباؤں اور سیاسی اغراض کی خاطر صدہا سال بعد خود وضع کئے ہوں اور ان میں پیغمبر کے ارشادات سے واضح انحراف کیا گیا ہو۔ مسیحیت کو اس کی اپنی تاریخ کے آئینہ میں آپ دیکھ لیا اس کے بعد کسی مزید تبصرہ کی گنجائش نہیں۔

آج بھی عیسائیت عالم اسلام میں عقیدہ تثلیث کی بنیاد مضبوط کرنے کیلئے نئے نئے حیلے تلاش رہی ہے لیکن ہمارا قرآن ہماری رہنما کر رہا ہے اور دنیائے عیسائیت، اسلام کے اس عظیم قانون کے سامنے جو کہ مصطفٰے ﷺ پر نازل کیا گیا ''قرآن مقدس'' کی شکل میں اس کے آگے بے بس ہیں لاچار ہیں، مجبور ہیں، کہ یہ کتاب، کتاب حقہ اور کتاب راہ زندگی، وہ کتاب سرخروئی دنیا وآخرت ہے۔

☆☆☆

(.........بقیہ ص ۳۴ کا)

برزخ کے حالات لوگوں کو معلوم ہو جاتے ہیں بقول اقبال ''یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے'' عمل حسنہ کے ذریعہ نوری ہونے پر عالم برزخ کے حالات ایسے روشن ہوجاتے ہیں جیسے دنیا کی مادّی چیزیں، شرط صرف یہی ہے کہ خود کو اللہ کے نور سے نورانی بنایا جائے تاکہ خوابات افسانہ ہوتے ہوئے بھی حقیقت بن جائیں۔

☆☆☆

کیا خواب افسانہ ہیں یا حقیقت بھی؟

از: الحاج سیّد یعقوب بدایونی، رٹائرڈ انگلش لکچرر، بجنور انٹر کالج، بجنور

دانشوران علم وادب مفکرین اہل نظر ماہرین فنون لطیفہ اور محققین نفسیات کا کہنا ہے کہ زندگی کا شہزادہ جب کاروان حیات کے پیچیدہ گونہ گوں مسائل سے نبرد آزما ہوکر حالت بیداری میں تھک جاتا ہے اور وہ ان مسائل کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو پاتا تو دفعتا غیر متوقع طور پر نیند کی شہزادی کے آغوش میں وہ اکثر خواب کی حالت میں ان خوابوں کی تعبیر پالیتا ہے اور وہ شرمندۂ تعبیر ہو جاتے ہیں لیکن اس کے برخلاف کچھ اہل خرد خواب کی حقیقت سے انکار کرتے ہیں اور وہ اسے دھوکہ اور قوت حافظہ کی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔

اس مسئلہ پر تحقیق کے بعد فرائی برگ یونیورسٹی کے پروفیسر ہوچ (Hoche) نے ایک سو پروفیسروں سے رائے لی تھی وہ لکھتے ہیں ''ایک پروفیسر کا بیان ہے کہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے جو مقالہ اس نے پیش کیا تھا اسے ریاضی کی دقتوں کا سامنا ہوا ایک روز رات کو وہ بہت مغموم ہوکر سونے کے لئے بستر پر گیا کیونکہ وہ اس دقت کو حل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا تھا اسے نیند نہ آئی، دوران خواب میں بھی وہ اس مسئلہ پر غور و خوض کرتا رہا۔ جب دوسرے روز صبح کو وہ بیدار ہوا تو اس نے اس مسئلہ کو حل کرلیا تھا''۔ اسی طرح دوسرا فاضل محقق لکھتا ہے ''وہ ایک قبطی تحریر کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا جس کا ایک لفظ خاص طور پر مشکل تھا جب وہ سونے گیا تو خواب میں بھی اس نے وہی تحریر پڑھنی شروع کی اور پھر اسی مشکل لفظ پر رکا دفعتا اس کے ذہن میں آیا ممکن ہے یہ لفظ لغت میں فلاں مقام پر مل جائے وہ جاگا، لغت کو دیکھا اور اسی وقت اس دقت کو رفع کی'' اسی طرح وہ مسائل جو آرٹ، سائنس، ریاضی یا مذہبی امور کے ہوتے ہیں جو بظاہر حالت بیداری میں حل نہیں ہوئے تھے نیم بیداری یا خواب میں حل ہو جاتے ہیں۔

عام طور سے ہر چیز کو سمجھنے کے لئے سوال کیا؟ کیوں؟ کس لئے؟ کیا جاتا ہے، پھر حسب استعداد چیزیں سمجھ میں آتی چلی جاتی ہیں۔ اس کو تصوف میں راہ سلوک کہتے ہیں۔ ہر ایک کا لازمی نتیجہ الگ الگ ہوتا ہے۔ جیسے سورج کی گرمی سے موم پگھل جاتا ہے لیکن اسی سورج کی گرمی سے کیچڑ سخت ہو جاتی ہے لیکن اسی سورج کی گرمی سے پانی صفت ہستیاں بخار بن کر اڑ جاتے ہیں اور خود کو پا جاتے ہیں۔ تبھی کہا تھا ''من عرف نفسه فقد عرف ربه'' جس نے خود کو سمجھ لیا اس نے رب کو پالیا۔ جس نے خود کو نہیں سمجھا اس نے خدا کو بھی نہیں سمجھا حاصل کلام یہ ہے کہ ہر شخص کی طبیعت یا خصلت جداگانہ ہونے سے ہر طبیعت کے آدمی کا خواب نوعیت اور جذبات کے لحاظ سے جداگانہ ہوتا ہے۔ جس طرح علم تصوف کے بارے میں کہا گیا'' جس علم سے جو عمل ظہور میں آئے، جس تصوف کا اثر جو سکون ہے وہی اسکی نیکی یا بدی کا پیمانہ ہے۔ کسی صوفی کا سلوک غیظ و غضب برپا کرنے والا جلالی ہے اور کسی کا سلوک امن و امان پیدا کرنے والا جمالی ہوتا ہے'' لیکن اس دنیا میں رہتے ہوئے ویدانتی گرو یا صوفی شیخ اپنے مرید میں ایسا تصوف اور ایسا سلوک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے یہی دنیا

مرید کے حق میں بہشت بریں ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ماحول کو فردوس بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے خواب کے معاملے میں کچھ حال ایسا ہی ہے ، ڈاکٹر اقبال نے اسی حالت کو یوں کہا ہے۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

خواب کے سلسلے میں جناب افسر جمشید کا یہ شعر بھی حقیقت سے قریب ہے۔

ہماری زندگی سے خواب کا گہرا تعلق ہے
نہ دیکھیں خواب کچھ دن تو بدن کی موت ہو جائے

جمشید صاحب کے بقول ''نہ دیکھیں خواب کچھ دن تو بدن کی موت ہو جائے'' حقیقت یہ ہے کہ دنیا خواب سے ہی چل رہی ہے ہر شخص دنیا میں جو خواب دیکھتا ہے جو تمنائیں سجاتا ہے ، اسی سے وہ پیکر عمل ہے ۔ خواب دیکھنا بند کر دئے جائیں، تمناؤں کے نگر بسانا چھوڑ دئے جائیں تو دنیا پاگلوں کی دنیا بن کر رہ جائیگی۔ دنیا میں ساری رنگینیاں خوابوں کی تعبیر پر مبنی ہیں، خوابوں اور تمناؤں کو سجا کر ہی انسان پیکر عمل ہے۔

عملاً انسان کے میدان میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ''ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے'' لیکن ہمارا کام یہ ہے کہ مثبت و اعلیٰ خواہشات پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو بہشت بنا دیں۔ یہ کام مشکل ہوتے ہوئے بھی مشکل نہیں۔ اس امر پیچیدہ کا کوئی سائنسداں جواب دے سکے یا نہ دے سکے اس کا جواب ایک فقیر قلندرانہ صفت صوفی ضرور دے سکتا ہے، جو کہتا ہے۔

ساری دنیا سے ہاتھ دھو کر دیکھو
جو کچھ رہا سہا ہے کھو کر دیکھو
کیا عرض کروں کہ اسمیں کیا لذت ہے
ایک مرتبہ تم کسی کے ہو کر دیکھو

کسی کے ہو کر دیکھو یعنی کسی کے ہو جاؤ وہ کون ہے؟ اسکے بارے میں اپنی کتاب ''سرّ المکنون'' میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ''جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے'' شیطان کون ہے؟ شیطان بقول اقبال خود کو نہ سمجھنے پر غیر کے آگے جھکنا ہے۔ خود کو پہچان کر خود میں گم ہونا عارف باللہ ہونا ہے۔ اس کے خواب ہی زندگی بن جاتے ہیں۔ خواب کی حقیقت کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا ہے کہ عارف ہونے پر اسکے خوابات حقیقت بن جاتے ہیں۔ عارف باللہ ان باتوں کو خواب میں دیکھتا ہے جو ابھی عالم شہود میں نہیں آئے ہیں۔ وہ ان خوابات کو مہینوں اور برسوں پہلے دیکھ لیتا ہے جو ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئی ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب تو نہیں لیکن کیسے ہوتا ہے کا جواب صرف یہی ہے کہ کسی واجب التعظیم ہستی کا ہو کر دیکھو یعنی وہ ہستی اللہ ہی کی ہے اس ہستی تک پہنچنے کے لئے کسی عارف باللہ کا ہاتھ پکڑ لو وہ ہاتھ حقیقت میں اللہ کا ہی ہاتھ ہے تمہارے خوابات حقیقت بن جائیں گے بقول حافظ علیہ الرحمہ۔

تلقین درس اہل نظر اشارتست
کردم اشارتے و مکرّر نمی کنم

جب تم ایسا کرو گے تو پھر نفس پر ایسی کیفیت طاری ہو جائیگی جس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں جس کے لئے اس کے خواب ہی بہشت بریں سے بڑھ کر ہوتے ہیں یعنی۔

خرم دل آں کہ ہمچو حافظ
جامے ز مئے الست گیرد

وہ اپنے کو ہر شخص و ہر شئی میں دیکھتا ہے۔ اسمیں اور دنیا میں

کوئی غیرت نہیں رہتی۔ دوسروں کی تمنائیں اور اغراض اپنی سمجھ کر ان کی دستگیری کے لئے تیار ہو جاتا ہے، پھر دنیا میں صلح وامن کی ایسی فضا تیار ہو جاتی ہے کہ دنیا چیخ اٹھتی ہے۔

اگر فردوس بروئے زمیں است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

المختصر ہر چیز اس دنیا میں بدل رہی ہے۔ کسی کو استقرار نہیں، کسی کو ثبات ودوام نہیں، زندگی کو بود ہے نہ نابود ہے۔ ہر آن اور ہر وقت جس طرح اپنی صفات وخیالات اپنے باہمی تعلقات اپنے حرکات وکوائف بدلتے رہتے ہیں اسی طرح خوابات کی دنیا بدلتی رہتی ہے۔ ہمارا جیسا تعلق اس دنیا سے ہوتا ہے ویسے ہی ہمارے خواب بن جاتے ہیں آیئے ہم اقبال کے ہمزباں ہو جائیں۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

زندگی کی اس تگ ودو مین یقین کو محکم کیا جائے۔ زندگی کی دوڑ میں عمل کو برابر جاری رکھا جائے لیکن زندگی کے اس عمل میں حیوانیت اور بربریت میں محبت کی چادر کو حکم ربی کے مطابق اس طرح پھیلایا جائے کہ اس کا تعلق صرف عناصر اربعہ یعنی مٹی، پانی، آگ، ہوا سے ہی نہ رہے بلکہ ان کے ساتھ تعلق حکم ربی کے ساتھ روح سے بھی رہے۔ خواب جو ہم دیکھتے ہیں اس کا تعلق ماڈے اور روح سے ہوتا ہے اسی لئے خواب وجود میں آتے ہیں۔

آخر آیئے ہم سوچیں کہ روح آخر کیا ہے؟ اور اس کا ہم سے کیا تعلق ہے۔ وجود روح کے بارے میں اہل سائنس صرف حواس خمسہ اپنے آلات اور اپنی ناقص سوچ کے ذریعے روح کو جاننے میں لگے ہوئے ہیں لیکن ان کی دوڑ صرف ماڈی دنیا یعنی مٹی، آگ، پانی، ہوا تک ہی محدود ہے لیکن انہوں نے حکم ربی پر غور نہیں کیا ہے وہ صرف ہوائی دنیا کے خول میں گھوم رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں اور اسی لئے روح کی ڈور ان کے ہاتھ نہیں آتی، اہل مذاہب کے مطابق انسان کا وجود صرف پانی، آگ، مٹی، ہوا تک محدود نہیں بلکہ حیوانی جان کے لئے روح کی بھی ضرورت تھی جس کی ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے جس کے بغیر یہ مادہ ذی روح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ روح نکلنے پر چاروں چیزیں ہوا میں ہی رہتی ہیں اور مرنے کے بعد روح اہلیت کے مطابق اپنی منزل پر پہنچتی ہے میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر روح اپنی استعدادی جہدی کے مطابق طبقات علیین یا سجیین میں چلی جاتی ہے جیسی روح ویسے فرشتے اس کو چلاتے پھراتے ہیں لیکن جو روحیں مادی نظام مٹی آگ پانی ہوا سے اٹھ کر نورانی ہو گئے انکے طبقات کا ٹھکانہ طبقات آسمانی جس میں ہوا کی دسترس کا نام ونشان بھی نہیں وہاں دسترس نور کی ہے اور ہوائی دسترس ختم ہو جاتی ہے اگر آپ نے سائنس پڑھی ہے تو آپ جانتے ہیں کہ ہر لطیف چیز اوپر کو اٹھتی ہے اور حسب استعداد اس کی پرواز ہوتی ہے ہم اس کائنات خلقت کے ناپیدا کنار بحر ذخار میں ایک قطرہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے یا پھر اس زمین پر انسان کی حیثیت اس چیونٹی وکیڑی سے زیادہ نہیں جو زمین پر رینگتی پھر رہی ہے اور محدود علم کے ساتھ ہم مشیئت ایزدی کا صحیح عرفان نہیں رکھتے تاریکی اور اندھیرے میں ٹٹول رہے ہیں اور باوصف فکر وادراک بحث واختلاف میں پھنسے ہوئے ہیں بحث سے دور ہو کر فطری ماڈی پر غور وخوض کریں، جو شروع سے آخر تک کسی قانون ونظم میں جڑی ہوئی ہے جس میں کہیں بھی بال برابر فرق نظر نہیں آتا اس طرح فطرت نظم سب سے بالاتر ہے۔

نظام شمسی میں ستارے ہوں یا کہکشاں وہ خود میں اپنی

ایک دنیا ہیں جس کی صرف سائنس نے ایک جھلک تو دیکھی ہے لیکن اس دنیا کی روشنی ابتک کروڑوں برس میں آپاتی ہے۔ ان تمام کائناتوں کا خلق کرنے والا عقل کے پر کاٹتے ہوئے آخری حدود پر بھی جاری وساری پایا جاتا ہے کوئی ایسی شیٔ نہیں جو اس کے علم وتوجہ سے الگ ہو سکے۔ الغرض یہ پورا وجود عالم مادی ہو یا روحانیت کا عالم شمسی سے یہ سارے عالم بذریعہ سائنس اس کی طرف ہی لئے جارہے ہیں جسے ہم خدا یا پرمیشور کہہ رہے ہیں۔ مرنے کے بعد بھی ہماری روحیں انہیں طبقات میں منقسم ہو جائیگی جنہیں علیین اور سجیین کہتے ہیں۔ ان طبقات میں روح پرندہ کی طرح اڑتی ہے جس کا ثبوت قرآن کی سورۂ آل عمران میں ہے جس کا یہ مطلب ہے فرشتے نے کہا ''تمہارے رب کی طرف سے میں تمہارے لئے مٹی سے پرندکی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے'' ''فیکون طیراً باذن اللہ'' کے الفاظ یہ بتاتے ہیں روح اڑتی ہے اسی بات کو نظر میں رکھتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے شعر کہا ہے۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

میں نے جیسا عرض کیا کہ روحیں مختلف طبقات میں اڑ کر پہنچتی ہیں اور وہ طبقات ناسوتی طبقات ملکوتی اور طبقات لاہوتی ہیں۔ روح کو اپنی منزلیں طے کرنے کے لئے ان مقامات سے گذرنا پڑتا ہے اس پرندہ کی اڑان میں کلیدی کام رزق کا ہے اگر رزق حلال ہے تب ہی روح مقام لاہوت پر پہنچ سکتی ہے ورنہ طبقات ناسوتی میں ہی اڑتی رہے گی۔ یہ اڑان کی تیزی اس پرند میں رزق حلال سے آتی ہے، اسلئے اقبال مومن بندہ کی روح کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ رزق حرام سے بہتر مرنا ہے۔ مقام لاہوت پر پہنچنے کے لئے اپنے مولیٰ والہ کو راضی کرنے کے لئے رزق حلال لابدی اور ضروری ہے ہمارے خوابات حلال روزی کھائے بغیر مقامات ملکوتی سے مقام لاہوتی تک نہیں پہنچ سکتے جو بندہ کو یہ صفت حاصل ہو جائے تو وہ بندہ نیاز مندی سے ناز کی منزل میں پہنچ جاتا ہے اور وہ بندہ اللہ کا ولی ہو جاتا ہے اور احادیث شریفہ کے مطابق اسکے خواب ثبوت کے چالیسویں حصے تک پہنچ جاتے ہیں۔ بہرحال اس نیاز و ناز کی منزل میں یہ طبقات علیین ہوں یا سجیین ان کا تعلق عالم برزخ سے ہے اور عالم برزخ کا تعلق خواب سے بھی ہے۔ اکثر صحابہ نے اپنے عہد کے لوگوں سے کچھ کہا ہے اور وہ اسی طرح پورے ہوئے جیسا کہ انہوں نے کہا تھا، جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ ''کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اپنے بھائی کی قبر سے گذرتا ہو جس کو وہ سلام کرے تو اسکی روح کو لوٹا نہ دیتا ہو اور وہ سلام کا جواب دیتا ہے''۔

اسی طرح معرکۂ بدر میں مردہ مشرکین سے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بہت ہی مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ جس میں نام بہ نام آپ نے سوال کیا تھا ''تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اس کو ٹھیک ٹھیک پالیا۔ مجھ سے میرے رب نے جو وعدہ کیا تھا میں نے پالیا'' سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیرت پر کہ آپ مردوں سے باتیں کررہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ تم سے زیادہ سننے والے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے'' قبر پر مردہ کو لوگوں کی آمد کا پتہ چل جاتا ہے وہ اس کی آمد پر خوش بھی ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ''جو شخص اپنے مردہ بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اسکے پاس بیٹھتا ہے تو مردہ اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس

کے سلام کا جواب دیتا ہے حتیٰ کہ وہ زندہ وہاں سے رخصت ہوجاتا ہے''۔

عاصم جحدری کے انتقال کے دو سال بعد ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے عاصم جحدری کو خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ آپ مر چکے ہیں اور آپ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ جنت کے ایک باغ میں ہوں ہم سب جمعہ کی شب میں بکر ابن عبد اللہ کے پاس جمع ہوتے ہیں اور تم لوگوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اس شخص نے خواب میں سوال کیا آپ لوگوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں یا جسم بھی؟ تو جواب دیا کہ یہ اجتماع ارواح کا ہوتا ہے اور جمعہ کے دن اس لئے مخصوص ہے کہ اس دن کی اور دنوں پر فضیلت ہے اسی طرح کا ایک واقعہ اور ہے کہ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شام سے بصرہ آرہا تھا رات ہوگئی تو ایک جنگل میں ڈیرا ڈال دیا۔ رات کو اٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تھوڑی دیر کے بعد صاحب قبر شکایت کر رہے تھے کہ ''تم نے مجھ کو ساری رات تکلیف پہنچائی ہے تم لوگ عمل کرتے ہو لیکن اس کے ثواب سے ناواقف رہتے ہو ہم لوگ عمل کے ثواب سے تو واقف ہوتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ جو دو رکعتیں تم نے پڑھیں میری نظر میں دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو اچھا بدلہ دے ان کو میری طرف سے سلام پہنچا دینا وہ جب ایصال ثواب کرتے ہیں تو ایک نور ہماری قبروں میں داخل ہوجاتا ہے''۔

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی روحوں کا تعلق زندوں سے رہتا ہے اور بذریعۂ خوابات عالم

(بقیہ ص ۲۹ پر............)

عاشق غوث الوریٰ

از:- مولانا فیصل رضا صالح
تخصص فی الفقہ، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

آنکھیں بھی پر نور ہوں دل بھی ہمارا شاد ہو
خواب کا محور ہمارا جو شہ بغداد ہو

مدتوں سے دام عصیاں میں پھنسے ہیں ہم حضور
اک نظر ہم عاصیوں پر بھی شہ بغداد ہو

چور کو ابدال کر دے اک نگاہ فیض سے
جس طرف بھی دیکھ لے ویرانگی آباد ہو

ہے تمنا آرزو حسرت یہی ہے مدعا
دشمنان شاہ جیلاں کا چمن برباد ہو

عاشق غوث الوریٰ کا پا نہیں سکتا مقام
قیس ہو شیریں یا رانجھا چاہے وہ فرہاد ہو

مشکلیں رخ موڑ لیں ٹل جائے سر سے ہر بلا
گر دیار غوث میں بیکس تری فریاد ہو

فاطمہ زہرا کے گلشن کے مہکتے پھول تم
کچھ ملے خوشبو مرے من کی گلی فرحاد ہو

اللہ اللہ شان غوث پاک کہ مردے جئیں
قم باذنی جب زبان پاک سے ارشاد ہو

جب سناؤں منقبت مدحت میں غوث پاک کی
تو پئے فیصل رضاؔ سب کی مبارکباد ہو

طبیب دین حق ابن مجدد اعظم

از: مولانا برہان الہدیٰ قادری، سجادہ نشین خانقاہ رضویہ جمشید پور

بسمہ تعالیٰ

دنیائے اہل سنت میں ان گنت ایسی ہستیاں معرض وجود میں آئیں جن کا زمانے بھر میں شہرہ ہوا، اپنے، بیگانے سبھوں نے سراہا، ہر جا ان کا چرچا رہا، اور آج تک ان کا چرچا ہو رہا ہے، انہیں شخصیات میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت، کنز کرامت، آبروئے اہل سنت، تاجدار اہل سنت، مجدد دین وملت سیدی شاہ آل رحمٰن ابو البرکات محی الدین جیلانی مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات با برکات ہے، جن کے حضور زمانہ جھکا جنہوں نے نہ جانے کتنوں کو راہ راست پر کر دیا، جن کی جھلک نے نہ جانے کتنوں کو سدھار دیا جن کے قدموں سے لپٹ کر نہ جانے کتنے ذرات ثریا سے بھی بلند وبالا ہو گئے اسی عظیم الشان کمالات وفضائل والی ہستی کی سوانح کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔

ولادت با سعادت:- ذی الحجہ کا مہینہ تھا سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ ماضیہ مؤید ملت طاہرہ، شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے پیر خانہ مارہرہ مطہرہ میں تھے کہ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۸ر جولائی ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء بروز دوشنبہ محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ کی پیدائش کے موقع پر آپ کے استاذ حضرت علامہ مولانا رحم الٰہی صاحب منگلوری علیہ الرحمہ نے یہ مصرع کہا جو کہ آپ کی تاریخ پیدائش کا سال بتاتا ہے۔

طبیب دین حق ابن مجدد اعظم (۱۳۱۰ھ)

اسم گرامی:- پیدائشی نام محمد حسب خواب آل رحمٰن، مرشد گرامی شیخ الکامل ابو الحسین احمد نوری میاں کے حکم سے ابوالبرکات محی الدین جیلانی عرف مصطفیٰ رضا خاں رکھا گیا۔ نوری آپ نے تخلص رکھا۔ اور نام سے زیادہ مشہور آپ کا لقب خاص ''مفتی اعظم ہند'' ہوا۔ ہر خاص وعام کی زبان پر آج بھی یہی رہتا ہے یوں تو علمائے عصر، دانشوران قوم وملت نے آپ کو بڑے بڑے القاب وآداب سے یاد کیا مفتی عالم، مفتی اعظم عالم، مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم ہم شبیہ غوث اعظم، تاجدار اہل سنت، پرتو اعلیٰ حضرت، ماحی بدعت، شیخ وقت وغیرہ وغیرہ۔

آپ نسبا پٹھان مسلکاً حنفی مشربا قادری برکاتی وطنا ہندوستانی ہیں، شیخ الکامل، غوث مارہرہ حضرت ابوالحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمہ نے آپ کو محض ۶ر ماہ ۳ر یوم کی عمر میں ۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو بریلی شریف میں داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی۔ آپ کو والد ماجد سرکار امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے بھی جملہ علمی اسناد اور اجازت وخلافت حاصل تھی۔

تعلیم وتربیت:- ۲۶ر ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ کو تسمیہ خوانی ہوئی، برادر اکبر جمال الاولیاء، حجۃ الاسلام حضرۃ العلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناظرہ قرآن کی تکمیل کرائی، مندرجہ ذیل حضرات آپ کے استاذ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، استاذ الاساتذہ

مولانا رحم الٰہی صاحب ، شیخ الحدیث مولانا ظہور الحسن صاحب ، مولانا بشیر احمد صاحب ، شیخ الکامل حضرت ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب، ۱۸ رسال کی عمر میں جملہ مروجہ علوم وفنون معقولات ومنقولات پر عبور حاصل کر کے منظر اسلام سے فراغت پائی ۔ چنانچہ آپ نے رضاعت سے متعلق ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں بعمر ۱۸ رسال تحریر فرمایا جس پر اعلیٰ حضرت نے صدائے تحسین بلند فرمائی۔

عقد مسنون واولاد:- ۱۹ رسال کی عمر میں ۱۹۱۰ء کو حضرت علامہ مفتی محمد رضا خاں علیہ الرحمہ برادر اصغر سرکار اعلیٰ حضرت کی اکلوتی صاحبزادی سے نکاح مسنون ہوا۔ دس شہزادیاں اور ایک صاحبزادہ اولاد ہیں، صاحبزادہ کا نام محمد انوار رضا خان ہے جو پانچ سال کی عمر میں وصال فرما گئے ، سٹی قبرستان میں امام العلماء حضرت مولانا رضا علی علیہ الرحمہ اور امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی علی خاں علیہ الرحمہ کے پائنتی مزار پاک ہے۔

زیارت حرمین شریفین:- آپ نے تین حج کئے، پہلا حج والد ماجد سرکار اعلیٰ حضرت کے ہمراہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں ، دوسرا حج ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۵ء میں ، تیسرا ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ ''پیرانی صاحبہ'' بھی ہمراہ تھیں، اور یہ ایک تاریخی حج اس لحاظ سے تھا کہ آپ نے بغیر فوٹو حج کیا جب کہ ہندوستانی قانون کے مطابق یہ ضروری تھا۔

خدمات:- دارالعلوم منظر اسلام میں فراغت کے بعد مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے بعدہ صرف فتویٰ نویسی میں ۷۲ رسال تک یہ خدمت انجام دی اس کے علاوہ خدمت خلق جو آپ نے فرمائی اس کی مثال نادر ہے۔ فروغ سنیت کے لئے آپ پوری زندگی سفر کی صعوبتوں سے دو چار رہے۔ تلامذہ ، خلفا، مریدین ، متوسلین کی اتنی لمبی فہرست ہے جسے احاطہ شمار میں کرنا بس سے باہر ہے۔ غرض آپ کی خدمات پر جتنا لکھا گیا، لکھا جائے باعتبار خدمات وہ کم رہیں گے۔

علم وفضل:- آپ مجمع البحرین تھے، علوم ظاہرہ وباطنہ کے بحر ذخار تھے جزئیات پر کافی عبور تھا، کوئی بھی آپ کے در سے بغیر تشنگی بجھائے واپس نہ ہوا۔ مندرجہ ذیل علمی شاہکار بھی آپ کی یادگار ہیں۔

۱ر وقعات السنان ۲ر ادخال السنان ۳ر طرق الہدیٰ والارشاد ۴ر الموت الاحمر ۵ر شرح الاستمداد علی اجیال الارتداد ۶ر الملفوظ ۷ر سامان بخشش (نعتیہ دیوان) ۸ر الطاری الداری ۹ر وہابیہ کی تقیہ بازی ۱۰ر مسائل سماع ۱۱ر الحجۃ الباہرہ ۱۲ر القول العجیب ۱۳ر طرد الشیطان ۱۴ر تنویر الحجہ ۱۵ر کشف ضلال ۱۶ر وقایۃ اہل السنہ ۱۷ر مقتل کذب و کید ۱۸ر سیف الجبار ۱۹ر نور الفرقان ۲۰ر القسورہ علی ادوار الحمرا لکفرہ ۲۱ر الرمع الدیان ۲۲ر مقتل اکذب اجہل ۲۳ر الکاوی فی العاوی ۲۴ر القثم القاصم ۲۵ر راشد الیاس علی عابد الخناس ۲۶ر حجۃ الباہرہ ۲۷ر داڑھی کا مسئلہ ۲۸ر شفاء العی فی جواب بمبئی ۲۹ر فتاوی مصطفویہ۔

وصال پر ملال: یہ تاجدار علم وفن بعمر ۹۲ رسال ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ نومبر ۱۹۸۱ء شب پنجشنبہ ایک بج کر چالیس منٹ پر مالک حقیقی سے جا ملے ۔ شیخ المشائخ ۱۸۲۹ء سے سال ولادت اور عظیم الشان ۱۴۰۲ھ سے سال رحلت نکلتی ہے۔

آستاں پر مفتی اعظم کے آکر دیکھ لیں
جو یہ کہتے ہیں ہمیں دار الشفاء ملتا نہیں

☆☆☆

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر

از: مولانا توصیف رضا مصباحی سنبھل

آج بتاریخ ۱۲: ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۸رنومبر ۲۰۱۱ء بروز بدھ، پیکر اخلاص وفاء خانوادۂ حامدیہ کے چشم و چراغ، نمونۂ اسلاف، حضرت مفتی محمد فاروق حامدی قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کا معمولی سی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ حضرت کا انتقال یقیناً اہل سنت والجماعت کا عظیم خسارہ ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ موصوف کی قدآور شخصیت بیک وقت گونا گوں صفات کی حامل تھی۔

پیش ہیں آپ کے مختصر حالات زندگی

پیدائش: ۲۴رجون ۱۹۳۷ء کو حضرت مفتی صاحب مخدوم الملت حضرت الشاہ حامد حسن قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ مجاز اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی (اشرفی میاں) کچھوچھوی کے کاشانۂ پرانوار میں بھرت پور (راجستھان) میں پیدا ہوئے۔ حضرت نہایت ہی حسین و جمیل تھے۔ مذہبی ماحول میں شعور کی آنکھیں کھولیں۔ بچپن ہی سے گھریلو تربیت کی بناء پر ذہن وفکر میں عشق رسالت مآب اور محبت بزرگان دین کا سودا سمایا گیا تھا۔

تعلیم و تربیت اور اساتذہ: اپنے پدر بزرگوار حضرت مخدوم الملت علیہ الرحمہ کی زیرنگرانی آپ نے تعلیمی مراحل طے کئے دیکھتے ہیں دیکھتے یہ بچہ قائدانہ صلاحیتوں سے مالا مال ہوگیا اور آسمان علم وفضل پر بدر منیر بن کر چمکا۔

علمی حلقوں میں آپ کے چرچے ہونے لگے اور کیوں نہ ہوتے آپ نے جن اساتذۂ کرام سے علمی استفادہ کیا تھا وہ تو خود اپنے وقت کے منارۂ نور تھے۔ ان میں سے چند اسماء گرامی یہ ہیں: مخدوم الملت حضرت مولانا حامد حسن علیہ الرحمہ، حضرت مولانا غلام جیلانی نوشاہی سنبھلی، حضرت مولانا سید مصطفیٰ علی سنبھلی، حضرت مولانا غلام یزدانی اعظمی، حضرت مولانا اختر حسن وارثی میرٹھی سنبھلی۔

تعمیری خدمات: مختلف مساجد ومدارس کی تعمیر کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔ بالخصوص مخدومیہ دارالعلوم سنبھل جس کا سنگ بنیاد ۱۹۹۳ء میں رکھا گیا یہ ادارہ آپ کی علمی یادگار ہے تین منزلہ حسین وجمیل عمارت شارع عام پر گذرنے والوں کو دعوت نظارہ پیش کرتی ہے۔ ہم تمام اہل سنت ان کے پسماندگان سے امید رکھتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب کے لگائے ہوئے اس علمی چمن کو اپنے خون اور پسینے سے سیراب کرتے رہیں گے اور اس ادارے کو رفعت و بلندی کے بام پر پہنچانے کو اپنا نصب العین قرار دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تصنیف: عرصۂ دراز تک قرطاس وقلم سے بھی رشتہ مضبوط رہا، آپ کے قلمی شاہکار اس طرح ہیں، عتاب آسمان بر فتنۂ قادیان، امتیاز حق و باطل، سیرت رسول عربی، مزارات اولیاء پر گنبد تعمیر، فیضان شریعت، مسائل فقہیہ اور اصلاح معاشرہ پر درجنوں کتابیں تصنیف فرما کر فی سبیل اللہ تقسیم کرائیں۔ حضرت کی تصانیف نے قارئین کے ذہن کو جلا، ایمان کو توانائی، خوش عقیدگی کو خوشبوئے محبت فراہم کی۔

خلافت: سرکار کلاں حضرت مختار اشرف اشرفی الجیلانی

خلافت: سرکارکلاں حضرت مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر طریقت حضرت محمود الحسن صاحب قادری بریلوی سے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ منوریہ کی خلافتیں حاصل تھیں۔

حج و زیارت: ۱۹۹۵ء میں عمرہ، ۲۰۰۸ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

دیگر ممالک کے اسفار: آپ نے ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک کا تبلیغی دورہ بھی فرمایا، چند ممالک کے نام یہ ہیں۔ سری لنکا، مالدیپ اور افریقہ، متحدہ عرب امارات۔

اولاد: تین لائق و فائق صاجزادے چھوڑے، مولانا قاری سلیمان اشرف حامدی اشرفی، قاری فیضان اشرف حامدی اشرفی، قاری برہان اشرف حامدی اشرفی، بفضلہٖ تعالیٰ تینوں صاجزادے مذہبی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور اعلیٰ صلاحیتوں سے لیس ہیں اور خدمت دین متین کا عقابی حوصلہ رکھتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ صحت وسلامتی کی دولت سے نوازے اور مزید خدمت مذہب وملت کا حوصلہ بخشے۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی فہرست کافی طویل ہے چند مخصوص تلامذہ کے اسماء یہ ہیں۔ خطیب دکن حضرت مولانا قاری مجیب علی صاحب حامدی رضوی حیدر آبادی حضرت مفتی عبدالقدیر حامدی رضوی خطیب وامام جامع مسجد وجے واڑہ آندھیرا، مولانا عثمان شریف صاحب قاضی شہر میسور، مولانا امیر بیگ صاحب میسور، مولانا نذیر احمد بوندی، مولانا سلطان احمد بوندی، مولانا محمد فاروق بوندی۔

رحلت: ۸ر نومبر ۲۰۱۱ء کی شب میں حضرت نے داعی اجل کو لبیک کہا، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجی ہوئی تھی جو زبان حال سے دیکھنے والوں کو یہ پیغام دے رہی تھی۔

کون کہتا ہے کہ مومن مرگیا
قید سے چھوٹا وہ اپنے گھر گیا

جنازہ مین ایک جم غفیر تھا، عقیدتمندوں کا ایک امنڈتا ہوا سیلاب نظر آرہا تھا ہر ایک عقیدتمند اپنی بھیگی پلکوں سے یہی کہہ رہا تھا۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

آپ کی نماز جنازہ آپ کے ولی عہد مولانا قاری سلیمان اشرف حامدی اشرفی نے پڑھائی ہزاروں عقیدتمندوں کے جھرمٹ میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

(......بقیہ ص ۲۴ر کا)

اور جب ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان آزاد ہوا اور ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء میں پورے طور پر قانون پارت ہوا تو اس وقت سب سے بڑی سیاست کھیلی گئی اور غیر مسلموں کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا گیا وہیں پر مسلمانوں کو فیچا منتری کا پد دے دیا گیا در حقیقت ہندوستان کے بٹوارے کا سبب اور کچھ نہیں بلکہ یہ سیاست ہی تھی جس کی وجہ سے پاکستان کا وجود ہوا اور دونوں ملکوں کے درمیان نہ جانے کتنی جنگیں ہوئیں اور آج کی تاریخ تک امن وسکون قائم نہ ہوسکا۔

☆☆☆

اسلام مخالف طاقتیں اور ان کی ریشہ دوانیاں

از: محمد مبارک حسین رضوی متعلم جامعۃ الرضا بریلی شریف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

اسلام آج کا کوئی اختراعی اور نیا مذہب نہیں ہے بلکہ زمانہ قدیم سے پوری دنیا میں متعارف چلا آرہا ہے اور اس کے ماننے والوں (مسلمانوں) کی ایک مسلسل تاریخ موجود ہے لیکن اس طویل مدت میں روز اول سے لے کر آج تک کسی دور میں کسی کے لئے بھی خطرہ ثابت ہوا؟ اس کی کوئی واضح قابل اعتماد اور صحیح تاریخی شہادت موجود نہیں پھر آج کی دنیا کے لئے وہ خطرہ کیسے اور کیوں؟

اس کے برعکس جب سے یہ دین وجود میں آیا اسی وقت سے اس کے مخالفین بھی پیدا ہو گئے اس عرصہ میں اس پاک دین نے ہزار ہا بلاؤں سے مقابلہ کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لہلہاتے ہوئے چمن پر نہ جانے کتنی ہی تیز آندھیاں آئیں اور اپنا اپنا زور دکھا کر چلی گئیں نہ جانے کتنے طوفان آئے اور اس آفتاب کو گرد آلود کرنا چاہا لیکن یہ آفتاب اسی طرح چمکتا و دمکتا رہا کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجاجی غبار کبھی مامونی طاقت نے اس کے سامنے آنے کی جرأت کی کبھی تاتاری قوتیں اس سے ٹکرائیں کبھی خارجی شورش نے اس کا مقابلہ کیا اور کبھی رفض کی طاقت نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سب کے سب اپنی کوشش میں ناکام رہے آج کے اس دور میں دشمنان اسلام نے مختلف کانفرنسوں اور مجلسوں میں کافی بحث و تمحیص کے بعد یہ طے کیا کہ موجودہ صورت حال میں اسلام کا مقابلہ انتہائی دشوار اور صبر آزما ہے کیوں کہ اسلام کی امن پسندی اور رواداری کا تأثر پوری دنیا میں اپنے اور بیگانے دوست اور دشمن سب پر اس قدر گہرا ہے کہ اس کے خلاف کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اخوت و محبت کا جو درس اسلام کے داعی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا ہے وہ کسی اور دین میں نہیں لہٰذا اس تأثر کو کسی طرح ختم کیا جائے آپ کو معلوم ہے کہ عہد جدید میں انقلاب کا دور ہے۔ سیاسی، معاشی، سماجی اور دینی سطح پر ہر جگہ ایک بڑی اور نمایاں تبدیلی دیکھنے کو مل رہی ہے اور اسی تبدیلی اور انقلابات نے نت نئے نئے مسائل کو جنم دے کر چیلنجوں کا انبار لگا دیا بین الاقوامی سطح پر یہودیت اور عیسائیت اور ملکی سطح پر ہندومت کی منصوبہ بند سازشیں میڈیا کی دنیا میں ہر ویب سائٹ پر اسلامی دہشت گردی کا تذکرہ بے بنیاد الزامات کا اسلام سے جوڑ کر طرح طرح کے پرچار کرنا اسلام سے دشمنی نہیں تو کیا ہے؟

اسلام کے خلاف مغربی استعمار کی سازشیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں یہ اسی دن سے جاری و ساری ہیں کہ جس دن صلیبی جنگوں میں اہل مغرب کو اہل اسلام سے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت لائحہ عمل اختیار کیا چنانچہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف مغربی حکومت کی یہ جنگ پہلے علم و ادب کے راستے جاری تھی اور اس وقت میڈیا کا استعمال بھی محض خبر رسانی کے لئے نہیں

بلکہ اسلام اور اہل اسلام کو بدنام کرنے اور مٹانے کے لئے کیا جارہا ہے اور امریکی اور اسرائیلی افکار و مقاصد کو وسیع پیمانے پر لوگوں کے دلوں میں رائج کرنے کے لئے کروڑوں اور اربوں ڈالر خرچ کر کے ایسی ایسی فلمیں تیار کی گئیں اور آج بھی کی جا رہی ہیں جس میں اسلام اور مسلمانوں کی کردار کشی کی گئی اور مسلم نوجوانوں کو اپنے دین سے برگشتہ کرنے کی شعوری کوششیں کی گئیں اور آج بھی یہ عمل اسی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر جاری ہے یہ اہل مغرب کی اسلام اور مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد ان کی ہمنوا بن رہی ہے لاکھوں ڈالر اور پاونڈ کے عوض مغرب کی اخلاق وحیا باختہ فلمیں مسلمانوں کے دین وایمان کو ختم کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہیں خاص کر آج کی فلموں میں ایسے ایسے کفری گانوں کا استعمال کیا جارہا ہے کہ جن کو سن کر ہی مسلمانوں کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا مسلمانوں کے نام پر ایسے ایسے کردار ادا کئے جارہے ہیں جو اسلامی عقائد کے بالکل برعکس ہیں۔

یہ بات آپ پر مخفی نہیں ہے آج پوری دنیا میں آتنک واد ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہے لیکن کیا اس کی وجہ اسلام اور اہل اسلام ہیں جیسا کہ کہیں بھی کوئی حادثہ یا بم بلاسٹ ہوتا ہے تو اسکا ذمہ دار صرف اور صرف مسلمانوں کو ٹھہرایا جاتا ہے لیکن حقیقت کچھ اور ہوتی ہے کہ جس پر پردہ ڈال کر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اسکا تعلق کسی اسلامی تنظیم مثلاً انڈین مجاہدین، مجاہد اسلام، لشکر طیبہ وغیرہ سے ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ کس کی تنظیم وتحریک ہے مگر اس کے آڑ میں نہ جانے کتنے بے گناہ مسلمانوں کو قانون کی رسی میں جکڑ کر سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا جاتا ہے اور اس بات کو میڈیا کے ذریعے اس طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کے اندر بے گناہوں کو قتل کرنے اور جہاد کے نام پر قتل و غارت کا درس دیا جاتا ہے یتیموں اور لاچاروں کو کمتر سمجھا جاتا ہے اور یہ بات تو عام ہو چکی ہے کہ مسلم مسائل پر کوئی بھی مضمون اخبار میں شائع ہو یا کوئی پروگرام ٹیلی وزن پر دکھایا جائے تو مسلمانوں کی وہ تصویریں پیش کی جاتی ہیں کہ جس میں گندے چائے خانے محلے کے نکڑ پر پان کی دکانیں اور ان کے کاندھوں پر چارخانوں کا رومال پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور جب ہوٹلوں کا مظاہرہ کیا جائے، تو وہاں پر بھی چند مفلوک الحال مسلم عورتیں بوسیدہ نقابوں میں ننگ دھڑنگ بچے اور کچھ کمزور لاچار مرد ہی نظر آئیں گے یہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟

آج اسلام کے مخالفین کی جانب سے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں کو پورے طور پر آزادی نہیں دیتا اور اس بہانے سے باضابطہ تنظیمیں چلائی جاتی ہیں اور افسوس تو اس وقت ہوتا ہے کہ ہماری کچھ مغرب زدہ اور مغرب نواز مسلمان بھی اس پروپیگنڈہ کے شکار بن جاتے ہیں لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کیا عورت کی آزادی سڑکوں اور چوراہوں پر برہنہ اور عریاں ہو کر آوارہ پھرنے میں ہے۔ جو لوگ اس کو آزادی بتاتے ہیں وہ دراصل عورت کے ہمدرد نہیں بلکہ لٹیرے ہیں جو عورت کے جسم سے لباس اتار کر سرے عام اسے برہنہ کرنا چاہتے ہیں۔

بلکہ عورتوں کو اصل آزادی تو اسلام نے عطا کی ہے کہ اسلام سے قبل عورت دنیا والوں کے لئے ایک گھریلو اشیاء کی طرح استعمال کی چیز سمجھی جاتی تھی معاشرے میں اس کا کوئی مقام نہیں تھا اس کے کوئی حقوق نہیں تھے کوئی عزت وقار نہیں۔ چوپایوں کی طرح خرید وفروخت ہوتی تھی جس کو

اپنی مرضی کا کوئی اختیار نہیں تھا رشتہ داروں کے میراث سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ روما کی تہذیب عورت کو لعنت سمجھ رہی تھی ہندوستان میں عورت مرد کی داسی اور غلام تھی یوروپ کے اہل علم اس بات میں الجھے ہوئے تھے کہ عورت انسان بھی ہے یا نہیں ہندوستان میں اس عورت کو پتی دیو کی پوجا کا حکم دیا جاتا تھا اور جب وہ مرجاتا تو اس زندہ عورت کو اس کے پتی کی چتا پر جلا دیا جاتا تھا۔ مغربی دنیا کا یہ عام خیال تھا کہ عورت روحانی ترقی میں مرد کے لئے سب سے بڑی روکاوٹ ہے۔

عرب کے اندر اس کی پیدائش کو ننگ و عار سمجھا جاتا تھا اور ظالم باپ اپنے ہی ہاتھوں اپنی بیٹی کو زندہ درگور کردیا کرتا تھا عورت کی زندگی کے اس بھیانک دور میں جب اسلام نے یہ اعلان کیا" ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف" یعنی عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اچھے سلوک کے ساتھ دنیا میں پہلی بار اس مظلومہ کے حقوق کی آواز بلند کرنے والا اگر کوئی ہے تو اسلام ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا کہ عورت اگر ماں ہے تو اس کے قدموں کے نیچے اولاد کی جنت ہے عورت اگر بیوی ہے تو وہ تمہارا لباس ہے اور تم اس کے لباس ہو آخر وہ کون ہے کہ جس نے عورت کو اس کے حقوق عطا فرما کر مردوں کے دوش بدوش اور شانہ بشانہ لاکر کھڑا کیا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ سال پہلے فرانس کے صدر (جیک شیراک) نے اپنے ایک بیان میں فرانس کے تمام اسکولوں میں حجاب (head scarves) پر مستقل پابندی عائد کرنے کی بات کہی آج کے دور میں پردے کی مخالفت ایک بار پھر بڑی شدت کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی ہے آج پوری دنیا میں پردے کو اسلامی تہذیب کے طور پر دیکھا جارہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مغربی دنیا میں ہر اس چیز سے نفرت ہے جس کا اسلام سے تعلق ہے ایک طرف تو اس بات کا اعلان کیا جاتا ہے کہ انسان کو فکری آزادی کا حق ملنا چاہئے تو میں ان لوگوں سے سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا انسان کا لباس اس کی فکری ترجیح کا ایک حصہ نہیں ہے اس کے پیچھے آخر کار کون سا فائدہ مقصود ہے کہ عورتوں اور اسلامی بچوں کو اسلامی بچوں کو اسلامی لباس پہننے سے روکا جارہا ہے اور انہیں اس پر مجبور کیا جارہے کہ تمہیں بے نقاب رہنا ہوگا اسکولوں دانش کدوں، پارلیمنٹ اور دیگر آفسوں میں پابندی عائد کی جارہی ہے کہ کسی باحیا خاتون کو باپردہ آنے کی اجازت نہیں۔ نقاب کی بحث اس وقت ایک تلخ رخ کرگئی جب آسٹریلیا کی پارلیمنٹ میں ایک خاتون جو کہ پارلیمنٹ کی ایک رکن تھیں انہوں نے اپنے بیان میں نقاب کے خلاف دلیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ نقاب سلامتی نقطۂ نظر سے بھی خطرناک ہے کیوں کہ اس میں (نقاب) دھماکہ خیز مادہ یا کوئی بم آسانی سے چھپایا جاسکتا ہے اس زہریلی گفتگو کے جواب میں اراکین پارلیمنٹ میں سے موجود ایک شخص نے کہا جہاں تک بم یا دھماکہ خیز مادوں کو چھپانے کا مسئلہ ہے وہ تو اپنی اسکرٹ میں بھی چھپا کر لا سکتی ہیں تو کیا اسکرٹ پر بھی پابندی لگادی جائے لیکن اس کا جواب کوئی نہ دے سکا اور میں یہ بات اپنی پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ آج کی تاریخ میں زنا کاری کی جو گرم بازاری اور عورتوں کی عصمت دری کی سب سے بڑی وجہ ہے وہ صرف اور صرف بے پردگی ہے۔

یہ تو عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کو برباد کرنے کی سازشیں ہیں لیکن اگر آپ ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ

کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ ہندوستان کو آزاد کرانے والوں کی فہرست میں کسی بھی مسلمان کا نام نظر نہیں آئے گا لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۱۸۵۷ء میں جو آزادی کی جنگ لڑی گئی اس میں علمائے اسلام کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور شبانہ روز ساعی کا ثمرہ ہے اگر دین کے یہ بہادر اور جیالے اپنے سروں پر کفن باندھ کر نہ نکلے ہوتے تو شاید آزادی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا اس روشن حقیقت پر غفلت ولا پرواہی کی دبیز چادر تو ڈالی جا سکتی ہے مگر اسے نسیاً منسیاً ہرگز نہیں کیا جا سکتا یہ بھی ایک امر مستحر ہے کہ جب کوئی مؤرخ تعصب کی عینک لگا کر تاریخ لکھتا ہے تو اس کی نگاہوں سے بہت سے تاریخی حقائق اوجھل ہو جاتے ہیں اور دیانت داری کے ساتھ لوح و قلم کی عظمت کا پاس نہیں رکھا جاتا جس کے سبب تاریخ لکھنے والوں نے جب کاغذ اور قلم سنبھالا تو تعصب کا ایسا عینک لگایا جس کے سبب ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں کی تعداد میں علمائے اہل سنت کے مجاہدین نگاہوں سے اوجھل کر دئے گئے یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے جنگ آزادی میں بڑھ کر حصہ لیا اور نہ صرف حصہ لیا بلکہ اپنے وطن کو آزاد کرانے میں اپنی جانیں تک نچھاور کر دیں اور جو باقی بچے ان کو سالہا سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے مصائب برداشت کرنے کے لئے ڈال دیا گیا۔

اس مختصر سے مقالہ میں سب کا نام شمار کرانا تو ایک امر دشوار ہے پھر بھی میں کچھ مجاہدین کا نام شمار کرا دیتا ہوں جن میں سرفہرست مولانا فضل حق خیرآبادی، مفتی صدر الدین آزردہ، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا فضل رسول بدایونی، مفتی عنایت اللہ کوپاموی، مفتی لطف اللہ علی گڑھی، مولانا سید کفایت علی کافی مرادآبادی، مولانا عبد الجلیل شہیر علی گڑھی، مولانا لیاقت علی الہ آبادی ہیں۔ (بقیہ ص ۳۸ پر......)



ترانۂ جامعۃ الرضا

فخر اہل سنن رونق انجمن جامعہ تیری عظمت سلامت رہے
تو ہی گلشن میرے اعلیٰ حضرت کا ہے یہ تیری زیب و زینت سلامت رہے
غوث اعظم کا فیضان اس پر ہوا دہر میں سنیت کا جو مرکز بنا
اے خدا اس کو آباد رکھنا سدا اس کی عملی جلالت سلامت رہے
عشق سرکار ہے اس کی بنیاد میں عظمت اولیاء اس کی اسناد میں
کہہ رہے ہیں سبھی دیکھ کر داد میں یہ رضا کی امانت سلامت رہے
اعلیٰ حضرت کے جلوؤں کا جلوہ ہے یہ خواب مفتی اعظم کا نقشہ ہے یہ
تاج شرعہ کی محنت کا بدلہ ہے یہ اس کی ہر اک فضیلت سلامت رہے
اس چمن کے سبھی گل شگفتاں رہیں دین و دنیا میں ہر جا قیادت کریں
اس کے طلبہ زمانے میں پھولیں پھلیں اس کی خوشبو و رنگت سلامت رہے
دیکھ کر دین کا یہ نمایاں قلعہ ہے اسکی لبوں پر سبھی کے دعا
ناظم اعلیٰ ہیں شاہ عسجد رضا ان کی عمدہ نظامت سلامت رہے
مادر علم ہے جاں سے پیارا ہے یہ اہل سنت کی آنکھوں کا تارا ہے یہ
چرخ رفعت کا روشن ستارا ہے یہ اے انسؔ اسکی شہرت سلامت رہے

از:- محمد منان رضا انسؔ
متعلم جامعۃ الرضا بریلی شریف

توجہ دیں

مضمون نگار حضرات ماہنامہ سنی دنیا کے لئے اپنے مضامین ہمارے ان ای میل ایڈریس پر میل کر سکتے ہیں۔

atiqhashmati@gmail.com
atiq_shujamalik@yahoo.com
munisuwais@yahoo.com

حضرت فاتح بلگرام کے عرس پاک میں سید سالار کو تاج الشریعہ کی خلافت

از: محمد یونس رضا مونس اویسی

یوپی ضلع ہردوئی میں قصبہ بلگرام کو مدینۃ الاولیاء ہونے کا شرف حاصل ہے یہ سرزمین اسلامی بہار سے آشنا ہونے کے بعد سے لیکر آج تک بڑی مردم خیز ہے، جہاں اس کا خطبہ وقت کے شاہوں نے پڑھا ہے تو بڑے بڑے فضلائے زمانہ، اولیاء دہر، شرفائے عصر نے بھی اسے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

اس سرزمین پاک میں قطب الاقطاب جانشین خواجہ اعظم سرکار غریب نواز حضرت سیدی شاہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے دو عظیم شاگرد و خلیفہ ہیں جن کے قدم مبارک کی برکت سے یہ سرزمین مدینۃ الاولیاء ہے۔

(۱) عارف باللہ، رازدار شریعت و طریقت حضرت سیدی شاہ عماد الدین چشتی علیہ الرحمہ

(۲) امام زمانہ مجمع البحرین حضرت سیدی شاہ محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ معروف بہ فاتح بلگرام علیہ الرحمہ۔ دونوں بزرگوں کا مزار پر انوار بلگرام ہی میں مرجع خلائق ہے۔

اول الذکر بزرگ ہی بلگرام پہلے تشریف لائے اور فتح بلگرام حضرت فاتح بلگرام کے دست مقدس سے ہوگی اس کی بشارت دی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے شادی نہیں فرمائی۔ پوری زندگی اسلام کی خدمت فرمائی اور جاں جاں آفریں کے سپرد فرمادی۔

حضرت فاتح بلگرام ہی کی اولاد امجاد سے یہ قصبہ علم وفن، شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت کا مرکز بنا۔ آپ کی اولاد امجاد میں بڑے بڑے اولیاء کرام، فقہائے عظام، علمائے کرام، مبلغین اسلام ہیں جن کے شمار کے لئے دفتر درکار ہے۔ سلہاڑا، میدان پورہ بلگرام کے اطراف و جوانب کے بزرگ سادات کرام، مولی شریف، مارہرہ مطہرہ وغیرہ وغیرہ کے بزرگان دین آپ ہی کے شہزادگان ہیں۔

اسی با برکت شخصیت کا ۷۸۷ رواں عرس پاک ۱۳ / ۱۴ / نومبر ۲۰۱۱ء کو خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رزاقیہ چشتیہ صغرویہ کے تحت، جانشین فاتح بلگرام رئیس الاتقیاء حضرت علامہ حافظ و قاری سیدی شاہ سید اویس مصطفیٰ واسطی قادری مدظلہ العالی کی سرپرستی اور حضرت عالی مرتبت ڈاکٹر سید بلال مصطفیٰ عرف بادشاہ میاں، حضرت عالی جاہ سید جیلانی میاں، بلند اقبال حضرت سید فیضان میاں اور حضرت سید انس میاں کی نگرانی اور رہنمائی میں بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔

خانقاہ عالیہ کی رہنمائی میں بلگرام کے چوراہے اور متعدد مرکزی مقاموں پر عرس پاک کے بینر، ہوڈنگ اور دیگر سجاوٹیں قابل دید تھیں۔ خانقاہ عالیہ رنگ برنگ قمقموں سے دعوت نظارہ تو آستانہ قادریہ بھی خوب خوب انوار وتجلیات کی جلوہ گاہ فاتح بلگرام کانفرنس کا پنڈال بھی قسم قسم کی سجاوٹوں سے مزین تھا۔ لوگوں سے کہتے سنا گیا کہ اس علاقہ میں اتنا بڑا پنڈال نہیں سجتا دیکھا زائرین عرس بالخصوص علمائے کرام کے قیام وطعام کا بھی خانقاہ کی طرف سے بہت اچھا انتظام تھا ہر مہمان کی زبان پر انتظامات کے تعلق سے صدائے تحسین بلند تھے۔ ان تمام خوبیوں کا سہرا حضرت بادشاہ میاں مدظلہ العالی اور حضرت سید فیضان میاں مدظلہ العالی اور ان کی ٹیم کے سر بجتا ہے۔

اس سال کے عرس میں ایک اہم خصوصیت یہ رہی کہ استاذی الکریم، حضرت العلام، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، شیخ الاسلام والمسلمین، وارث علوم امام احمد رضا پرتو جمال حجۃ الاسلام شہزادۂ مفسر اعظم، جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی بریلی شریف سے عرس پاک میں حاضر ہوئے اور پر مغز و پرنور خطاب سے زائرین عرس کو نوازا۔ ساتھ ہی خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رزاقیہ چشتیہ صغرویہ کے ولی عہد، مرشدی ملجائی رئیس الاتقیاء مخدوم ملت سیدی شاہ اویس مصطفیٰ واسطی قادری مدظلہ العالی کے شہزادۂ اکبر حضرت سید سالار میاں اطال اللہ عمرہ وزید مجدہ کو بر سر اسٹیج تمام علماء ومشائخ اور زائرین عرس کی موجودگی میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور خانقاہ کا ولی عہد ہونا مزد فرما کر اعلان فرمایا۔ اس سے قبل بھی حضور تاج الشریعہ مدظلہ آستانہ قادریہ محلہ میدانپورہ تشریف لا چکے ہیں۔ جب حضور پہلی مرتبہ تشریف لے گئے تھے فقیر راقم الحروف بھی ہمراہ تھا اور شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا قادری مدظلہ العالی بھی ساتھ تھے اس موقع پر حضرت صاحب سجادہ حضور رئیس الاتقیاء مدظلہ العالی نے شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا صاحب کو اجازت و خلافت عطا فرمائی تھی ساتھ ہی حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ جو اس وقت مدینۂ منورہ میں تشریف رکھتی تھیں کی اجازت اور حکم سے خاندانی تبرکات میں سے ایک بزرگ کے عمامہ شریف کا نصف حصہ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کو عنایت فرمایا غرض وہ بھی بڑا نورانی منظر تھا جس کی کماحقہ تصویر کشی نہیں کی جا سکتی ہے۔

عرس کی تقریبات مندرجہ ذیل طریقے سے عمل میں آئیں:

۱۳ر نومبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار۔

بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی پھر نعت ومنقبت کی مجلس منعقد ہوئی اور قطب الاقطاب حضرت سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ والرضوان کا قل شریف ہوا اس کے بعد حضرت عالی مرتبت سیدی شاہ بادشاہ میاں مدظلہ العالی کی رقت انگیز دعا ہوئی صلوٰۃ وسلام اور دعا پر مجلس اختتام کو پہنچی۔

بعد نماز مغرب کاشف الحقیقۃ، صاحب العرفان قطب وقت حضرۃ العلام سید محمد قادری واسطی (مرید وخلیفہ سید یٰسین حموی سجادہ نشین درگاہ سیدنا غوث پاک) کا قل شریف ہوا شجرہ خوانی ہوئی۔ پھر حضرت صاحب سجادہ کے برادر اکبر سیدی بادشاہ میاں مدظلہ کی

رقت انگیز پرسوز دعا ہوئی بعدہ صلوٰۃ وسلام اور دعا پر مجلس اختتام پزیر ہوئی۔

بعد نماز عشاء'' قلعہ میدان'' میں جہاں پر وسیع و عریض پنڈال دعوت نظارہ پیش کرر ہا تھا'' فاتح بلگرام کانفرنس'' منعقد ہوئی ۔ ہندوستان کے متعدد صوبوں سے زائرین عرس تشریف لائے ان میں ایک بڑی تعداد مبلغین اسلام علمائے کرام مشائخ عظام، شعرائے اسلام کی بھی تھی۔ کانفرنس کی نظامت عالی جناب ماسٹر شہیر خالدی رضوی صاحب لکھیم پور کھیری نے فرمائی بڑے بڑے خطبا نے اپنے خطاب اور شعراء نے اپنے کلام سے سامعین کے قلوب واذہان کو منور ومجلیٰ فرمایا۔ اخیر میں حضرت صاحب سجادہ حضور رئیس الاتقیاء مدظلہ العالی نے نصیحت فرمائی اور زائرین عرس وامن وامان اسلام کے لئے دعا فرمائی پھر مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام، شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام پڑھا گیا اور صبح ۹ ربجے تک کے لئے کانفرنس موقوف کردی گئی۔

۱۴ر نومبر ۲۰۱۱ء بروز پیر۔

بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی، نعت ومنقبت کی مجلس آراستہ کی گئی اور اس میں سرزمین بلگرام کے اول بزرگ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ، بلگرام فتح کی بشارت سنانے والے حضرت سیدی شاہ خواجہ عمادالدین چشتی بلگرامی قدس سرہ السامی کا قل شریف وحلقہ ذکر ہوا اور صاحب سجادہ کے برادر اکبر ڈاکٹر سید بادشاہ حسین واسطی صغروی دام ظلہ العالی نے دعا فرمائی صلوٰۃ وسلام پر مجلس اختتام کو پہنچی۔

۸ر بجے دن گلشن واسطی سے حضرت فاتح بلگرام کے مرقد انور پر چادر پوشی کے لئے جلوس روانہ ہوا۔ پہلے مزار شریف کا گلاب پانی سے غسل ہوا بعدہ چادر پوشی عمل میں آئی ۔ قل شریف ہوا اور حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعا ہوئی اس کے بعد پھر یہ جلوس'' قلعہ میدان'' کی طرف روانہ ہوا۔ ۹ ربجے دن'' فاتح بلگرام کانفرنس'' کا تلاوت کلام پاک سے آغاز ہوا، نظامت مذکور موصوف نے سنبھالی ۔ بڑے بڑے علمائے کرام نے مقرر کردہ عناوین پر خطاب کیا شعرائے اسلام نے نعت ومناقب پیش کئے۔

تقریباً ساڑھے ۱۱ ربجے دن حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی گاڑی بلگرام میں داخل ہوئی، استقبال کرنے والوں کی ٹیم نے حضرت سید فیضان میاں صاحب کی نگرانی میں شاندار پر جوش خیر مقدم کیا نعرہائے تکبیر ورسالت کی صدا سے فضا گونج اٹھی۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے ہمراہ شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا قادری ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا بریلی شریف ،مولانا محمد عاشق حسین کشمیری جناب مظہر ربانی رضوی کلکتہ، محمد یوسف رضا رضوی نیپال، محمد صابر ڈرائیور تھے۔

حضرت تقریباً ڈیڑھ بجے رونق اسٹیج ہوئے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی زیارت کرنے سینکڑوں غیر مسلم بھی آئے حضرت صاحب سجادہ کی طرف سے حضرت ڈاکٹر بادشاہ حسین واسطی صاحب نے حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی اور شہزادۂ تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا بلگرام تشریف آوری پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ اتنا رقت انگیز شکریہ تھا کہ مجمع میں سناٹا طاری ہوگیا خود حضور تاج الشریعہ نے فقیر سے پوچھا کون مائک پر بول رہے ہیں۔ حضرت مرشدی مدظلہ کے

حکم سے فقیر نے تعارف کراتے ہوئے حضرت تاج الشریعہ کو دعوت سخن پیش کی۔حضرت کا شاندار خطاب ہوا۔

رات میں سلطان الاساتذہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دام ظلہ العالی کا نایاب خطاب رہا دونوں بزرگ نے سادات بلگرام سے عقیدت اوران کی قربانی پر روشنی دالی ، محدث کبیر نے ''قیامت'' موضوع سخن بنا کر بزرگان دین کی خدمت، آخرت اور دین میں تصلب پر روشنی بکھیری اور حضور تاج الشریعہ نے ''یاایھا الذین آمنوا تقوا اللہ وکونوا مع الصدقین'' موضوع خطاب بنایا اور بزرگان بلگرام کا شاندار تذکرہ فرماتے ہوئے نصیحت ووصیت دونوں فرمائی بعدہ حضرت نے ہی قل پڑھا اور دعا فرمائی پھر صلوٰۃ وسلام اور حضرت کی دعا ہوئی۔اس کے بعد صاحب سجادہ مائک پر کھڑے ہوئے سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کوئی صاحب حضرت کو پریشان نہ کریں اطمینان وسکون کے ساتھ گاڑی میں سوار ہونے دیں چنانچہ سبھوں نے بات مانی اور حضرت سکون سے گاڑی پر بیٹھ گئے۔

پھر صاحب سجادہ نے مخاطبین کو نصیحت فرمائی اور قوم وملت کی فلاح و بہبود اور امن وامان عالم اور جملہ آفات و بلیات سے حفاظت اور دین پر سختی سے پابند رہنے اور آخرت میں کامیابی سے ہمکناری کی دعا فرمائی اس طرح عرس پاک کی تقریبات اختتام کو پہنچی۔خانوادۂ صغرویہ کے مندرجہ ذیل عالی مرتبت شخصیتیں بھی تقریبات عرس میں شریک رہیں گل گلزار اسماعیلیت سیدنا حضرت مولانا سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی قادری رازقی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ اسماعیلیہ مسولی شریف، نبیرۂ میر عبدالواحد بلگرامی حضرت حافظ سید شاہ محمد عارف واسطی چشتی واحدی سجادہ نشین خانقاہ واحدیہ کے شہزادۂ اکبر، سید السادات حافظ طاہر میاں واسطی چشتی سجادہ نشین خانقاہ طیبیہ واحدیہ سلہاڑا، گلشن واسطی کے پھول حضرت سید وقاص میاں صاحب، حضرت سید قمر میاں صاحب وغیرہ، خانقاہ برکاتیہ کے سجادہ نشین ڈاکٹر سید امین میاں صاحب علیل ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے، اور رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر میاں کانپور تک تشریف لے آئے تھے مگر اچانک ان کی بھی طبیعت بگڑ گئی جس کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے پچھلے سال ۷۸۶/رواں عرس پاک میں دونوں بھی تشریف لائے تھے۔پیر طریقت حضرت مولانا سید غلام رسول صاحب سجادہ نشیں خانقاہ نقشبندیہ سریال اعظم گڑھ اوران کے بھائی حضرت مولانا سید عبد الودود صاحب اور بانسہ شریف سے سید شبلی میاں اویسی رزاقی بھی تقریبات میں شریک رہے۔

عرس پاک کا جملہ انتظام وانصرام خوب سے خوب تر تھا۔ہر طرف سے صدائے تحسین بلند ہورہی تھی، اہل بلگرام کی زائرین تعریف کرتے نہیں تھک رہے تھے۔ بالخصوص سبھی مہمانون کا قیام اوراس پر منظم طریقے سے لنگر کا اہتمام قابل دید تھا۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ بزرگان دین کے طفیل مرشدی سیدی شاہ اویس مصطفیٰ مدظلہ العالی اور جملہ سادات کرام کا سایہ ہم سب پر قائم ودائم رکھے اوران کے انوار وتجلیات سے مالا مال ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

☆☆☆

مراسلات و جہاں نما

عرس پاک سرکار مبین ملت

سرزمین بہار میں ''خانقاہ بیت الانوار'' گیا کو فروغ سنیت میں ایک اہم مقام حاصل ہے ہندو پاک میں اس کی شہرت ہے۔ اس خانقاہ کے بانی شیخ المشائخ، صوفی باصفا، عالم باعمل عارف باللہ حضرت شاہ محمد نور الہدیٰ قادری ملقب بہ ''انوار عالم'' جانشین سرکار کلکتہ ہیں۔ آپ سید السادات شیخ الکل حضرت شاہ سید عین الہدیٰ قادری علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے شہزادے عالم و فاضل ہوئے۔ شہزادۂ اکبر حضرت علامہ شاہ فیض الہدیٰ قادری، شہزادۂ اوسط حضرت سراج ملت شاہ سراج الہدیٰ قادری، شہزادۂ اصغر حضرت شاہ شمس الہدیٰ قادری علیہم الرحمہ ہیں سبھی اپنی خدمات کی بنیاد پر قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

آستانہ بیت الانوار کے صاحب سجادہ حضرت سراج ملت علیہ الرحمہ کو غیر معمولی شہرت ملی آپ ہی کے لائق و فائق صاحبزادہ محسن اعظم جمشید پور شیخ طریقت، رہبر شریعت مبین ملت حضرت علامہ شاہ احمد مبین الہدیٰ نوری مصباحی ہیں۔ حضرت مبین ملت مسلکاً حنفی، مشرباً قادری، وطناً ہندوستانی ہیں۔ آپ ایک عظیم بزرگ کے نبیرہ اور مشہور و معروف عالم دین، فاضل جلیل، شیخ طریقت کے شہزادہ ہیں۔ آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ مصباح العلوم سے تعلیم و تربیت حاصل کی ہے، حافظ ملت محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید ہیں۔

آپ سے حافظ ملت بے حد پیار فرماتے تھے آپ کی وجہ سے ابتدائی کتب بھی حافظ ملت نے پڑھائی، آپ کے اور آپ کے والد ماجد شاہ سراج ملت کے نام حضرت حافظ ملت کے بہت سے خطوط اس پر شاہد ہیں۔ تعلیم و تعلم امامت و خطابت، تحریر و تبلیغ سے آپ پوری زندگی جڑے رہے۔ آپ کا حلقۂ ارادت بھی ماشاء اللہ بہت وسیع ہے۔ عقیدت مندوں مریدوں نے آپ کے نام سے محلوں کے نام بھی رکھے ہیں، دار العلوم گلشن حسین، فیض المبین مسجد قبا، خانقاہ قادریہ رضویہ نوریہ کی بنیاد رکھی اور اسے کامیابی کی منزل سے ہمکنار کیا۔ آپ ۲۰۰۹ء میں ۲۶/اکتوبر کو دار بقا کوچ فرماگئے۔

۱۱/نومبر ۲۰۱۱ء کو آپ کا سالانہ عرس پاک بڑے ہی اہتمام کے ساتھ منایا گیا مریدین مبین ملت اور عوام اہل سنت، معززین شہر، علما و آئمہ جمشید پور بڑی تعداد میں عرس پاک میں شریک ہوئے، تقریب مندرجہ ذیل طریقہ پر عمل میں آئی۔ بعد نماز فجر قرآن خوانی بعدہ علما و شعراء نے تقریریں کیں نعت و منقبت سے خراج عقیدت پیش کئے پھر قل شریف ہوا، شہزادۂ مبین ملت، نبیرۂ سراج ملت، حضرت علامہ حافظ و قاری مولانا برھان الہدیٰ قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مبینیہ نے شجرہ خوانی فرمائی اور عالم اسلام کے لئے امن و امان کی دعا فرمائی صلوٰۃ و سلام پر محفل اختتام کو پہنچی۔

پھر بعد نماز عشاء صاحب سجادہ حضرت علامہ برھان الہدیٰ صاحب کی صدارت میں ''مبین ملت کانفرنس'' منعقد ہوئی جس میں بیرونی علماء و مشائخ، شعراء کے علاوہ مقامی علمائے کرام نے بھی شرکت فرمائی اور حضرت مبین ملت کی شخصیت اور ان کی خدمات پر روشنی ڈالی بالخصوص حضرت علامہ مفتی محمد عابد حسین نوری شیخ الحدیث فیض العلوم

جمشید پور نے حضرت مبین ملت کی ذات اور مسلک کی خدمات پر مختصر مگر جامع گفتگو فرمائی، نبیرۂ انوار عالم خطیب ہندوستان حضرت علامہ عمر نورانی گیاوی کی تقریر بہت جامع مانع ہوئی، اس کے علاوہ متعدد خطباء وشعراء نے بھی خراج عقیدت پیش کیا، حضرت صاحب سجادہ کا مختصر خطاب ہوا پھر صلوٰۃ وسلام پر محفل اختتام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مبین ملت کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

از: مولانا فیض صاحب فیضی

استاذ دار العلوم گلشن حسین جمشید پور

جماعت رضائے مصطفیٰ کی شاخ کا قیام

مسجد لال ٹنکی فتح پور سیکری میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کی شاخ قائم کر نے پر غور وخوض کیا گیا، اس جلسہ میں خاص طور پر جماعت کے قومی جنرل سکریٹری مولانا شہاب الدین رضوی بریلوی تشریف لائے۔ مولانا نے جماعت کی دینی اور قومی وملی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور فتح پور سیکری کی شاخ کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے حضرت مولانا کلیم اللہ رضوی امام نوری مسجد کو جماعت رضائے مصطفیٰ کا صدر منتخب کیا ہے۔

جلسہ میں دیگر علماء میں مولانا یونس رضا قریشی، مولانا فرقان علی پیلی بھیتی، حافظ وقاری فرید احمد رام پوری، مولانا تنظیف احمد بریلوی وغیرہ موجود تھے، نظامت مولانا جابر علی رضا نے کی۔ منتظمین میں علیم، شانو، تاج الدین، شاہد، آس محمد، مومن وغیرہم رہے۔

از: ۔کلیم اللہ رضوی امام نوری مسجد لال ٹنکی فتح پور سیکری

☆☆☆

تقریبات عرس رضوی

مندرجہ ذیل تاریخوں میں منعقد ہوں گی

۲۳؍صفر ۱۴۳۳ھ / ۱۸؍جنوری ۲۰۱۲ء

بعد نماز فجر قرآن خوانی، نعت ومنقبت، بعد نماز عشاء قل شریف حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ و مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ، بمقام ازہری گیسٹ ہاؤس، بریلی شریف ہوگا۔

۲۴؍صفر ۱۴۳۳ھ / ۱۹؍جنوری ۲۰۱۲ء

بعد نماز فجر قرآن خوانی، نعت ومنقبت، شام ۵؍بجے ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' کی خصوصی میٹنگ ''جامعة الرضا'' میں منعقد ہوگی، بعد نماز عشاء بمقام "جامعة الرضا" مرکز نگر (متھرا پور) نزد سی بی گنج، بریلی شریف، تقاریر علماء کرام وقل شریف حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ۱؍بجکر ۴۰؍منٹ پر ہوگا۔ بعدہٗ جامعہ کے فارغ التحصیل طلباء کو دستار دی جائے گی۔

۲۵؍صفر ۱۴۳۳ھ / ۲۰؍جنوری ۲۰۱۲ء

بعد نماز فجر قرآن خوانی ونعت ومنقبت وتقاریر علماء ومشائخ، قل شریف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ دوپہر ۲؍بجکر ۳۸؍منٹ پر، بمقام ازہری گیسٹ ہاؤس، بریلی شریف ہوگا۔

☆☆☆

دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ

مرکز الدراسات الإسلامیة

جامعۃ الرضا

بریلی شریف یوپی، ھند



لائف ٹائم مفت اسلامی SMS(Only for India)

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS چل رہا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں Join MarkazSMS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MarkazSMS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔